تمت الکتاب بعون الملک الوہاب

ٹھہر کر وہ گھوڑیکا جانا سنبھل
وہ فانوسین آگے زمرد نگار
ہزارون تامی کے تخت روان
دہ شہنائیون کی سہانی دھنین

ہما کے وہ دونو طرف مورچل
کہ ہو سبز مینا جنہون پر نثار
اور اہل نشا طا سیہ جلوہ کنان
جنہین گوش زہرا مفصل سنین

اناروں کی کثرت سے گلزار ہوا تھا راہ پھلجھڑیون کی روشنی سے یہ دھوین
رات کی چاندنی مات ستارونکی چمک سے دن ہوگئی تھی رات
غرض تمام آتشبازی کی کیفیت روشنی کی کثرت براتیون کی بہتایت
نہ زبان کو یارا جو کہے نہ قلم کو طاقت جو لکھے

بیت

جب آئی وہ دولہن کے گھر برات کہون وہانکے عالم کی کیا تم سے بات

یہان بھی مجلس کی نشاط کی وہان سے زیادہ تر آراستہ تھی ساز بج رہے
تھے ناچ ہو رہا تھا کتنے اشخاص پیشوا گئے دولہہ کو ہاتھون ہاتھ لے آئے
مسند شاہانہ پر بٹھلایا حاتم بھی نوشہ کے پاس ایک مسند پر بیٹھ کر خوش
وخورم تھا اور براتی اپنے اپنے قرینہ سے شریک مجلس ہوئے

ابیات

وہ دولہہ کا مسند پہ آ بیٹھنا برابر رفیقون کا جا بیٹھنا
طوائف کا اٹھنا ایک انداز سے دکھانا وہ آصورتین ناز سے
غرض ناچ کا سمان راگ کا بیان کچھ کہا نہین جاتا دیکھنے ہی سے تعلق

انکے محل کی طرف متوجہ ہوا غرض حسن بانو نے بدستور اندر بلا لیا اور جڑاؤ
کرسی پر بٹھلایا احوال پوچھا اسنے تمام کیفیت ان گرمیون سے بیان کی کہ
وہ سنتے ہی ٹھنڈی ہوگئی پھر الماس بھی نکالکر دکھایا تب حسن بانو
نے سر نیچا کر لیا مارے شرمندگی کے پسینے پسینے ہوکر چپ ہی رہ گئی حاتم نے
کہا کہ مین اپنا وعدہ پورا کر چکا ہون اب تو بھی وفا کر اسنے آہستگی و نرمی
سے التماس کیا کہ مین بھی تیری ہو چکی ہون جو چاہے سو کر جسکو چاہے
اسکو بخش اپنے پاس رکھا چاہتا ہے تو رکھ مختار ہے اس بات کو سنکر
شہزادہ نے کہا جو کچھ تو نے کہا مین نے کیا جو مین کہون سو تو کر سچ تو یہہ
ہے کہ مین نے یہہ محنت و مشقت اپنے واسطے نہین کھینچی بلکہ منیر
شامی شہزادہ کے لئے لازم ہے کہ تو اسے قبول کرے کیونکہ وہ مدت سے
تیرے فراق مین رو رہا ہے اور تیری جدائی کی درد سے جان کھو رہا ہے
اپنے بیمار عشق کو شربت وصال پلانا ہی بھلا ہے اسمین قصور کرنا عند اللہ اور
عند الناس برا ہے حسن بانو بولی کہ اب تم میری باپ کی جگہہ جو میرے حق
مین مناسب جانو سو کرو بشرطیکہ وہ میرے شوہر ہونیکے لایق ہو تو مجھے کچھ
عذر نہین یہہ سنتے ہی حاتم نے منیر شامی شہزادہ کو کہلا بھیجا کہ تم پوشاک
بدل سج سجا نہایت زرق و برق سے میرے پاس آؤ شہزادہ ایسے
ٹھاٹھ سے شادان و فرحان آیا حاتم نے اسکو بھی ایک جڑاؤ کرسی پر اپنے

ساتوان سوال

دیکھ کر کہنے لگے ای جوان تو اس جگہہ کیونکر سلامت رہا وہ باغ کدھر گیا
حمام کیا ہوا تب اسنے تمام سرگذشت کہی وے دوڑکر اسکے پاؤن پر گر
پڑے اور کہنے لگے کہ ہم آج سے تمہارے غلام ہو چکے یہہ طوق بندگی
جیتے جی ہمارے گردن سے نہ نکلیگا اس بات کو سنکر حاتم نے انکی
بہت سی تسلی و خاطرداری کی اور اپنے ساتھہ لیکر شہر قطان کا قصد
کرکے روانہ ہوا پر یہہ نجانتا تھا کہ مین کس طرف جاتا ہون اور شہر قطان
کدھر ہے لیکن ہادی حقیقی اسکو راہ راست پر لئے جاتا تھا تھوڑی دور
چلا تھا کہ وہی دروازہ نظر آیا جس راہ سے داخل ہوا تھا جو اس سے باہر
نکلا سامان ہرک کا لشکر دکھائی دیا ادھر ہی متوجہ ہوا اور اس سے
جا ملا وہ اسکو دیکھتے ہی اٹھا نہایت تپاک سے بغلگیر ہوا اور ایک
کرسی زرین پر بٹھلایا بآئین شایستہ ضیافت کی بعد عطر وپان کی رسم
کے حاتم نے تمام احوال وہانکا بیان کیا دو چار روز رہا پھر اسنے بہت سے
لوگ ساتھہ کرکے شہر قطان کی طرف روانہ کیا چندروز کے بعد شہر
قطان مین داخل ہوا حارث شاہ سے ملازمت کی بادشاہ نے
نہایت الطاف و نوازش فرمائی برابر اپنے تخت پر بٹھایا احوال پوچھا
اسنے ماجرا وہانکا جو راتیون عرض کیا اور الماس بادشاہ کے
روبرو رکھدیا کہ حضور کی نذر ہے لیکن اتنا چاہتا ہون کہ ایک بار حسن بانو

حاتم اگر تو اِس طلسم سے باہر نہ نکلا تو اپنی جان اسی سرگردانی مین کھو دیگا
بہتر یہہ ہے کہ جلد انھین مین ملجا چکا ہو۔ہ جو اپنے تئین بچا یگا جب تک
جیتا ہے رنج ہی مین رہیگا کسی تدبیر سے باہر نہو سکیگا اور منیر شامی جدا
تیری انتظاری مین تباہ ہوگا یہہ سب الجھیرے بکھیرے زندگی ہی کے ہین پس
بہتر یہہ ہے کہ جینے سے ہاتھ اٹھا پتھر ہوجا سب فکرون سے چھٹ جایگا خدا
کارساز ہے اپنے کام آپ کر لیگا یہہ باتین جی مین ٹھہرا کر کرسی کے پاس
گیا بسم اللہ کرکے تیر و کمان اٹھا ایک تیر اسے لگا ہی بیٹھا طوطی پھرک گئی
تیر خطا کرکے پنجرے کے چھت مین جا لگا حاتم گھٹنون تک پتھر کا ہوگیا وہ جہان
بیٹھی وہین آبیٹھی اور کہنے لگی ای جوان جا یہان سے یہہ مکان تیرے قابل
نہین ہے حاتم اِس جگہہ سے اچھل کر تیر و کمان سمیت سو قدم پیچھے جا
پڑا پاؤن اسکے بوجھل ہوگئے تھے جو اٹھا نہ سکتا تھا اپنی اِس حالت
پر آنسو بھر لایا اور کہنے لگا یہہ کیا حرکت ہے کس خرابی و خستگی سے ایک
مدت مین تو یہان تک آپہنچا اب ایڑیان رگڑ رگڑ کر مرنا کیا لطف ہے
اس سے بہتر یہہ ہے کہ ایک تیر اور لگا انھین بتون مین شامل ہوجاؤن یہہ
سوچ کر دوسرا تیر پھر مارا اسنے بھی خطا کی یہہ ناف تک پتھر کا ہوگیا طوطی
نے پھر یہہ بات کہی ای جوان پرے سرک یہہ جگہہ تیرے لایق نہین حاتم
آپ سے آپ دو سو قدم اچھلکر وہان سے پرے قریب بتون کے پہنچا

ساتوان سوال

اختیار دونو ہاتھ سے پکڑلی کہ بھلا ایک ساعت تو دم لون کہ پھر ویسی ہی آواز
ہوئی وہ گنبذ کے باہر ہوگیا اپنے تئین ایک جنگل مین کھڑے پایا ہر طرف
دیکھنے لگا سوائے میدان کے کچھ دکھلائی نہ دیا جی مین خوش ہوا کہ بارے
اس طوفان سے مین نے نجات پائی اور طلسمات سے رہائی آگے بڑھا
غرض تین دن تک بھٹکتا پھرا کہ ایک عمارت عالیشان چمکتی نظر آئی
آبادی کی امید پر اسطرف چلا جب نزدیک پہنچا ایک باغ خوش قطع پر فضا
دیکھا دل مین سوچنے لگا کہ اس بہار کا باغ بیابان کسنے بنایا ہے البتہ اسکے
قریب کسی طرف بستی ہوگی جب متصل پہنچا دروازہ کھلا پایا چلا گیا کئی قدم
بڑھ کے جو پھر کر دیکھا دروازے کا نشان بھی نپایا تب تو فکرمند ہوا کہ یہ کیا بلا
ہے اتنے صدمے اٹھائے ہنوز اس طلسم کے باہر نہ نکلا آخر لاچار
ہوکر ایک مکان کی طرف روانہ ہوا وہان طرح بطرح کے میوے کے درخت لگے
ہوئے دیکھے بھوکھا تو تھا ہی میوہ توڑ کھانے لگا جتنا کھاتا تھا پیٹ نہ بھرتا
تھا غرض سو من کے قریب کھایا پر سیر نہوا لیکن کچھ تھک گیا پھر سیر کرتا
تماشا دیکھتا ایک بارہ دری کے قریب جا پہنچا اسکے متصل بہت سے
آدمی پتھر کے ننگے منگے کھڑے تھے مگر ایک ایک لنگ باندھے تھے
وہ بھی پتھر کا حیرت مین آگیا کہ یہ کیا عجب ہے اسکا عقدہ کیونکر کھلون
اس فکر مین تھا کہ ایک طوطی نے بانگ ماری کہ ای جوان کیون کھڑا ہے

مگر تو اکیلا ہے یا کوئی شریک بھی رکھتا ہے اسنے عرض کی ہان نقش بھیڑ سے
پر آج غلام کی ہی باری ہے الغرض آگے آگے حاتم پیچھے پیچھے نائی خوشی
بخوشی چلے جاتے تھے دو تین کوس چلے ہون گے کہ ایک گنبد آسمان
سے لگا ہوا نظر پڑا حاتم نزدیک پہنچا تب حجام حمام کے اندر گیا اور اسکو
بلا لیا وہ بھی وہین داخل ہوا دروازہ بند ہو گیا اسنے گھبرا کر جو پیچھے دیکھا تو
واقعی بند ہو گیا ہے پر نظر آتا ہے اس امید پر آگے بڑھا کہ جب نہا ہونگا نکل
جاؤنگا آخر حمامی اُسے حوض پر لیگیا اور کہنے لگا کہ آپ یہین اترین تو بدن
پر پانی ڈالوں میل چھڑاؤن حاتم نے کہا مین کپڑے اتار لون تو اسمین اترون
مگر بے لنگی یہہ بھی نہین ہو سکتا تب حجام نے ایک لنگی پاکیزہ بہت تحفہ حوالے
کی حاتم نے اسکو باندھ کپڑے اتار حوض پر رکھ دئے اور آپ اسپر اُپھر حجام
نے ایک جڑاؤ طاس گرم پانی سے بھر کر اسکے ہاتھ مین دیا اسنے سر پر ڈال
لیا پھر بھر کر دیا اسنے اسے بھی اپنے اوپر ڈال لیا تیسرے مرتبے
جو ہین سر پر ڈالا وہین ایک تڑاقہ ہوا حمام اندھیرا ہو گیا بعد ایک ساعت
کے تاریکی جاتی رہی تو کیا دیکھتا ہے کہ نہ حجام ہے نہ حمام نہ حوض مگر ایک
پتھر کا تراشا گنبد ہے اسکا تمام صحن پانی سے بھرا نظر آتا ہے ایک دم نہ
گذرا تھا کہ پانی پنڈلیون تک آ گیا حاتم عاجز ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا
اور وہ بڑھ کر گھٹنوں سے بھی اوپر پہنچا تب یہہ گھبرایا کہ الٰہی پانی ہر دم بڑھا

ساتوان سوال

ساتوان سوال

واسطے مجھے معذور رکھو کہین جانے دے تب ناچار ہوکر سامان اٹھہ کھڑا ہوا حاتم کو حمام کے دروازے پر لیگیا وہان بھی کھڑے ہوکے بہت سمجھایا پر کچھ کام نہ آیا حاتم نے ایسا دروازہ اپنی تمام عمر مین نہ دیکھا تھا جو آنکھہ اٹھاکر غور کیا تو خط ثریانی سے اسکے اوپر لکھا دیکھا کہ یہہ طلسمات کیومرس بادشاہ کے وقت مین بنا ہے نشان اسکا مدتون رہیگا اور جو کوئی اس طلسمات مین جائیگا جیتا نہ نکلے گا وہین بھوکا پیاسا سرگردان رہیگا اگر اسکی زندگی ہے تو ایک باغ مین وارد ہوگا وہان کے میوے کھائیگا اپنی حیات کے دن پورے کریگا پر ممکن نہین جو باہر نکل سکے جون اس نوشتے کو حاتم نے پڑھا دل مین دھیان کیا کہ جو کچھ حقیقت تھی سو دروازے پر لکھی پائی اندر جانا کیا ضرور ہے چاہتا تھا کہ وہان سے پھرے وہین خاطر مین لایا کہ حسن بانو جو اسکے اندر کا احوال پوچھے تو کیا کہون مگر شرمندہ ہون اب جو ہونی ہو سو ہو اندر چلا چاہیے پھر لوگون کو رخصت کیا آپ اندر بیٹھا دس بارہ قدم چلکر جو پیچھے پھر کے دیکھا تو نہ لوگون ہی کو پایا نہ دروازہ ہی نظر آیا مگر ایک جنگل لق ودق موجود تھا اور کچھ دکھلائی نہین دیا متفکر ہوا کہ ابھی دس بارہ قدم سے زیادہ چلنے کی نوبت نہین پہنچی دروازہ نظر سے غائب ہوا بلکہ اسکے آثار بھی دکھائی نہین دیتے جس تس طرح اسکو ڈھونڈھکے پھر باہر نکلئے غرض تمام دن اسی تلاش مین پھرا پر دروازہ نملا تب دل مین

ساتوان سوال

مگر تو اکیلا ہے یا کوئی شریک بھی رکھتا ہے اسنے عرض کی ہان تحقیق پھیرے
پر آج غلام کی ہی باری ہے الغرض آگے آگے حاتم پیچھے پیچھے نائی خوشی
بخوشی چلے جاتے تھے دو تین کوس چلے ہونگے کہ ایک گنبد آسمان
سے لگا ہوا نظر پڑا حاتم نزدیک پہنچا تب حجام حمام کے اندر گیا اور اسکو
بلا لیا وہ جو ہین داخل ہوا دروازہ بند ہوگیا اسنے گھبرا کر جو پیچھے دیکھا تو
واقعی بند ہوگیا ہے پر نظر آتا ہے اس بھید پر آگے بڑھا کہ جب جا ہونگا نکل
جاؤنگا آخر حمامی اسے حوض پر لیگیا اور کہنے لگا کہ آپ اسمین اترین تو بدن
پر پانی ڈالون میل چھڑاؤن حاتم نے کہا مین کپڑے اتار لون تو اسمین اترون
مگر بے لنگی یہہ بھی نہین ہوسکتا تب حجام نے ایک لنگی پاکیزہ بہت تحفہ حوالے
کی حاتم نے اسکو باندھ کپڑے اتار حوض پر رکھ دئے اور آپ اتر پڑا پھر حجام
نے ایک جڑاؤ طاس گرم پانی سے بھر کر اسکے ہاتھ مین دیا اسنے سر پر ڈال
لیا اسنے پھر بھر کر دیا اسنے اسے بھی اپنے اوپر ڈال لیا تیسرے مرتبے
جو ہین سر پر ڈالا وہین ایک تراقہ ہوا حمام اندھیرا ہوگیا بعد ایک ساعت
کے تاریکی جاتی رہی تو کیا دیکھتا ہے کہ نہ حجام ہے نہ حمام نہ حوض مگر ایک
پتھر کا تراشا گنبد ہے اسکا تمام صحن پانی سے بھرا نظر آتا ہے ایک دم نہ
گذرا تھا کہ پانی پنڈلیون تک آگیا حاتم عاجز ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا
اور وہ بڑھ کر گھٹنون سے بھی اوپر پہنچا تب یہہ گھبرایا کہ الٰہی پانی ہر دم بڑھتا

واسطے مجھے معذور رکھ کہین جانے دے تب ناچار ہوکر سامان اٹھہ کھڑا
ہوا حاتم کو حمام کے دروازے پر لیگیا وہان بھی کھڑے ہو کے بہت سمجھایا پر
کچھ کام نہ آیا حاتم نے ایسا دروازہ اپنی تمام عمر مین نہ دیکھا تھا جو آنکھہ اٹھاکر غور کیا
تو خط ثریانی سے اسکے اوپر لکھا دیکھا کہ یہہ طلسمات کیومرس بادشاہ کے
وقت مین بنا ہے نشان اسکا مدتون رہے گا اور جو کوئی اس طلسمات
مین جائیگا جیتا نہ نکلے گا وہین بھوکا پیاسا سرگردان رہیگا اگر اسکی زندگی ہے
تو ایک باغ مین وارد ہوگا وہان کے میوے کھا کھا اپنی حیات کے دن
پورے کریگا پر ممکن نہین جو باہر نکل سکے جون اس نوشتے کو حاتم نے
پڑھا دل مین دھیان کیا کہ جو کچھ حقیقت تھی سو دروازے پر لکھی پائی اندر
جانا کیا ضرور ہے چاہتا تھا کہ وہان سے پھرے وہین خاطر مین لایا کہ حسن
بانو جو اسکے اندر کا احوال پوچھے تو کیا کہون مگر شرمندہ ہون اب جو ہونی ہو
سو ہو اندر چلا چاہیے پھر لوگون کو رخصت کیا آپ اندر بیٹھا دس بارہ قدم
چلکر جو پیچھے پھر کے دیکھا تو نہ لوگون ہی کو پایا نہ دروازہ ہی نظر آیا مگر ایک
جنگل لق و دق موجود تھا اور کچھ دکھلائی نہین دیا متفکر ہوا کہ ابھی دس
بارہ قدم سے زیادہ چلنے کی نوبت نہین پہنچی دروازہ نظر سے غائب
ہوا بلکہ اسکے آثار بھی دکھائی نہین دیتے جس نقش طرح اسکو ڈھونڈ ھئے
پھر باہر نکلئے غرض تمام دن اسی تلاش مین پھرا پر دروازہ نملا تب دل مین

ساتوان سوال

ساتوان سوال

شہر سے نکلکر جنگل کی راہ لی غرض ہمراہیون سے قال و مقال کرتا ہوا چلا جاتا تھا بعد ہیندرہ روز کے حمام نظر آنے لگا حاتم نے ان سے پوچھا یہہ قلعہ ہے یا پہاڑ کیا دکھلائی دیتا ہے اُنھون نے عرض کی یہی حمام کا دروازہ ہے دیکھنے مین نزدیک تھے پر سات روز مین پہنچیگا یہہ کہکر آگے بڑھا ساتوین دن دروازے کے متصل جا پہنچے حاتم کیا دیکھتا ہے کہ وہان ایک پہاڑ کے دامن مین لشکر عظیم پڑا ہے پوچھا اسنے یہہ فوج کسکی ہے ہمراہیون نے التماس کیا کہ حمام بادگرد کے دربان کی آخر حاتم اس لشکر مین داخل ہوا اسکے ہمراہیون کے اکثر خویش و اقربا تھے باہم ملے اور پوچھنے لگے کہ تمھارا آنا کیونکر ہوا انھون نے کہا اسی جوان یمنی کے ساتھ بادشاہ نے بھیجا ہے اور ایک نامہ بھی اسکے واسطے دربانون کو لکھا ہے القصہ حاتم سامان ارک کے خیمے مین آیا صاحب سلامت کر کے شقہ کو حوالے کیا وہ اٹھ کر بغلگیر ہوا اور نامہ سر پر رکھ لیا سرنامے پر بادشاہ کی مہر دیکھ کر بوسہ دیا بعد اسکے کھول کر پڑھا تو اسمین یون لکھا تھا کہ اس جوان یمنی کے ساتھ مین نے عہد کیا تھا بنا بر اسکے بھیجا ہے اگر تو اسکو سمجھا کر کسی صورت سے الٹا پھیر دیگا تو ہم خوش ہونگے اور تو سرفراز ہوگا اور جو یہہ کسیطرح سے نا مانے تو حمام مین بخوبی پہنچا دیجیو بر مقدور پھر اسکے پھیرنے مین سعی کیجیو وہ اسکو پڑھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور حاتم کو ... تمام کرسی پر بٹھلایا شرطین مہماندار

دون تو عہد شکنی ہوتی ہے دوسرے یہہ کہ ایسا جوان خوبصورت نیک
سیرت اپنی جان سے ہاتھ دھووے یہہ جائے حیف ہے تیسرے
یہہ کہ جیتا تو ہے کوئی ایسا آج تک تیرے پاس نہین آیا جو تجھے یہہ اگر تجھکو رخصت
کرون تو درد جدائی کیونکر سہون پانچوین یہہ اگر اجازت ندون تو اپنی
قول سے جھوٹھا ہوتا ہون یہہ بادشاہون کے حق مین مناسب نہین کیونکہ اگر
بد عہد مشہور ہون تو پھر کوئی میرے قول قسم کا اعتبار نکریگا اور سلطنت
کے کامون مین خلل پڑے گا حاتم نے عرض کی مین خدا سے امید وار ہون
انشاء اللہ تعالیٰ جلد خیر و عافیت سے آپکی خدمت مین پھر حاضر ہوتا ہون کسی
طرح کا اندیشہ خاطر مبارک مین نہ لائیے بے وسواس مجھے اجازت دیجئے
کیونکہ مین اس امر سے تا مقدور دست بردار نہین ہو سکتا اسواسطے کہ منیر
شامی شہزادہ حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی پر عاشق ہوا ہے وہ سات
سوال رکھتی تھی اور شہزادہ عہدہ برا نہین ہو سکا مین نے اسپر رحم کھا کے
اپنے ذمے لئے بلکہ عہد کیا کہ مین اسکو پورا کئے بن نہ ہونگا چنانچہ چھے سوالون
کا جواب دے چکا ہون اب یہی ایک ساتوان سوال باقی رہ گیا ہے
جناب الٰہی سے توقع رکھتا ہون کہ وہان بھی جا پہنچون اور حمام باد گرد کی تمام
کیفیت بیان کرون اور حسن بانو سے جا کر کہون اور بیاہ اسکا اسی شہزادے کے
ساتھ کروا دون کہ مدت کے بعد وہ عاشق زار اپنی مراد کو پہنچے اس بات

ساتوان سوال

فرمانے مین یہہ مرد ایسا ہی خوش خلق وشیرین کلام ہے اسکا رہنا بادشاہون
کی صحبت مین بہت مناسب ہے ایک دن کا ذکر ہے حاتم نے جو حارث شاہ کو
شاد وخورم دیکھا کئی لعل وزمرد والماس بیش قیمت پھر نذر گذرانے فرمایا ای
جوان مین تیرا دل سے ممنون ہون بار بار شرمندہ کیون کرتا ہے مین تجھہ
سے محجوب ہوتا ہون کیونکہ ایک مدت سے تو میری خدمت مین حاضر
ہے پر کچھ فرمایش نہین کرتا اب میرا جی یون چاہتا ہے کہ جو کچھ تجھے درکار ہو
بے تکلف مانگ مین عذر نکرونگا بلا توقف تجھے دونگا حاتم بولا آپ کی بدولت
سب کچھہ موجود ہے کسی بات کی کمی نہین سیتا ہون کو مکافات دنیا ایسے
زیادہ کیا درکار ہین بادشاہ نے کہا یہہ کونسی بات ہے میرا تمام ملک
تیرا ہی ہے جو کچھہ تو چاہے بے پوچھے اپنے تصرف مین لا یا کسی کو دے
ڈال مختار ہے جو کام چاہے اہل کارون سے لے تیرے تابعدار ہین کیا مجال
جو عذر کرین حاتم نے کہا عمر شاہ کی بڑھے سلطنت مدام قایم رہے میری
دل کی آرزوئین سب نکل چکی ہین مگر ایک باقی ہے سو تا دم مرگ دل سے نجائیگی
شاہ نے پوچھا وہ ایسی کیا ہے کیونکہ اگر تو رغبت کرے تو اپنی بیٹی بھی تیرے
حوالے کرون ملک ومال تو کیا چیز ہے حاتم نے سر جھکا کر عرض کی کہ حضرت کی
بیٹی کو مین اپنی بڑی بہن جانتا ہون یہہ دھیان میرے جی مین نہین لیکن
تمنا اور ہی ہے پر اس سوچ سے مین التماس نہین کرتا مبادا قبول نہووین

ساتوان سوال

کاروان سرا مین اترا ایک دن دو موتی بیش قیمت اور دو لعل گران بہا کہ انکا ثانی سرکار عالی مین نتھا ایک ڈبیا مین رکھ کر بادشاہ کے در دولت پر گیا چوبدار نے اپنے داروغہ سے کہا کہ ایک مسافر کسی شہر سے آیا ہے اسنے حضور مین جاکر عرض کی ارشاد ہوا کہ اسکا احوال تحقیق کر کے آؤ چوبدارون نے جاکر حاتم سے پوچھا تم کہان سے آئے ہو کیا نام تمھارا ہے اسنے کہا مین سوداگر ہون آنا شاہ آباد سے ہوا ہے امیدوار ملازمت کا ہون یہہ انھون نے اپنے داروغہ کی وساطت سے حضور پرنور مین عرض کیا کہ ایک جوان واحد از خوش گفتار سوداگر پیشہ شاہ آباد سے آیا ہے قدمبوسیکی آرزو رکھتا ہے بادشاہ نے حکم کیا بلا دو وے جاکر حاتم کو حضور اعلیٰ مین لے آئے وہ مجرا گاہ مین کھڑا ہو کے آداب شاہانہ بجا لایا اور تعریف کر کے آگے بڑہا وہ جواہر نذر گذرانا بادشاہ کا رنگ اس جواہر کو دیکھ کر مارے خوشی کے دہکنے لگا اسے کرسی پر بٹھلایا احوال پوچھا اسنے عرض کی کہ ایک مدت سے سوداگری کرتا تھا اب اس دنیا کو ہیچ سمجھ کر تجارت چھوڑ دی سلاطینونکی ملاقات ترک کی سیاحی پکڑی اس شہر مین آکر حضرت کے اوصاف حمیدہ یہان تک سنی کہ بے اختیار دوڑا آیا کیونکہ ایسے بادشاہ عادل کا دیکھنا سعادت ابدی و دولت سرمدی ہے بادشاہ نے اسکی گفتگو سنکر نہایت نوازش سے فرمایا ای جوان چند روز اس شہر مین رہ اور ہمکو اپنی صحبت سے مسرور کر یہی میری نذر ہے حاتم نے یہہ سنکر التماس

دیوان خاص کے داروغہ کو حکم کیا کہ ایک مکان عمدہ پاکیزہ آراستہ کرکے انکو وہان اتروا دو اور بکاول سے کہہ دو کہ دونو وقت نعمات جوان خاص کے بے تکلف پہنچایا کرے اور کسی طرح کی کاروبار کے نتئین بھی مستعد رہ کر حاتم کی طرف متوجہ

ساتوان سوال

ساتوان سوال

بدن پھٹ گیا حاتم کو اوکھٹا کہ اپس مین تو کئی روز کے عرصے مین وے بھی تا
ہو گئے یہہ بھی وہان رہا چوتھے روز اسس شہر کو اٹھا دوگانہ شکر کا ادا کر روانہ ہوا چند روز
کے بعد ایک شہر عظیم دکھائی دیا یہہ اسمین داخل ہوا لوگون نے جو اسے اجنبی دیکھا
پاس آکر پوچھا ای جوان تو کس راہ سے آیا حاتم نے کہا دا ہنی طرف کی راہ سے
وے حیران ہوکر کہنے لگے کہ جیتا کیونکر بچا کیا چھپکلیون اور ببول کے کانٹون
کی مصیبت اژدہات کے جنگل اور بچھوون کی آفت تجھ پر نہ پڑی حاتم بولا
عزیزو البتہ ان بلاؤن مین مبتلا ہوا تھا لیکن مدد الٰہی سے چھپکلیون اور
بچھوون کو ٹھکانے لگایا اب اس راہ مین سوا اژدہات کے ریزدن
اور ببول کے کانٹون کے کوئی گزندہ باقی نہین سوداگر جو وہان اترے ہوئے
تھے اسس بات کو حاتم کی زبانی سنکر مستعد ہوئے کہ اب اسی راہ سے
چلئے دور کی راہ کس طرح اختیار کیجئے کیونکہ یہہ رستہ صاف ہو چکا ہے
کچھ حادثہ نہین اگر سوداگر آیا جایا کرینگے شہر بھی آباد ہو جائیگا آخر لاد پھاند
کر چلے گئے یہہ خبر بادشاہ کو پہنچی کہ کاروانون نے ایک مسافر کے کہنے
پر جس راہ مین اژدہات اور ببول کا جنگل ملتا تھا اسی رستے سے گئے حکم
کیا کہ بہت سے ہرکارے ان کے پیچھے پیچھے چلے جائین راہ کا احوال
واقعی تحقیق کرکے پھر آئین اور حاتم بلا کر اپنے پاس رکھا اور کہا ای
مسافر راہ کے حادثے مسافرون کے صدمے بہت سے تو نے اٹھائے

ساتوان سوال

برن پھٹ گیا حاتم کھڑا دیکھتا کہ آپس مین لڑکر تین روز کے عرصے مین وے بھی تمام
ہو گئے یہہ بھی وہان رہا ہو تھے روز اس شہر کو اٹھا دوگانہ شکر کا ادا کر روانہ ہوا چند روز
کے بعد ایک شہر عظیم دکھائی دیا یہہ اسمین داخل ہوا لوگون نے جو اسے اجنبی دیکھا
پاس آکر پوچھا ای جوان تو کس راہ سے آیا حاتم نے کہا داہنی طرف کی راہ سے
وے حیران ہوکر کہنے لگے کہ جیتا کیونکر بچا کیا چھپکلیون اور ببول کے کانٹون
کی مصیبت اژدہات کے جنگل اور بچھون کی آفت تجھ پر نہ پڑی حاتم بولا
ہر چیز و البتہ ان بلاؤن مین مبتلا ہوا تھا لیکن مدد الٰہی سے چھپکلیون اور
بچھوون کو ٹھکانے لگایا اب اس راہ مین سوا اژدہات کے ریزون
اور ببول کے کانٹون کے کوئی گزندہ باقی نہین سوداگر جو وہان اترے ہوئے
تھے اس بات کو حاتم کی زبانی سنکر مستعد ہوئے کہ اب اسی راہ سے
چلنے دور کی راہ کس طرح اختیار کیجے کیونکہ یہہ رستہ صاف ہو چکا ہے
کچھ حادثہ نہین اگر سوداگر آیا جایا کرینگے شہر بھی آباد ہو جائیگا آخر لاد پھاند
کر چلے گئے یہہ خبر بادشاہ کو پہنچی کہ کاروانون نے ایک مسافر کے کہنے
پر جس راہ مین اژدہات اور ببول کا جنگل ملتا تھا اسی رستے سے گئے حکم
کیا کہ بہت سے ہرکارے ان کے پیچھے پیچھے چلے جائین راہ کا احوال
واقعی تحقیق کر کے پھر آئین اور حاتم کو بلاکر اپنے پاس رکھا اور کہا ای
مسافر راہ کے تادنے مسافرون کے صدمے بہت سے تو نے اٹھائے

کرنے جو دیکھا تو ایک کو انمین جیتا نپایا ارادہ کیا کہ ٹہرکو اُٹھا لیجے وہین دھیان
آیا شاید اسکے اٹھا لینے سے وے جی اٹھین اور مجھے کھا جائین تو جان کی جان جائے
اور محنت کی محنت برباد ہو جلدی نکلنا چاہیئے یہانتک صبر کیا کہ انکا گوشت پوست
گل گیا ہڈی پسلی نکل آئی تب حاتم اپنا مہرہ اٹھا کر آگے چلا بعد تھوڑے دنون کے
ایک جنگل اژدہات کا ملا ہر ایک وہانکا ریزہ اسکے پاؤن کی کفش کو چھید کر پشت
پا سے گذر جاتا تھا زخم پڑ جاتے تھے یہہ اپنے کپڑون سے چھترے پھاڑ پھاڑ کر جوتیون
کے اندر رکھ لیتا تھا آخر اسکے پاؤن چلنی ہو گئے تب اپنے دل مین کہنے لگا کہ ای حاتم تجسے
برابر جہان مین کوئی بیوقوف نہوگا کیونکہ اس بزرگ نے تجھے مکرر منع کیا تھا
کہ بابا داہنا رستہ بہت برا ہے ادھر سے مت جانا اور خدا نے بھی ہوش گوش آدمی
کو اسیواسطے دیا ہے کہ بھلے برے کو پہچانے سنبھل کر چلے قدم سوچ کر دھرے
تو بھلا چنگا اسکو چھوڑ کر بائین طرف گیا تھا پھر یہہ کیا کمبختی تھی جو اسکو چھوڑ کر داہنی
طرف گیا خیر اب پچتانے سے کچھ فایدہ نہین جو تجھ پر پڑے اسے گوارا کر جس
طرف چلا چاہیئے چل خدا نباہنے والا ہے آخر کار ہزار محنت و مشقت سے اس
جنگل کو طی کیا الحمد للہ کہہ کر ایک جگہہ بیٹھ گیا پاؤن سے جوتیان اتار کر جو دیکھین
تو تمام پاؤن چلنی ہو گئے ہین ریزے اژدہات کے ہر ایک سوراخ مین نظر آتے
ہین نکالنے لگا جب سب نکال چکا پاؤن پر کپڑا لپیٹ جوتیان پہن کے لنگڑاتا
ہوا چل نکلا اور اپنے جی مین خوش تھا کہ مین نے سب بلاؤن سے نجات

ساتوان سوال

ساتوان سوال

اِس مال کو تقسیم کر دیا حاتم کو تین روز تک مہمان رکھا ہو تھے روز وہ رخصت ہو کر آگے
بڑھا بعد کتنے دنون کے اِس پہاڑ کے نیچے جا پہنچا جسکا مذکور اُس پیر مرد نے کیا تھا
تک ایک ستا کر اسکے اوپر چڑھا جب اس سے گذر گیا تب ایک بڑا جنگل دکھلائی دیا
اسمین عجائبات دیکھے قسم قسم کے میوے کھاتا ہوا کئی روز تک چلا گیا جب
استے نکلا ایک دوراہا نظر پڑا وہان کھڑا ہو کر اپنے جی مین سوچنے لگا کہ اس پیر
مرد نے کہا تھا کہ داہنی طرف کی راہ مین بہت سی آفتین ہین تو ادھر سے مت
جانا اس وقت اسکے کہنے پر عمل کیا چاہیئے اور بائین طرف کا رستہ لیجئے اس
خیال پر بائین طرف روانہ ہوا تھوڑی دور جا کر اسنے یون سمجھا کہ اس راہ سے
جانا کچھ حاصل نہین بہتر یہہ ہے کہ داہنی طرف چلون جو خدا مدد کریگا تو کوئی بلا
میرے سامھنے نہ آسکیگی اور اگر آجائیگی تو اسکی مدد سے رد کرونگا رستہ مسافرون
کا پاک ہو جائیگا اور جو شہید مارا جاؤنگا تو بھی داخل ثواب ہونگا یہہ بات ٹھہرا کر اس
رستہ سے پھرا اور داہنی طرف چلا کہ ایک جنگل ببول کا کانٹون سے بھرا دکھلائی
دیا تو کل بخدا یہہ اسمین جا پہنچا اور قدم اٹھانے ہزار خرابی تھوڑی سی راہ طے کی آخر
درختون کے کانٹون سے کپڑے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے بدن لہولہان ہوا اور
زمین کے کانٹون سے تلوے چھد گئے پاؤن سوج اٹھے تب بیدم ہو کر کہنے لگا وہ
بزرگ سچ کہتا تھا تجھ کمبخت نے اسکا کہنا نمانا اپنے تئین آپ مصیبت مین ڈالا اندیشہ
یہہ ہے کہ اسکے آگے مبادا کوئی جنگل پر خطر ہو تو وہان پناہ کی صورت کیونکر ہوگی

بلوادین وہ جو کچھ کہینگا سو ہم کرین گے اُسنے سرجھکا کر کہا کہ اتبک وہ کہان تھا آج کیونکر آیا اچھا
بلواؤ یہہ تو وہان قنات کے تلے لگ ہی رہا تھا بلاتے ہی اسکے روبرو آکھڑا ہوا دیو نے
پوچھا ای جوان مین ایک مدت سے اس شہر مین آتا جاتا ہون پر تو کبھی میری نظر نہین
پڑا اب کہان سے آگیا سچ بتلا تو کون ہے اور کسواسطے ہمارے تابعدارون کو گمراہ کر کے
اس ملک کو خراب کروایا چہتا ہے حاتم نے کہا کہ جب تک مین اس شہر مین نہ تھا تب
تک انھون نے تیرا کہا کیا اب اس ملک کا مالک مین آیا ہون اور کاربار یہان کا مجھ سے
تعلق رکھتا ہے جو کوئی ہمارے باپ دادا کی رسمین بجالاتا ہے بیٹی اسکو دیتے ہین جن نے
پوچھا وے کیا ہین بیان کر حاتم نے کہا کہ میرے پاس ایک مہرہ ہے پہلے تو اسکو
گھس کر پلاتا ہون وہ بولا جو یہہ رسم ہے تو لے آ مین پیونگا حاتم نے وہ مہرہ جو خرس
کی بیٹی نے دیا تھا اپنے جیب سے نکال کر تھوڑے سے پانی مین رگڑ کر اُسکے حوالے کیا جن
نجانتا تھا اسکی حقیقت اسکا پینا سم ہے مارے غرور کے بے تامل پی گیا ایک لحظہ
علم جتنی اسنے فراموش کیا اسپر بھی ڈھٹھائی سے کہنے لگا کہ اب کوئی اور رسم باقی
ہو تو اسکو بھی بجالانیکو حاضر ہون حاتم بولا دوسری رسم یہہ ہے کہ ایک گولی مین تم
اترو ہم اسکا منہہ باندھہ دین پھر اُسکے باہر نکل آؤ تب ہم بخوشی اس لڑکی کو تمہارے
حوالے کرین اور جو اُس مین سے نہ نکلو تو ہزار لعل اور دو ہزار الماس اور ایک موتی
مرغابی کے انڈے برابر جو پریون کے ملک مین ہے گنہگاری لین وہ نادان
اپنے زور کے بھروسے پر بھولا ہوا تھا بے اختیار کہہ بیٹھا جلد لاؤ وہ گولی کہان ہے

ساتوان سوال

اندیشہ نکرو انہوں نے یہہ ذکر جا کر اپنے سرداروں سے کیا وے سنتے ہی ہاتھوں ہاتھ اسکو
بادشاہ کے پاس لیگئے اور ماجرا تمام بیان کیا تب بادشاہ نے احوال پرسی کی اور ایک
کرسی پر بٹھلا کر کہا اے جوان تجھے کچھ معلوم ہے کہ یہہ کیا آفت ہے اور یہہ کیا اسرار حاتم نے
کہا میں خوب جانتا ہوں وہ ڈہن ہے جب انکی قوم فساد کیا چاہتی ہے راہ و راست چھوڑ
دیتی و مردم آزاری اختیار کرتی ہے بادشاہ بولا اے جوان مرد اگر یہہ جن تیرے ہاتھ سے
مارا جائے یا ہمارے شہر سے دور ہو تو میں سپاہ و رعیت سمیت تیری اطاعت کروں
بلکہ جب تک جیوں احسانمند رہوں حاتم نے کہا جو میں کام کرتا ہوں سو خدا کے واسطے
کرتا ہوں جو قدم آگے بڑھاتا ہوں اپنی مولا کی راہ میں دھرتا ہوں اگر یہہ بھی کام کروں
تو کسی پر احسان نہیں پر جو کچھ میں تم سے کہوں سو قبول کرو شاہ نے فرمایا بسر و چشم
پھر حاتم نے کہا جس وقت وہ آوے اور جسکی لڑکی پسند کر کے لے چلے اسوقت وہ اُس
سے کہے کہ صاحب تم لیجاتے ہیں مختار ہو پر اتنی بات ہماری بھی سنو کہ ہمارا ایک بڑا سردار
زادہ مدت کے بعد آج آیا ہے ہم اب سب کے سب اسکے تابعدار ہیں بے کہے اسکے
اس لڑکی کو تمہارے سپرد نہیں کر سکتے اگر تمہارے حوالے کریں تو عین خطا ہے
کیونکہ تم شفقتے ہو کے تو ایک پہر میں ہمارے ملک کو خراب کرو گے جو وہ غضب ہوگا تو
ایک پل میں خاک سیاہ کر دیگا القصہ بادشاہ تمام دن حاتم کو اپنی بارگاہ میں ٹھہرا رکھا
جب شام ہوئی سانپ کی آمد آمد کا غل ہوا لوگوں نے حاتم سے کہا اے جوان وہ موذی آ
پہنچا اسکے سنتے ہی شاہ سے عرض کی کہ ٹک ایک میں بھی اسکو دیکھوں پھر اٹھہ کھڑا

ساتواں سوال

ساتوان سوال

ہوا دین وہ جو کچھ کہیگا سو ہم کرین گے اُسنے سر جھکا کر کہا کہ اتبک وہ کہان تھا آج کیونکر آیا اچھا
ہوا یہہ تو وہان قنات کے تلے لگ ہی رہا تھا باتے ہی اسکے روبرو آ کھڑا ہوا دیو نے
پوچھا اے جوان ہین ایک مدت سے اِس شہر مین آتا جاتا ہون پر تو کبھی میری نظر نہین
پڑا اب کہان سے آگیا سچ بتلا تو کون ہے اور کسواسطے ہمارے تابعدارون کو گمراہ کرکے
اِس ملک کو خراب کروایا چہتا ہے حاتم نے کہا کہ جب تک مین اِس شہر مین تھا تب
تک تو نے تیرا کہا کیا اب اِس ملک کا مالک مین آیا ہون اور کاربار یہان کا مجھسے
تو لکھتا ہے جو کوئی ہمارے باپ دادا کی رسمین بجا لاتا ہے میٹھا اسکو دیتے ہین جن نے
ہمجاورت کیا ہین بیان کر حاتم نے کہا کہ میرے پاس ایک مہرہ ہے پہلے تو اسکو
گھس کر پلاتا ہون وہ بولا جو یہہ رسم ہے تو لے آ مین پیونگا حاتم نے وہ مہرہ جو خرس
کو مین نے دیا تھا اپنے جیب سے نکال کر تھوڑے سے پانی مین رگڑ کر اُسکے حوالے کیا مین
جانتا تھا کہ اسکے حق مین اسکا پینا سم ہے مارے غرور کے بے تامل پی گیا ایک لحظت
بھی اسنے فراموش کیا اسپر بھی وہ شیخی سے کہنے لگا کہ اب کوئی اور رسم باقی
ہو تو اسکے بھی بجا لانیکو حاضر ہون حاتم بولا دوسری رسم یہہ ہے کہ ایک گولی مین تم
کو دوم اسکو منہہ مین باندھہ دین پھر اسکے باہر نکل آؤ تب ہم بخوشی اِس لڑکی کو تمھارے
حوالے کرین اور جو اسمین سے نکلو تو ہزار لعل اور دو ہزار الماس اور ایک موتی
مرغابی کے انڈے برابر جو پریون کے ملک مین ہے کنیزکی ہی لین وہ نادان
شیخی زور کے بھروسے پر بھولا ہوا تھا بے اختیار کہہ بیٹھا جلد لاؤ وہ گولی کہان ہے

اندیشہ نکرو انہون نے یہہ ذکر جاکر اپنے سرداروں سے کیا وے سنتے ہی ہانپتے ہوئے اسکو بادشاہ کے پاس لیگئے اور ماجرا تمام بیان کیا تب بادشاہ نے احوال پرسی کی اور ایک کرسی پر بٹھلا کر کہا ای جوان تجھے کچھ معلوم ہے کہ یہہ کیا آفت ہے اور یہہ کیا اسرار حاتم نے کہا مین خوب جانتا ہون وہ جن ہے جب انکی قوم فساد کیا چاہتی ہے راہ راست چھوڑ کے مردم آزاری اختیار کرتی ہے بادشاہ بولا ای جوان مرد اگر یہہ جن ترے ہاتھ سے مارا جائے یا ہمارے شہر سے دور ہو تو مین سپاہ و رعیت سمیت تیری اطاعت کرون بلکہ جب تک جیون جیسا منذر ہون حاتم نے کہا جو مین کام کرتا ہون سو خدا کے واسطے کرتا ہون جو قدم آگے بڑھاتا ہون اپنی مولا کی راہ مین دھرتا ہون اگر یہہ بھی کام کرونگا تو کسی پر احسان نہین پر جو کچھ مین تم سے کہون سو قبول کرو شاہ نے فرمایا بسر و چشم پھر حاتم نے کہا جس وقت وہ آوسے اور جسکی لڑکی پسند کرکے لے چلے اسوقت وہ اسکے کہے کہ صاحب تم لیجاتے نہین مختار ہو پر اتنی بات ہماری بھی سنو کہ ہمارا ایک بڑا سردار زادہ مدت کے بعد آج آیا ہے ہم اب سب کے سب اسکے تابعدار ہین بے کہے اسکے اس لڑکی کو تمہارے ساتھ نہین کر سکتے اگر تمہارے حوالے کرین تو عین خطا ہے کیونکہ تم غصے ہو کے تو ایک برس مین ہمارے ملک کو خراب کروگے جو وہ غضب ہوگا تو ایک پل مین خاک سیاہ کردیگا القصہ بادشاہ تمام دن حاتم کو اپنی بارگاہ مین بٹھا رکھا جب شام ہوئی سانپ کی آمد آمد کا غل ہوا لوگون نے حاتم سے کہا ای جوان وہ موذی آ پہنچا اسنے سنتے ہی شاہ سے عرض کی کہ ٹک ایک مین بھی اسکو دیکھون پھر اٹھہ کھڑا

ساتوان سوال

ارادہ کامل ہے ساتھ ہولیا اور شہر کے باہر جاکر کہا ای مسافر داہنی طرف
کا رستہ یہان سے اختیار کر آگے بہت سے شہر قصبے ملین گے
ان کے بعد ایک پہاڑ نظر آئیگا اسکے نیچے ہزارون آفتین بلائین ہین
اگر ان سے بچ نکلے گا تو ایک صحراء عظیم ملیگا وہان خدا کی قدرت نظر آئیگی
تھوڑی دور جاکر دوراہا ملیگا بائین طرف کو جائیو کہ وہ راہ پاکیزہ و پر فضا ہے
بخوبی شہر قطان مین پہنچیگا اگرچہ داہنی طرف کی راہ نزدیک ہے پر
خطر ہے اسمین بہت سی آفتین ہین حاتم بولا زندگی بن کوئی جی نہین
سکتا اور بے اجل مر نہین سکتا پھر قریب کا رستہ چھوڑ کر راہ بعید کیون
اختیار کرون بڈھے نے کہا نہین سنا ہے تو نے کہ بزرگون نے کہا ہے

ن راہ راست سوچ نہ ہر چند دور ہے — جورو نکر تو بیوہ اگرچہ وہ حور ہے
کرمرتا نہین کوئی بن موت — لیک تو نہہ مین اژدہے کے بجا

ہ اگر میرے کہنے پر عمل نکریگا خراب ہوگا غرض حاتم اسکو رخصت کر کے
روانہ ہوا بعد چند روز کے ایک شہر نظر آیا اور نقارون کی آواز بکثرت
جی مین کہنے لگا آج اس شہر مین کیا کسی کے یہان شادی ہے بہت لوگ
مین شہر کے بادشاہ سرا پچے کھڑے ہین اور طنبو ڈیرے استادہ فرش
تم اصاف ہر ایک طرف بچھا ہے جابجا لوگ بیٹھے ہین ہر ایک جمع
یب نقارے بج رہے ہین مجلس مین راگ ناچ ہو رہا ہے چولمون

ساتوان سوال

ہوگا جیسے مینڈک نے اپنے قوم کا کہنا نمانا پشیمانی کھینچی حاتم نے پوچھا
اسکی حقیقت کیونکر ہے بڈھا کہنے لگا اطراف شام مین ایک
دریا تھا اسمین بہت سے مینڈک رہتے تھے ایک دن انہین سے
کسی بوک نے اپنی قوم سے کہا جی یون چاہتا ہے کہ یہان سے سفر
کرین کسی اور دریا مین جاکر رہین کیونکہ مسافرت مین فایدے بہت
ہین فقیر غنی ہو جاتے ہین اور مفلس مالدار ہرگز وطن مین کسیکو
دولت حاصل نہین ہوتی بدون ہاتھ اور پاؤن ہلانے نعمت ہاتھ
نہین آتی یہہ سنکر اسکی قوم نے کہا ای نادان یہہ خیال باطل
تیرے دل مین آیا ہے اسے دور کر ہرگز راحت پائیگا مفت مین
رنج اٹھائیگا آخر اپنے کئے پر پچتائیگا اسنے نمانا اپنے بھائی بندون
و فرزند سمیت وہان سے نکلکر ایک اور دریا کی طرف چلا ہرچند کہ
آبی جانورون کو خشکی مین چلنا بہت دشوار ہے تسپر بھی وہ
اچھلتا کودتا خوشی بخوشی چلا جاتا تھا قضاکار راہ مین ایک
چشمہ مل گیا اسمین ایک سانپ تھا کہ اسنے وہان کے مینڈک
سب کھا لئے تھے چندروز سے غذا جو پائی تھی بھوکھ سے جھنجھلا رہا
تھا دیکھتے ہی بے اختیار ان پر لپکا ایک ایک کو چن چن کر کھایا جون
بتوان وہ مینڈک آپ بھاگ کر دریا کے قدم مین آپڑا لیکن جورو و

پھر لے آیا ضیافت بآئین شایستہ کی بعد کھانے کے بڈھے نے پوچھا
ای جوان تیرا کیا نام ہے اور کہان جاتا ہے اسنے کہا حاتم نام ہے مین یمن کا رہنے
والا ہون حمام بادگرد کی خبر کو جاتا ہون سنتے سر نیچا کر لیا بعد ایک
ساعت کے سر اٹھا کر کہا کہ ای عزیز وہ کون تیرا دشمن تھا جسنے
تجھے ایسی جگہہ بھیجا اول تو یہہ ہے کہ اسکا نشان معلوم نہین دوسرے
جو کوئی وہان گیا سو گیا پھر نہ پھرا جو کوئی وہان جانیکا قصد کرے اپنی
جان سے ہاتھ دھووے غسل میت جیتے جی بجا لاوے کیونکہ اسکا
رستہ اول منزل سے کم نہین اور سنتے ہین حارس قطان شہر قطان
کے بادشاہ نے اسکی سرحد مین چوکی بٹھائی ہے کہ جو کوئی اس
حمام کی خواہش کر کے آوے پہلے اسے میرے پاس لے آو
معلوم نہین اسکے بلانیکی وجہ اپنے روبرو کیا ہے مار ڈالتا ہے یا اسکو
چھوڑ دیتا ہے یہہ سنکر حاتم نے کہا کہ حسن بانو سوداگر بچی پر منیر شامی
شہزادہ عاشق ہوا ہے اپنا خانمان برباد کر کے اسکے شہر مین کاروان
سرا کے بیچ بیٹھ رہا ہے مین اسکے واسطے یہہ رنج اپنے اوپر گوارہ
کر کے کئی برس سے اسکے کام مین عند اللہ پھرتا ہون اور اس
سوداگر بچی کے چھہ سوال خدا کے فضل و کرم سے پورے کر چکا ہون اب
ساتوان سوال حمام بادگرد کی خبر ہے سو لینے جاتا ہون دیکھون قسمت

ساتوان سوال

لگا اسوقت جوان کا ہاتھ پکڑکر کہا کیون جی تم ہمین چاہتے ہو تو اسمین
کو دپڑو جوان بے تامل بخوشی بجوشی اُس گڑاہ کی طرف جایا چاہتا تھا
کہ اُسنے تئین اسمین گرادے کہ پری دیوانون کی طرح دوڑ پڑی بے تابانہ
اُسکے گلے سے لپٹ گئی کہ تو عاشق صادق ہے مجھکو یقین ہوا اب
جو کہے سو کرون مجھے سب قبول ہے پھر حکم کیا کہ مجلس طرب آراستہ
کرو اور ساقیان گل اندام جڑاؤ سنہری گلابیون مین شراب
لعل فام بھر کرلے آوین دوبار جام شروع کرین اُسکے فرمانے ہی کی دیر
تھی سب مہیا ہوگیا غرض طرح طرح کے عیش و عشرت و مہمان داری مین ایک مہینا
گذر گیا اور وہان کوٹھے کے اوپر جو لوگ بیٹھے تھے وعدہ شماری
کررہے تھے کہنے لگے اگر آج وہ جوان نکلا تو اب تئین اپنے گھر چلے جاوینگے
الغرض اکتیسوین دن حاتم نے اٹھکر اُس جوان سے کہا مجھے کام ضرور
ہے اب نہین رہ سکتا جو تم نے وعدہ کیا ہے اُسکو وفا کرو پری بول
اٹھی بہت بہتر حاتم نے کہا بشرطیکہ تم وعدہ منظور کرو حضرت سلیمان
کو درمیان دو تب مجھے باور ہو پری نے قسم کھاکر کہا کہ مین اس
قول سے ہرگز نہ پھرونگی تم خاطر جمع رکھو پھر اپنی پریون سے کہا کہ ان دونو
جوانون کو کوٹھے پر پہنچا دو انھون نے ایک ہی صحبت مین دونون کو
کوٹھے پر پہنچا دیا سب لوگ دیکھ کر اچنبھے مین آگئے اور اُسکے ماباپ

ساتوان سوال

وساز احسان ومہربانی سے دور ہے کہ اسکے ماباپ آتش ہجر سے
جلتے ہین اور سوز مفارقت سے سرتاپا شمع کی مانند گلتے ہین بہتر ہے کہ اس
جوان کو دو تین روز کی رخصت دے جو یہہ جاکر انکی چھاتی سے لگے
اور آتش ان کی ٹھنڈی کرے وہ مسکراکر بولی کہ یہان کسنے اسے منع
کیا ہے ابھی چلا جائے یہہ آپ ہی مبتلا ہوکر یہان آیا ہے مین نے
تو تھوڑا ہی اسے بلایا ہے اختیار رکھتا ہے جہان چاہے وہان جائے
یہہ سنکر حاتم نے کہا اے نیک گہر اے پری تو نے پروانگی دی وہ بولا یہہ اجازت
زین ہے یا کنایہ سے رضامندی یہہ ہے کہ مجھ سے اس طرح قول
کرے کہ تو خاطر جمع سے اپنے گھر جا مین ہر ایک ہفتے مین دو تین بار
رات کے وقت تیرے پاس جاؤنگی اور تجھے اپنے خاطر سے نہ بھلاؤنگی
یہہ بات سنکر حاتم نے سر نیچا کر لیا بعد ایک دم کے پریزاد سے پھر کہا
خدا کے واسطے تو اسپر مہربان ہو اور جو کہتا ہے مان لے پری نے
تیوری چڑھاکر بولی یہہ چال ہماری قوم کی نہین جو مین کرون یہہ پھیکے
ہو چلے بیٹھے نہین بھاتے اتنی گرمی نہ کیجئے اختلاط زیادہ پر آشنائی
جو ہو سے حاتم نے کہا اگر معشوق اس گرفتار کے دل پر ٹک ایک
رحم کھاوے تو مین کچھ عرض کرون کیونکہ مین نے فنا نے
پریون سے سنا اور ملاقات کی ہے اور ان کے لطف اور ان

ساتوان سوال

وہ بولا بہت بہتر مجھے بھی اپنے ہمجنس کا کمال اشتیاق تھا الحمد للہ خدا نے
بھیج دیا اس پری نے اپنی دو ایک مصاحبون سے کہا کہ جاکر تم اسکو
بآئین شایستہ لے آؤ وے جاکر اسیطرح لے آئین جب قریب تخت
کے پہنچا پریزاد اور وہ جوان اٹھ کھڑے ہوئے اپنے پاس بٹھا لیا
رسمین مہمان داری کی بجا لائی احوال پوچھنے لگی کہ تم کون ہو کیا نام
ہے کہان سے آئے ہو حاتم بولا مین کا رہنے والا ہون شاہ آباد سے
آیا ہو تمام بادگرد کو جاتا ہون نام میرا حاتم ہے اتفاقاً اس کوئے پر
آنکلا تھا بہت سے لوگون کو روتے ہوئے دیکھا خصوصاً ای جوان
تیرے ماباپ کی حالت سے میری حالت تغیر ہو گئی بے اختیار ان
کے پاس جاکر پوچھا کہ تم اس طرح کیون بلبلا رہے ہو جو سننے
والون کی چھاتیان پھٹی جاتی ہین وے آہ بھر کر بولے کہ اس کوئے
مین ہمارا یوسف ثانی گر کے گم ہو گیا ہے ایسے ہمارے جی ڈوبے
جاتے ہین کوئی ایسا نہین جو خدا کے واسطے اسمین جاکر اسکی
لاشس نکال لاوے جب مین نے یہہ کلمہ سنا بے اختیار اپنے تئین
اس کوئیین گرا دیا یہان تک آ پہنچا اب مین نہین جانتا کہ انکا بیٹا
تو ہی ہے یا کوئی اور ہر ایک آدمی کو دیکھتا ہون یہہ سنکر اس جوان
نے کہا کہ ای بھائی وہ شخص جو یعقوب صفت اپنی بی بی سمیت تھا مین

ساتوان سوال

ساتوان سوال حاتم

ساتوان سوال

ہوکر مہمان سرای مین آیا اور منیر شامی سے ملا اپنا تمام ماجرا کہہ سنایا پہر
اسکا ہاتھہ اپنے ہاتھہ مین لیکر کہنے لگا کہ لے اب خوش ہو خاطر جمع
رکھہ وصال یار نزدیک ہے ایک سوال رہ گیا ہے انشاء اللہ تعالی
اسکو بھی پورا کرتا ہون منیر شامی یہہ سنکر بے اختیار حاتم کے پاؤن پر گر
پڑا اسنے اٹھا کر گلے لگا لیا غرض دونون ملے جلے سات روز تک باہم
رہے جب حاتم نے دیکھا کہ ماندگی بدن کی بالکل رفع ہوئی آٹھوین دن پوشاک
بدل حسن بانو کے دروازے پر آیا چوبدارون نے خبر کی اسنے بدستور اندر
بلا کر کرسی مرصع پر بٹھایا حاتم نے کہا اب ساتوان سوال بیان کیجیے
حسن بانو بولی اب حمام بادگرد کی خبر لاؤ کیونکہ حمام کو گردش سے کیا کام
مین نے سنا ہے کہ وہ چکی کی طرح پھرتا ہے پھر اسمین لوگ کیونکر
نہاتے ہین لازم ہے کہ اسکا احوال اور اسکی بنیاد کا تحقیق کرکے آؤ
حاتم نے کہا اتنا جانتے ہو وہ کدھر ہے حسن بانو بولی دکھن اور
پچھم کے کونے مین پر اسکی پیدایش نہین معلوم اور یہہ بھی نہین جانتی
کہ کس پر دین ہے یہہ بات سنکر حاتم حسن بانو سے رخصت ہوا اور
مہمان سرائی مین آیا منیر شامی کی بہت سی تسلی اور دلداری
کی اور کہا انشاء اللہ تعالی اب کا سوکرا آؤن تو تیری معشوقہ کو تجھہ
سے ملاؤن اپنے قول سے سچا ہون یہہ کہہ کر منیر شامی سے رخصت ہوا

ساتوان سوال

ہو کر مہمان سرای مین آیا اور منیر شامی سے لا اپنا تمام ماجرا کہہ سنایا پھر
اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر کہنے لگا کہ لے اب خوش ہو خاطر جمع
رکھہ وصال یار نزدیک ہے ایک سوال رہ گیا ہے انشا اللہ تعالی
اسکو بھی پورا کرتا ہون منیر شامی یہہ سنکر بے اختیار حاتم کے پاؤن پر گر
پڑا اسے اٹھاکر گلے لگا لیا غرض دونون ملے جلے سات روز تک باہم
رہے جب حاتم نے دیکھا کہ ماندگی بدن کی بالکل رفع ہوئی آٹھوین دن پوشاک
بدل حسن بانو کے دروازے پر آیا چوبدارون نے خبر کی اسنے بدستور اندر
بلاکر کرسی مرصع پر بٹھایا حاتم نے کہا اب ساتوان سوال بیان کیجیے،
حسن بانو بولی اب حاتم بادگرد کی خبر لاؤ کیونکر تمام کو گردش سے کیا کام
مین نے سنا ہے کہ وہ چکی کی طرح پھرتا ہے پھر اسمین لوگ کیونکر
نہاتے ہین لازم ہے کہ اسکا احوال اور اسکی بنیاد کا تحقیق کرکے آؤ
حاتم نے کہا اتنا جانتے ہو وہ کدھر ہے حسن بانو بولی دکھن اور
پچھم کے کونے مین پر اسکی پیدایش نہین معلوم اور یہہ بھی نہین جانتی
کہ کس پردیس مین ہے یہہ بات سنکر حاتم حسن بانو سے رخصت ہوا اور
مہمان سرائی مین آیا منیر شامی کی بہت سی تسلی اور دلداری
کی اور کہا انشا اللہ تعالی اب کا سفر کراؤن تو تیری معشوقہ کو تجھہ
سے ملاؤن اپنے قول سے سچا ہون یہہ کہہ کر منیر شامی سے رخصت ہوا

فضب خدا سے نجات پائی ہے انھون نے کہلا بھیجا کہ ہمکو بھی تم سے لڑنے
ارادہ نہین ہے طرف ملاقات کو آئے ہین غرض انکے سردارون
بلاکر ملاقات کی حاتم کو ایک کو یمین چھپا رکھا پھر انکو انواع واقسام
کھانے کھلا کر طرح بطرح کی شرابین پلاکر رخصت کیا اور آپ بھی روانہ ہو
چندروز مین دیو دن کی سرحد سے نکلا شمس بادشاہ کو خبر پہنچی کہ حاتم اور
مہرآور آپکی ملاقات کو آتے ہین یہہ سنکر وہ بھی اپنے لشکر سمیت
انکے استقبال کے لئے چلا اثناء راہ مین باہم ملاقات ہوئی خوش ہو
ہو کر بغلگیر ہوئے تمام ماجرا اپنا اور مہرآور نے بیان کیا شمس بادشاہ نے
مہرآور کی بہت معذرت کی اور کہا کہ احسان تمھارا مجھ پر ہے جو
ان کو صحیح وسلامت مجھے تلک پہنچایا مین رات دن اسکے لئے غمگین رہتا
تھا بلکہ زندگانی مجھ پر تلخ تھی الحمدللہ یہہ جیتا جاگتا خدا کے فضل سے اور تمھاری
دولت آملا پھر مہرآور شاہ کو لشکر سمیت ایک باغ مین اتارا چالیس
روز تک مجلس نشاط وعیش گرم رکھی غرض جتنے حقوق مہمانداری کے
تھے سب بجالایا اکتیسوین دن شہزادہ مہرآور نے حاتم اور شمس
شاہ سے رخصت چاہی اپنے ملک کی راہ لی بعد اسکے بادشاہ
نے حاتم سے کہا ای یمن کے شہزادے تو نے نہایت راہ کی
مصیبت کھینچی ہے اب بھی تیرا ملک دور ہے لیکن خاطر جمع رکھ

چھٹا سوال

جس وقت تو اسکی پیدایش کا احوال بیان کریگا موتی اور لڑکی تیرے
حوالے کرونگا پھر تیرا اختیار جیسے چاہے اسے دیجیو حاتم نے سنکر
عرض کی کہ مہر اور شہزادے کو بلوا بھیجیئے اسنے وہین بلوا لیا گلے
لگاکر ایک کرسی پر اسکو بھی بٹھایا تب حاتم نے تخت وپر کر کے
اس موتی کی پیدایش کا احوال کہنا شروع کیا ماہ یار سلیمانی نے
نیچا کئے سننے لگا غرض جو کچھ اس پرند سے سنا تھا تمام وکمال کہہ سنایا
بادشاہ تحسین وآفرین کرکے تخت سے اٹھ کھڑا ہوا اور محل مین جاکر
موتی لے آیا پھر ارشاد کیا کہ بادشاہزادی کو دلہن بنائین بیاہ کی تیاری
کرین حاتم موتی کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا بعد اسکے بہت سے
ہاتھی گھوڑے جڑاؤ ساز براق سے سجوا منگوائے اور شہزادے کو
بنا چنا کتنی سہیلیان خوش پوشاک بہت سے غلام چست وچالاک
سمیت مجلس مین بلوایا حاتم کی جو ہین نگاہ اسپر پڑی بول اٹھا کہ یہہ میری
بہن ہے اسکو مین نے شہزادہ مہر آور کو دیا یہہ اسیکے لایق ہے چاہیئے
کہ تم بھی اپنے رسم کے موافق ان دونون کی شادی کردو اور موتی مجھے
بخشو کہ مین حسن بانو کو دون ماہ یار سلیمانی نے مجلس نشاط کا حکم
کیا اور لڑکی کو اپنے دستور اور قاعدے کے موافق مہر آور کے ساتھ
بیاہ دیا الحمد للہ کہ عاشق ومعشوق اپنی اپنی مراد کو پہنچے بعد ایک مہینے کے

غضب خدا سے نجات پائی تھے انھون نے کہلا بھیجا کہ ہمکو بھی تم سے لڑنے
کا ارادہ نہین ہے طرف ملاقات کو آئے ہین غرض اُن کے سردارون
کو بلاکر ملاقات کی حاتم کو ایک کونے مین چھپا رکھا پھر انکو انواع و اقسام
کے کھانے کھلا کر طرح بطرح کی شرابین پلاکر رخصت کیا اور آپ بھی روانہ ہوا
چند روز مین دیوون کی سرحد سے نکلا شمس بادشاہ کو خبر پہنچی کہ حاتم اور
مہر آور آپ کی ملاقات کو آتے ہین یہہ سنکر وہ بھی اپنے لشکر سمیت
اُنکے استقبال کے لئے چلا اثنا راہ مین باہم ملاقات ہوئی خوش ہو
ہوکر بغلگیر ہوئے تمام ماجرا اپنا اور مہر اور نکا بیان کیا شمس بادشاہ نے
سُنکر مہر آور کی بہت معذرت کی اور کہا کہ احسان تمھارا مجھ پر ہے جو اس
جوان کو صحیح و سلامت مجھتک ملک پہنچایا مین رات دن اسکے لئے غمگین رہتا
تھا بلکہ زندگی نی مجھ پر تلخ تھی الحمد للہ یہہ جیتا جاگتا خدا کے فضل سے اور تمھاری
بدولت آملا پھر مہر آور شاہ کو لشکر سمیت ایک باغ مین اتارا چالیس
روز تک مجلس نشاط و عیش گرم رکھی غرض جتنے حقوق مہمانداری کے
تھے سب بجالایا اکتالیسوین دن شہزادہ مہر آور نے حاتم اور شمس
بادشاہ سے رخصت چاہی اپنے ملک کی راہ لی بعد اسکے بادشاہ
نے حاتم سے کہا ای یمن کے شہزادے تو نے نہایت راہ کی مشقت
سفر کی مصیبت کھینچی ہے اب بھی تیرا ملک دور ہے لیکن خاطر جمع رکھ

چھٹا سوال

اس نے بیان کیا اسنے مجھے قول دیا کہ جس وقت وہ موتی میرے ہاتھ
لگے گا ماہ یار سلیمانی کی بیٹی کو تیرے حوالے کرونگا اس بات کو
سنکر اسکے ماباپ ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ ابتک نادانی اور حماقت
لڑکوں کی طرح تجھ سے نہیں گئی پریزاد تو اسکے بھید کو بیان کر ہی نہیں
سکتے آدمی بیچارے کو کیا علم ہے جو اسکا احوال ظاہر کریگا اور ماہ یار سلیمانی
سے عہدہ برا ہوگا شہزادے نے عرض کی کہ وہ ایسا ویسا نہیں ہے
یمن کا بادشاہزادہ ہے عقل و ہنر مین جن و پری سے بھی زیادہ ہے ایک
پرند کے جوڑے نے کیفیت اس موتی کی اس سے بیان کر کے بشارت
دی ہے چنانچہ جو کچھ ماہ یار سلیمانی کی زبانی مین نے سنا تھا اسنے
میرے سامھنے مفصل ظاہر کیا مجھ کو یقین ہوا ہے کہ اس موتی کا احوال
وہ ٹھیک ٹھیک جانتا ہے بالفعل مین اسے جزیرۂ برنج کے قریب
چھوڑ آیا ہون عجب آدمی ہے کہ زبان دیو و پری کی بھی جانتا ہے انھون نے
پوچھا کہ پھر تیرے آنیکا موجب کیا ہے اسنے التماس کیا ارادہ غلام
کا یہ ہے کہ وہ لشکر ساتھ لیکر مانند بادشاہون کے شہر مین
داخل ہو ان بادشاہ نے سنتے ہی کئی ہزار پریزاد سواری کے اسباب
سمیت ساتھ کر دئے شاہزادہ اسی گھڑی روانہ ہوا وعدے کے
دن حاتم بیچارے لشکر کو دریا کنارے چھوڑا حاتم کے مکان پر آیا اسکو جو پایا

چوتھا سوال

نوشجان کئے پھر طایفون کو یاد کیا ناچ ہونے لگا غرض تمام رات عیش
وعشرت سے کاٹی صبح ہوتے ہی کوچ کا نقارہ کیا سوار ہوئے یہہ خبر
جزیرہ برزخ کے بادشاہ کو پہنچی کہ پریزادون کا لشکر بیشمار قریب آپہنچا
ہے پر مطلب ان کے آنیکا معلوم نہین اسنے غضب ہوکر ایک سردار
کے ساتھ کئی ہزار پریزاد کرکے فرمایا کہ جلد جاکر اُن کی راہ بند کرو آگے
نہ آنے پاوین وہ لشکر سمیت برسر راہ اتر پڑا کئی دن کے بعد جو وے
وہان جا پہنچے دیکھا کہ لشکر عظیم راہ روکے ہوئے پڑا ہے رُک رہے
اتنے مین خبر پہنچی کہ ماہ یار سلیمانی نے تم سے لڑنیکو فوج بھیجی ہے شاہ
زادے نے ایک مرد معقول اس سردار کے پاس بھیجا کہ ہم لڑنے کے
ارادے پر نہین آئے ہین بلکہ تمہارے بادشاہ کی خدمت مین حاضر
ہونیکی آرزو ہے یہہ سنکر اسنے شاہزادہ مہر آور کو کہلا بھیجا کہ آپ فراغت سے
یہان ڈیرہ کرین بادشاہ سے بخوبی ملاقات ہوگی اپنے بادشاہ
کو اس مضمون کی عرضی بھیجی فرمایا جو یہہ ارادہ ہے تو اپنے ساتھ
بعزت تمام لے آؤ ایک مکان پرتکلف مین اتروا و عرض حاتم اور مہر آور
چند مصاحب اور تھوڑے لوگون سے شہر مین داخل ہوئے لشکر
کو قریب شہر کے کسی باغ مین اترنے کا حکم کیا پھر ماہ یار سلیمانی
نے ایک امیر کو مہر آور کے پاس بھیجا کہ آپ کیون تشریف لائے

چھٹھا سوال

پر پہنچے چنانچہ مین پریزاد ہوکر جرأت نہین کر سکتا یہ تو حق بطرف ہے
یہہ سنکر حاتم نے کہا کچھ ہو مین برزخ کے جزیرہ مین جانا ہے تب وہ بولا اگر
چند روز یہان ٹھرو تو مین اِس دریا سے اترنیکی تدبیر کرون اسنے کہا
بہت اچھا پھر مہراور بولا کہ یہان سے کئی کوس پر پردہ بدان ہے وہان
کی بادشاہت شمشان پریزاد کرتا ہے اسکے پاس دریائی گھوڑے
اچھے اچھے پیراک اور اڑ سنتے ہین چاہتا ہون کہ اسکے پاس جاکر دو
گھوڑے لے آؤن حاتم نے کہا مبارک وہ وہین اڑ گیا رات بسے وہان
جا پہنچا اسس بادشاہ سے ملا پوچھا اسنے آپکے آنیکا سبب کیا ہے
فرمائیے مہراور نے کہا مجھکو دو گھوڑے ضرور ہین اگر مرحمت کرو تو عین
توجہ ہے وہ پھر پوچھنے لگا کہ تم کہان سے آئے ہو کہا پردہ طومان سے
بادشاہ بولا مین تجھے پہچانتا ہون اغلب ہے کہ تو مہراور شاہزادہ
طومان کا ہے اکیلے آنیکا کیا سبب اسنے کہا سچ کہتے ہو لیکن مین
ایک بلا مین گرفتار ہون اس لئے جریدہ و لاچار ہون اتنی مدد کرو احسان
تمہارا تمام عمر مجھہ پر رہیگا شمشاد اٹھہ کر بغلگیر ہوا اور اپنے طویلے مین لے
آیا کہ سب کے سب گھوڑے حاضر ہین قصہ مختصر دو گھوڑے چالاک اڑنتے
چن کر مہراور کے حوالے کئے شہزادہ دونون گھوڑون سمیت طرفۃ العین
مین آپہنچا اور کہا اٹھو جلد سوار ہو حاتم وہین ایک گھوڑے پر چڑھ بیٹھا دوسرے

چھٹھا سوال

تم کرو فر سے شہر مین داخل ہون حاتم نے کہا ای عزیز کچھ ماہ یار سلیمانی
سے لڑنے نہین آئے ہین جو لاؤ لشکر چاہئے سنکر وہ بولا میری یہہ
غرض نہین بلکہ اسواسطے کہتا ہون کہ حالت غربت مین ہو پہنچین گے
تو کسے پروا ہے جو ہماری خبر کریگا اور جو اس ٹھاٹھ سے جائینگے تو
ہمارے پہنچنے کے پہلے ہی اسکو احوال معلوم ہوگا تم گھرانا نہین
مین ایک ہفتہ مین آپہنچتا ہون اُسنے کہا مین تنہا یہان رہون وہ
بولا کیا مضایقہ کیونکہ یہان کوئی مفسد ایذا دہندہ نام کو نہین حاتم نے
کہا خدا حافظ سدھارئے پھر آور وہان سوا ہوگیا جب حاتم کی نظرون سے
غائب ہوگیا تب حاتم نے سفید پر نکال کر جلائے انکی راکھ پانی مین
گھول کر اپنے بدن پر ملی جیسا تھا ویسا ہی ہوا پھر تیر و کمان لیکر اٹھا ایک
بارہ سنگا شکار کر لایا اسے صاف کر اچھے اچھے گوشت کے تکے بنا لونا
مرچ لگا سیخون پر چڑھا دئے پھر چقماق سے آگ جھاڑ کر لکڑیان جلا کر
انکو بھون بھان کھانے لگا بعد فراغت کے پانی پیا اور خدا کا شکر
کر سو رہا اسی صورت سے کئی دن کاٹے ایک دن جنگل مین سیر
کرتا پھرتا تھا کہ سامھنے سے دروازہ کھلا ہوا ایک باغ دکھلائی دیا
اسکے اندر چلا گیا کیا دیکھتا ہے کہ درخت میوہ دار ہر ہر قسم کے میوون
سے لدرہے ہین اور پھولون کے پھول رہے ہین نہایت محظوظ ہوا بلکہ رہنا

چھٹا سوال

پر پہنچے چنانچہ یتین پریزاد ہو کر جرات نہین کر سکتا ہے تو حق بطرف ہے
یہہ سنکر حاتم نے کہا کچھ ہو مین برزخ کے جزیرے مین جاتا ہے تب وہ بولا اگر
چند روز یہان ٹھہرو تو مین اس دریا سے اترنیکی تدبیر کرون اسنے کہا
بہت اچھا پھر ٹھہرا اور بولا کہ یہان سے کئی کوس پر پردہ بدان ہے وہان
کی بادشاہت شمشان پریزاد کرتا ہے اسکے پاس دریائی گھوڑے
اچھے اچھے پیراک اور اڑ سنتے ہین چاہتا ہون کہ اسکے پاس جاکر دو
گھوڑے لے آؤن حاتم نے کہا مبارک وہ وہین اڑ گیا رات بسے وہان
جا پہنچا اس بادشاہ سے ملا پوچھا اسنے آپکے آنیکا سبب کیا ہے
فرمانے مہرآور نے کہا مجھکو دو گھوڑے ضرور ہین اگر رحمت کرو تو عین
توجہ ہے وہ پھر پوچھنے لگا کہ تم کہان سے آئے ہو کہا پردہ طومان سے
بادشاہ بولا مین سمجھ چکا ہون اغلب ہے کہ تو مہرآور شاہزادہ
طومان کا ہے اکیلے آنیکا کیا سبب اسنے کہا سچ کہتے ہو لیکن مین
ایک بلا مین گرفتار ہون اس لئے جریدہ و لاچار ہون اتنی مدد کرو جان
تمہارا تمام عمر مجھ پر رہیگا شمشاد اٹھ کر بغلگیر ہوا اور اپنے طویلے مین لے
آیا کہ سب کے سب گھوڑے حاضر ہین منتخب دو گھوڑے چالاک اڑنے
چن کر مہرآور کے حوالے کئے شہزادہ دونون گھوڑون سمیت طرفۃالعین
مین آپہنچا اور کہا اٹھو جلد سوار ہو حاتم وہین ایک گھوڑے پر چڑھ بیٹھا دوسرے

چھٹھا سوال

پاس سوتے ہین اسنے جاکر اور دیوون سے خبر کی جب وے آئے تو
دیکھ کر آپسمین کہنے لگے کہ اسکو اپنے بادشاہ کے پاس لے چلا چاہیئے انھین
مین سے ایک نے کہا ای یارو ان بیچارون کو ایذا دینا کیا ضرور ہے کچھ یہہ
ہماری قوم سے نہین ہین اور نہ کچھ انھون نے تقصیر کی ہے شاید اور کسی
پردیسی ہین کچھ کام کو جاتے ہین رات کا وقت دیکھ کر سو رہے ہین
لیکن پریزاد فی الحقیقت جاگتا تھا انکی باتین اسنے سب سنی پھر دیوون
نے کہا کہ انکو جگا کر پوچھا چاہیئے شاید پردیسے برزخ کے ہون انہین کے
ایک دیو نے کہا بالغرض انھین کے ہون تو تمھین کیا دوسرا بولا بادشاہ
لوک ایک دن کہتا تھا کہ بہت دنون سے پردۂ برزخ کی کچھ خبر نہین
معلوم مگر مجھے اسکا ڈر نہین جو ایسی بات کہتا ہے اگر یہہ بات جا کر کوئی
بادشاہ سے کہہ دے کہ ایک دیو اور پریزاد کسی پردیسے یہان سوتے
تھے فلانے فلانے نے دیکھ کر حضور مین خبر نہ پہنچائی اسوقت تو کیا جواب
جگا اور ہمارا کیا احوال ہوگا آخر دونون کو جگا دیا حاتم نے دیوونکو دیکھ کر
مین کی بولی مین کہا تمنے ہمین کیون جگایا کیا کام ہے انھون نے
کہا تم کس پردیسے ہو سچ کہو حاتم بولا تم نے نہین سنا کہ ایک آدمی
کے جزیرے کو جاتا تھا اسکی خاطر سے شمس بادشاہ نے متوریس کو جلا دیا
اسکا چھین لیا لازم ہے کہ تم اسکو تلاش کر کے اپنے بادشاہ پاس

چھٹھا سوال

کہ یہان ہماری حد تمام ہوگئی آگے نہین جا سکتے ہم کو رخصت کرو مہراور
بولا ای جوان مین تیرا ساتھ نچھوڑونگا ہر حال مین تیرا شریک رہونگا خدا
نا کردہ تھوڑے سے ابتر ا ان چارون کو رخصت کیا پھر مہراور سے کہا کہ مجکو
یہہ منظور نہین جو میرے باعث سے کچھ تجکو ایذا پہنچے لیکن اتنا دریافت
کیا چاہتا ہون کہ اس جنگل سے گذرا کیونکر ہو اسنے کہا آگے تو پریزاد بھی
اس طرف بجا سکتے تھے کیونکہ یہان کے دیوان کو ستاتے تھے بلکہ جان
کے خواہان ہوتے تھے چنانچہ ایک دن پریزاد بہت سے جمع ہوکر دیون
سے لڑے طرفین کے ہزارون ہی مارے گئے مردم آزار و ایذا دہندہ
ہین حاتم نے کہا اگر مین دیو بن کر اس جنگل سے چلون تو کیونکر راہ طی
کرے مہراور بولا مین تمام دن ہوا مین اڑونگا رات پڑے پر جہان تو
اتریگا اتر پڑونگا تب حاتم نے جانور کا لال پر نکال کر جلایا اور پانی مین اسکی
راکھ گھول کر اپنے بدن پر ملی وہین دیو کی صورت ہوگیا جنگل کے چرند درند
بھاگنے لگے غرض تمام دن چلتا شام کو جہان رہ جاتا وہان مہراور بھی
آملتا ایک دن مہراور نے پوچھا ای حاتم یہہ پر کس جانور کے ہین اسنے
کہا ان کے جن سے اس موتی پیدا ہونیکی حقیقت اور جس صورت سے
ایک موتی ماہیار کے ہاتھ لگا تھا اسکی کیفیت سنی گئی تھی اور کہا ای
مہراور مین جب شاہ آباد سے نکلا تھا تب متفکر ہوا کہ ایسا موتی کس

چھٹا سوال

کے دیوون نے جی مین کہا کہ پری زاد کچھ آدمی کو چرا کر تھوڑا ہی لیجا مینگے
اور وہ پر نہین رکھتا جو آپ سے اڑ جاویگا اس گمان پر کئی انمین سے
شکار کے واسطے گئے چنانچہ کتنے ہی چرندے درندے مار کر لیے آتے
آخر انکو بھون کر سبھون نے زہر مار کیا اور شراب غفلت سے مست
ہو آدھی رات گئے باغ کے دروازے مقفل کر پاؤن پسار پسار سو
رہے یہہ کوئی نسمجھا کہ مہر اور چار فرشتے لئے جان نکالنے کی گھات مین لگ
رہا ہے القصہ دیوونکو غافل پاکر حاتم کو کھٹولے پر بٹھلا کر آسمان کی طرف ہوا ہوا
سورج نکلتے نکلتے باغ سے سو کوس پر نکل گئے جب دن چڑھا ایک محفوظ
جگہہ دیکھ کر اتر پڑے کچھ ناشتا کر کے سو رہے دیوون کو تو اس بات سے خبر نہ
تھی کہ قیدی کو کوئی لیگیا ہے خاطر جمع سے باہر بیٹھے چوکی دیا کئے اور وے
رات دن چلا کئے جہان خوب جگہہ نظر پڑتی وہان اترتے دم لیتے پھر
ہو کر چل نکلتے جب وعدہ گذر گیا مہاکال نے کہا کہ وے پریزاد جس آدمی کو چھوڑ
گئے ہین اُسے لے آؤ وہین کئی دیو اس باغ مین آئے اور اسکو نپایا مہا
کال سے جا کر پھر عرض کی کہ وہ آدمی وہان نہین ہے وہ غصہ ہو کر آپ ہی
اس باغ مین جو آیا دیکھا تو واقعی نہین ہے پھر تو دیوون پر نہایت
جھنجلایا کہ اے نکمو معتمدین نے اسکو کھایا دیکھو تو کیا مزا چکھاتا
ہون یہہ کہہ کر کئی دیوون سے کہا کہ انکو قید کر کے خوب سا مارو پھونکو

چھٹا سوال

چھٹا سوال

اس آدمی کو کہان لیجاتے ہو انہون نے کہا شمس بادشاہ کے ملک
سے آتے ہین وہ بولا کہ وہ ایک مدت سے غائب ہے اور اسکا ملک اب
سانپون سے آباد ہے پریزادون نے کہا تم سچ کہتے ہو وہ نہین تھا لیکن
اس آدمی کی دعا سے وہ اپنی اصلی صورت پر آیا ہم سب بھی اپنے بال و
پر سے درست ہو گئے دیو نے کہا پھر جاتے کہان ہو وے بولے برزخ
کے جزیرے کو پھر اسنے پوچھا کہ یہہ پریزاد کون ہے مہرآور آپ ہی بولا ای
دیو تو مجھے بھول گیا مین مہرآور شہزادہ مہر بادشاہ کا بیٹا ہون اسنے
کہا ای شہزادے تجھکو آدمی سے کیا کام ہے اپنی راہ لے مین تجھے کچھ کہہ
نہین سکتا کیونکہ تو حضرت سلیمان کی پری زاد کی اولاد سے ہے یہہ کہہ
کر حاتم کو کھٹولے سے کھینچ لیا پھر مہرآور بولا ای دیو حضرت سلیمان سے
جو قول کیا تھا اسے بھول گیا دیکھ مردم آزاری نکر اسنے جواب دیا کہ وے
اب کہان ہین جو اس قول پر رہین مین آدمی کو چھوڑونگا بعد مدت
کے ہاتھ لگا ہے ذرا منہہ سلونا کرون مہرآور نے دیکھا کہ دیو آدمی کو دیکھ
کر باولا ہو گیا ہے اسکو فریب دیا چاہیے بولا کہ ای مہاکال ایک آدمی
کے کھانے سے کیا فایدہ ہین دس آدمی تجھ کو لا دونگا جو میرے قول
پر تو رہے اور اس آدمی کو میرے حوالے کرے کیونکہ میرا کام اِستے
سربراہ ہوتا ہے دیو نے کہا ای شہزادے مین تیرے خاندان سے توسل

ہر ایک سے پوچھتا ہے کوئی اسکا جواب نہین دے سکتا بلکہ ہم پریزاد
ہوکر تو عہدہ برا ہو نہین سکتے پھر تو آدمی ہو کر کیونکر برا ٓئیگا اور اس موتی
کی پیدایش کا احوال کیونکر بتلا دیگا حاتم نے کہا خدا قادر ہے تو اپنی حقیقت
کہہ اس حال سے کیون پڑا ہے پریزاد نے ایک آہ سرد بھر کے کہا کہ اس
جزیرے کے بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہون نام میرا شہزادہ مہراور ہے
باپ میرا جزیرہ طوفان کا بادشاہ مہرنر ہے نام ایک دن مجلس مین
بیٹھا تھا مین کسی شخص نے اسکے حسن کا بیان اور تعریف کی سنتے ہی مین
آپ سے جاتا رہا آخر مزد سکا اس جزیرہ مین گیا اور اسکے باپ کے
پاس پیغام بھیجا اسنے سنکر مجھے اپنی بارگاہ مین بلایا بعزت تمام بٹھلایا
پھر اس موتی کو منگوا کر میرے سامھنے رکھ دیا اور پوچھا کہ یہہ موتی
کس دریا کا ہے اسکی پیدایش کیونکر ہے کہان سے ہاتھ لگا مین سمجھتا تھا
بلکہ میرے بزرگ بھی اسکی حقیقت سے واقف نتھے جواب کچھ نہ دے
سکا اپنا منھہ لیکر رہ گیا اسنے اپنی مجلس سے باہر نکلوا دیا اتفاقا اس وقت
وہ آفت جان اور غارت گر ایمان کوٹھے پر جلوہ گر تھی نگاہ میری اس
پر جا پڑی نیم بسمل تو آگے ہی ہو رہا تھا مر ہی گیا جب دیکھا مین نے کہ کچھ
تدبیر نہین بنتی لاعلاج اس پہاڑ پر آ کر رہا مارے غیرت کے اپنے ملک
نگیا اب دن گریہ وزاری و رات انتظار و بیقراری سے کٹتی ہے نہ جان جاتی ہے

چھٹا سوال

اٹھہ جائے یہہ سنتے ہی متوپیس کو اسکے دیوون سمیت پریزادون نے
انبار مین ڈال دیا اور آگ لگادی تب وہ پکارا کیون صاحب تم نے
حضرت سلیمان کو درمیان دیکر یہی قول کیا تھا شاہ نے فرمایا کہ ای
دغاباز ہرگاہ کہ تو پیغمبر کے حضور قول دیکر پھر گیا خدا سے نڈرا اگر
مین نے بھی تجھہ سے بدعہدی کی تو کیا عجب ہے سوائے اسکے تو فتنہ انگیز
ہے تیرا جلانا بہتر ہے حاصل یہہ ہے کہ اسنے دیوون سمیت جلوادیا اور
اپنے چھوٹے بھائی کو وہان متعین کرکے فرمایا کہ تم اس ملک سے
خبردار رہو پھر حاتم سے پوچھا کہ اب آپکا ارادہ کیا ہے اسنے کہا وہی
جو مین نے پہلے عرض کیا تھا بار بار کہنے سے کیا فایدہ جس طرح ہو
مجھکو اس جزیرے مین جانا اور اس موتی کو لانا تب بادشاہ نے
اپنے لوگون کو فرمایا کہ ای عزیزو تم مین جو کوئی دیرینہ سال بوڑھا پُرانا
کارآزمودہ ہو اسکے ساتھ جائے اور وہان پہنچا آئے یہہ سنکر چار
پریزاد اسی عمر اور اسی وضع کے اٹھہ کھڑے ہوئے کہ یہہ خدمت
تمہارے ذمے ہے ہم بجا لائینگے اس بات کو سنکر بادشاہ نے
بنہایت مہربانی فرمائی اور حاتم کے ساتھ رخصت کیا وے اسیطرح
سے اسکو اڑن کھٹولے پر بٹھلاکر لے اڑے رات دن چلے جاتے
تھے جب بہت بھوکے پیاسے ہوتے تو محفوظ جگہہ کہین دیکھکر

چھٹھا سوال

قریب جا پہنچا وہین ڈیرا کیا پھر کئی جاسوسون کو کہا کہ متویس کی خبر لاؤ کہ کہان
ہے وہ سنتے ہی اڑا بعد ایک دم کے توقف کی کہ فلانے جنگل مین شکار
کھیلتا ہے بادشاہ سنتے ہی تیس ہزار پری زاد سے اسپر جا پڑا لوگ
اسکے سنبھل نہ سکے بہت سے زخمی ہوئے کتنے مارے گئے آخر متویس
اپنی مصاحبون سمیت گرفتار ہوکر حضور مین آیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای
کافر تو ہمکو بھول گیا اتنا نہ جانا کہ شمس بادشاہ اب تک جیتا ہے مین اسکے
علاقہ بندون کو پکڑکر جو قید کرونگا تو بادشاہ مجھکو اس حرکت
سے کب جیتا چھوڑیگا خیر اب اسمین ہے کہ اس آدمی کو پری زاد
سمیت لاکر جلد حاضر کرو وہ بولا مین اسکو اسی وقت کھا گیا آدمی
کو کب دیو چھوڑتا ہے بادشاہ نے نہایت طیش کھاکر کہا کہ ای
روسیاہ حضرت سلیمان نے تمکو آدمیون کے ستانے سے منع
نہین کیا تھا اور تم نے یہہ قول نہین دیا تھا کہ ہم انکو دکھ نہ دینگے اور
نہ کھاوینگے دیو نے کہا کہ وہ بات حضرت سلیمان ہی کے ساتھ
گئی تب تو بادشاہ مارے غصے کے کانپنے لگا اور کہا کہ جلد لکڑیون
کا انبار لگاکر اس کافر کو ہمراہیون سمیت جلادو متویس نے جب
دیکھا کہ اب کچھ بس نہین چلتا اور بیہہ بن جلائے نہین رہتا کسی
طرح بالفعل اسکے ہاتھ سے چھوٹئے پھر آگے سمجھ لینگے یہہ

چھٹا سوال

سردار نے سر نیچا کرکے کہا کہ اس آدمی کو پریزاد سمیت فلانے کوٹھری میں
قید کر دو اسکے وقت کھانے کے بعد کھاؤنگا انہون نے وہی کیا
وے جو چھوٹن پریزاد جو انکو چھوڑ کر قوت کی فکر میں گئے تھے اس
درخت کے تلے آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ وہ تین لاشین دیو کی
پڑی ہین نہ حاتم ہے نہ وہ پریزاد نہایت حیران و پریشان ہوکر
آپس میں کہنے لگے کہ یہہ دیو کس پر رہ گئے ہین اور انھین کسنے
مارا اس آدمی اور پریزاد کو کون لے گیا چاہئے کہ ان کشتون کے
اٹھانیکو کوئی نہ کوئی دیو آوے اتنے مین جو غور سے دیکھا تو ایک
سسکتے پایا تھوڑا سا پانی اسکے منہہ مین چوایا آنکھین اسنے کھول
دین تب انہون نے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرا ٹھکانہ کہان ہے اسنے
کہا کہ مین مقوریس کے دیوون مین سے ہون ایک پریزاد کے
ہاتھ سے میرا یہہ حال پہنچا ہے پر اسکو بھی ایک آدمی سمیت مقوریس
کے پاس دیو پکڑ کر لے گئے ہین پریزاد اس بات کے سنتے ہی
اس دیو کو پکڑ کر اپنے ملک مین لے آئے اور بادشاہ کی بارگاہ
مین آکر دادخواہ ہوئے شاہ نے انکی فریاد سنکر فرمایا کہ دیکھو تو
کسنے ان پر ظلم کیا ہے اور وہ جوان کہ جسکے ساتھ یہہ گئے تھے
وہ کہان ہے انہون نے آداب بجا لاکر عرض کی کہ جہان پناہ ہم دو

چھٹا سوال

جو حکم ور سے حکم ہوگا بجا لاوینگے بادشاہ نے کہا کہ تمکو اسکو برزخ
کے جزیرے مین پہنچادو اس سخن کے سنتے ہی وے سب کے سب
اپنا اپنا سر جھکا کر دم بخود رہ گئے پھر ایک دم کے بعد سر اٹھا کر
عرض کرنے لگے جہان پناہ اس جزیرہ مین پہنچنا بہت مشکل ہے
کیونکہ ایسے ایسے دیو رہتے ہین جو ہمین جیتا نچھوڑینگے اگر جہان پناہ
ادھر کا قصد کرین تو بھی لڑائی ہوگی ہم رکاب سعادت مین حاضر ہین
لیکن اتنے لوگون سے یہہ کام انجام نہوگا شاہ نے یہہ فرمایا ای جوان
مردو لازم ہے کہ اس جوانکا احسان برباد نہو کسی صورت سے
اسکو وہان پہنچادو اس بات کو سنکر سات پریزاد ہمت باندھ
کر بولے کہ اس جوان کو آپ کے اقبال سے ہم پہنچا ہی دینگے
لیکن جو راہ مین کچھ خلل واقع ہو تو جہان پناہ مدد کرین بادشاہ
نے اس بات کو قبول کیا تب وے ایک اڑن کھٹولا لائے
حاتم کو اسپر بٹھلایا چار شخصون نے تو پائے پکڑے تین ساتھ ہو
لئے غرض اس صورت سے آسمان کی طرف ہوا ہوئے تین
رات دن چلے گئے چوتھے دن جس جگہہ کہ دیو رہتے تھے پریزادون
نے ہولے سے وہان کھٹولا ایک درخت کے تلے اتارا اور آپس
مین کہا کہ تین ان سے کچھ کھانا پینا نہین ہوا بہتر ہے یہان گھڑی دو

چھٹا سوال

آجائیگا چاہیے کہ تو اسکی خدمت بدل کرے کیونکہ جو وہ تیرے حق
مین دعا مانگیگا تو تو ہمیشہ اپنی اصلی صورت پر رہیگا نہین تو سانپ
کی شکل پھر ہو جائیگی غرض اسی برس مین سانپ کی صورت ہو
گیا ہون اور تیس برس اس جنگل مین ترا منتظر تھا تجھے دیکھتے ہی مین
نے جانا کہ جوان یہی ہے اسی امید پر تیری خدمت دل و جان سے
مین نے کی اگر میرے حق مین دعا کرے تو عین مہربانی و بندہ نوازی ہے
حاتم نے کہا وہ قول کونسا تھا جس سے تو پھر گیا وہ ایک آہ بھرکر بولا کہ
ہماری قوم نے حضرت سلیمان نبی علیہ السلام سے قرار کیا تھا کہ اگر تمہارے
بعد ہم آدمیون کو ایذا دین یا ان کے مالک کا قصد کرین تو خدا کا قہر
ہم پر پڑے اس دن سے ہماری قوم نے کسی بشر کو تکلیف نہین دی
مگر ایک دن میرے دل مین یہہ خیال فاسد گذرا تھا جسکی یہہ
سزا پائی اب تیرے حضور صدق دل سے توبہ کرتا ہون کہ بار دیگر ایسا
دھیان نکرونگا میرا حق گواہ ہے حاتم نے اٹھکر غسل کیا کپڑے
پاکیزہ پہنے پریزاد کے حق مین دل سے دعا کی اسکی درگاہ مین قبول
ہوئی حاتم اگرچہ قوم گبر سے تھا پر خدا کو ایک جانتا تھا دن رات
اسیکی ذکر مین مشغول رہتا تھا غرض حاتم کی دعا کا قبول ہونا اس
پریزاد کے حق مین اس سبب سے تھا کہ خدا کی راہ پر کمر باندھے پھرتا

چھٹا سوال

کہا مین وہی ہون جو تمہین لے آیا حاتم بولا اے عزیز پہلے تیری صورت
سانپ کی تھی اب آدمی کی شکل کیونکر ہوئی اسنے کہا کہ یہہ بھید بعد کھانا
کھائے کے کھل جائیگا پھر دسترخوان بچھایا کھانا چنوایا اتنے مین جڑاو
چلمچی آفتابہ زیرانداز سمیت دو پری زاد لائے اور ان کے ہاتھ دھولائے
وہ کھانے مین مشغول ہوئے پریزاد سب اپنے اپنے کامون مین
لگ گئے حاتم کھاتا جاتا تھا اور جی مین کہتا تھا کہ مین نے اس مزکا کھانا
یہان کھایا ہے یا پری نوش لب کے ساتھہ کہ مزا پر اغلب ہے
کہ یہہ شخص بھی پریزاد کی قوم سے ہو جب خاصہ نوش کر چکے خواص عطر
دان اور پاندان مرصع کے لے آئے حاتم نے جو عطر ملا دماغ اسکا
مہک گیا حیران ہوا کہ بارخدایا ایسی نعمتین اور ایسی خوشبوئین تو نے
اس قوم کو عطا کی ہین کہ انسان کو میسر نہین اسمین کیا حکمت
ہے تو ہی جانتا ہے بعد اسکے صاحب خانہ سے پوچھا پہلے تمہاری
شکل سانپ کی تھی اب پری کی سی ہوئی اسکا کیا سبب ہے وہ بولا
اے جوان مین پری کی قوم سے ہون اور نام میرا شمس شاہ ہے کہ ایک
دن مین حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت مین اپنے باغ کی
سیر کر رہا تھا یون خیال گذرا کہ اپنے لشکر سمیت آدمیون کے
ملک پر چڑہہ جاؤن ان کو قتل کرکے ملک چھین لون کیونکہ وہ ملک

چھٹا سوال

تیرے رنگ کی سفیدی پانی کی مانند جو نظر آئی ادہر چلا آیا اب خدا کی قدرت
کا تماشا دیکھ کر پھر چلا سانپ نے کہا ای عزیز تجھ کو یہان سب کچھ
میسر ہو جائیگا خاطر جمع رکھ القصہ سانپ روانہ ہوا اور حاتم اپنے دل
مین سوچا کہ ہرچند کہ یہہ سانپ باتین کرتا ہے پر اسکے سات جانا
خوب نہین کیونکہ موذی ہے اتنے مین یہہ خیال گذرا کہ جو کچھ تقدیر
مین ہے وہی ہوگا چلا چاہیئے تسپر بھی آہستہ آہستہ قدم رکھنے لگا
سانپ نے جو دیکھا کہ یہہ جانے مین استادگی کرتا ہے کہا ای مرد
خدا کچھ وسواس نکر پاؤن اٹھا حاتم اسکے ساتھ بے کھٹکے روانہ
ہوا غرض ایک گلزار جنت بہار مین جا پہنچا وہان کی فضا سے جی کا
کھل گیا نہایت باغ باغ ہوا کیونکہ اس قطع کا باغ ندیکھا تھا مگر پریون
کے ملک مین پھر ادھر ادھر کی سیر کرتا ہوا ایک مکان مین جا نکلا
وہان فرش شاہانہ سراسر بچھا ہوا تھا اور حوض کے کنارے ایک
مسند پرتکلف لگی ہوئی تھی سانپ نے کہا کہ یہان ذرا توقف کرو
مین پھر آتا ہون یہہ کہہ کر حوض مین گر پڑا بعد ایک دم کے کتنے پریزاد
سونے روپے کے خوان جواہر سے بھرے ہوئے سرون پر رکھے
اس حوض سے نکلے حاتم کو سلام کر کے خوان آگے رکھ دئے اسنے
پوچھا کہ ای خدا کے بندو سچ کہو تم کون ہو انہون نے عرض کی ہم اسکے

چھٹا سوال

کہا مین وہی ہون جو تمھین لے آیا حاتم بولا ای عزیز پہلے پری کی صورت
سانپ کی تھی آپ آدمی کی شکل کیونکر ہوئی اسنے کہا کہ یہہ بھید بعد کھانا
کھانے کے کھل جائیگا پھر دسترخوان بچھوایا کھانا چنوایا اتنے مین چڑاو
چلچی آفتابہ زیرانداز سمیت دو پری زاد لائے اور ان کے ہاتھ دھولائے
وہ کھانے مین مشغول ہوئے پریزاد سب اپنے اپنے کامون مین
لگ گئے حاتم کھاتا جاتا تھا اور جی مین کہتا تھا کہ مین نے اس مزیکا کھانا
کہان کھایا ہے یا پری نوش لب کے ساتھ کہ وہ مزا پر اغلب ہے
کہ یہہ شخص بھی پریزاد کی قوم سے ہے جب خاصہ نوش کر چکے خواص عطر
دان اور پاندان مرصع کے لے آئے حاتم نے جو عطر ملا دماغ اسکا
مہک گیا حیران ہوا کہ بارخدایا ایسی نعمتین اور ایسی خوشبوئین تو نے
اس قوم کو عطا کین ہین کہ انسان کو میسر نہین اسمین کیا حکمت
ہے تو ہی جانتا ہے بعد اسکے صاحب خانہ سے پوچھا پہلے تمہاری
شکل سانپ کی تھی اب پری کی سی ہوئی اسکا کیا سبب ہے وہ بولا
اے جوان مین پری کی قوم سے ہون اور نام میرا شمس شاہ ہے کہ ایک
دن مین حضرت سلیمان علیہ السّلام کے وقت مین اپنے باغکی
سیر کررہا تھا یون خیال گذرا کہ اپنے لشکر سمیت آدمیون کے
اوپر چڑھہ جاؤن ان کو قتل کرکے ملک چھین لون کیونکہ وہ ملک

چھٹھا سوال

چھٹا سوال

یترے رنگ کی سفیدی پانی کی مانند جو نظر آئی ادہر چلا آیا اب خدا کی قدرت کا تماشا دیکھکر پھر چلا سانپ نے کہا ای عزیز تجھکو یہان سب کچھ میسر ہو جائیگا خاطر جمع رکھ القصہ سانپ روانہ ہوا اور حاتم اپنے دل مین سوچا کہ ہر چند کہ یہہ سانپ باتین کرتا ہے پر اسکے سات جانا خوب نہین کیونکہ موذی ہے اتنے مین یہہ خیال گذرا کہ جو کچھ تقدیر مین ہے وہی ہوگا چلا چاہئیے تسپر بھی آہستہ آہستہ قدم رکھنے لگا سانپ نے جو دیکھا کہ یہہ جانے مین استادگی کرتا ہے کہا ای مرد خدا کچھ وسواس نکر پاؤن اٹھا حاتم اسکے ساتھ بے کھٹکے روانہ ہوا غرض ایک گلزار جنت بہار مین جا پہنچا وہان کی فضا سے جی کھل گیا نہایت باغ باغ ہوا کیونکہ اس قطع کا باغ ندیکھا تھا مگر پریون کے ملک مین پھر ادہر اودھر کی سیر کرتا ہوا ایک مکان مین جا نکلا وہان فرش شاہانہ سراسر بچھا ہوا تھا اور حوض کے کنارے ایک مسند پر تکلف لگی ہوئی تھی سانپ نے کہا کہ یہان ذرا توقف کرو مین پھر آتا ہون یہہ کہکر حوض مین گر پڑا بعد ایک دم کے کتنے پریزاد سونے روپے کے خوان جواہر سے بھرے ہوئے سرون پر رکھے اس حوض سے نکلے حاتم کو سلام کر کے خوان آگے رکھ دئے اسنے پوچھا کہ ای خدا کے بندو سچ کہو تم کون ہو انہون نے عرض کی ہم اسکے

یترے رنگ کی سفیدی پانی کی مانند جو نظر آئی ادہر چلا آیا اب خدا کی قدرت کا تماشا دیکھ کر پھر چلا سانپ نے کہا ای عزیز تجھکو یہان سب کچھ میسر ہو جائیگا خاطر جمع رکھ القصہ سانپ روانہ ہوا اور حاتم اپنے دل مین سوچا کہ ہرچند کہ یہہ سانپ باتین کرتا ہے پر اسکے سات جانا خوب نہین کیونکہ موذی ہے اتنے مین یہہ خیال گذرا کہ جو کچھ تقدیر مین ہے وہی ہوگا چلا چاہیئے تسپر بھی آہستہ آہستہ قدم رکھنے لگا سانپ نے جو دیکھا کہ یہہ جانے مین سستی کرتا ہے کہا ای مرد خدا کچھ وسواس نکر پاؤن اٹھا حاتم اسکے ساتھ بے کھٹکے روانہ ہوا غرض ایک گلزار جنت بہار مین جا پہنچا وہان کی فضا سے جی کھل گیا نہایت باغ باغ ہوا کیونکہ اس قطع کا باغ ندیکھا تھا مگر پریون کے ملک مین پھر ادھر ادھر کی سیر کرتا ہوا ایک مکان مین جا نکلا وہان فرش شاہانہ سراسر بچھا ہوا تھا اور حوض کے کنارے ایک مسند پر تکلف لگی ہوئی تھی سانپ نے کہا کہ یہان ذرا توقف کرو مین پھر آتا ہون یہہ کہہ کر حوض مین گر پڑا بعد ایک دم کے کتنے پریزاد سونے روپے کے خوان جواہر سے بھرے ہوئے سرون پر رکھے اس حوض سے نکلے حاتم کو سلام کر کے خوان آگے رکھدئے اسنے پوچھا کہ ای خدا کے بندو سچ کہو تم کون ہو انھون نے عرض کی ہم اسکے

چھٹا سوال

لڑکی ہین جتنی ورکار ہوان کو پسند کر یہہ کہہ کران ساتون کو حاتم کے روبرو
لے آیا اسنے ساٹ دینار دیکر ساتون کو لے لیا اور جنگل مین لاکر ہاتہہ پاؤن
کی رسیان کھول کر چھوڑ دیا بچے تو کچہہ الفت رکھتے تھے دوڑ کر اپنی ماکے
پاس سے جا لگے وہ انکو پیار کرکے نر کے پاس ہو آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ
نر بے درک کے پیچا ہے لوٹنے پیٹنے لگی اور سر پر خاک ڈالنے حاتم نے
کہا ای روباہ اب کیون جزع و فزع کرتی ہے وہ بولی کہ آج میرے سر کا تاج
ڈھلکا جاتا ہے کیونکہ سر پیٹون نہین سنا ہے تو نے کہ مردون کو عورتون
کے سر کا تاج کہتے ہین یہہ بھوک اور پیاس سے موا جاتا ہے حاتم نے
کہا کہ ای نادان اسکی عمر اتنی ہی تھی کیونکہ شیر خوار سے تندرست رہین
اور یہہ ایسا بیطاقت ہو جاوے کہ سانس بھی نہ لے سکے لومڑی نے
کہا اسکی یہہ حالت میری جدائی اور بچون کے غم نے پہنچائی ہے اگر
ابھی اسکا علاج ہووے تو اغلب ہے نہ مرے حاتم نے پوچھا کہ کونسی
دوا ہے تلاش کی جاوے اسنے کہا کہ اگر جیتے ہوئے آدمی کو مار کر اسکا
گرم گرم لہو اسکے منہہ مین ٹپکاؤ تو ابھی بحال و توانا ہو جاوے حاتم بولا
مجھے آدمی سے ایسا کیا دشمنی ہے جو حیوان کے واسطے اسے مارون
اگر تو آدمی کا لوہو ہی درکار ہے تو کہہ کس جگہہ کا چاہتی ہے ابھی حوالے
کرتا ہون اسنے کہا کہین کا ہو مگر گرم ہو حاتم نے ترکش سے نشتر نکال کر

چھٹا سوال

ناہوا بندریا بھی ساتھ لگ لی جب وہ مرد بندریا سمیت گاؤن مین پہنچا صیاد کے دروازے پر جاکے پکارا وہ وہین نکل آیا بندریا نے چاہا کہ اچھلکر اسکے جامے کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اتنے مین اس دولتمند نے دیوانچا سے نکلکر ای عزیز تو نے اسکے بچون اور نر کو کیا کیا اسنے عرض کی کہ خداوند کئی دن کی بات ہے کہ مین نے آپ ہی کے ہاتھ بیچا ہے اگر اسکی بیکسی پر رحم کرتے ہو تو انکو اسکے حوالے کرو قیمت مجھ سے پھیر لو اسنے کہا کہ اب تو مین ان سے اپنا جی بہلاتا ہون کیونکر دون کوئی اور تدبیر بتا جس سے اسکو بھی تسکین ہو اور وے بھی میرے پاس رہین صیاد نے کہا مناسب یہہ ہے کہ اسکو بھی پکڑکر انہین مین بند ہوا دیجئے حاصل یہہ ہے کہ صیاد نے کر و حیلہ سے بندریا کو بھی پکڑوا دیا جب دہقان نے سنا کہ وہ بھی پکڑی گئی اس مالدار کو کہلا بھیجا کہ تو بندریا اور اسکے بچون اور نر سمیت حاضر ہو وہان سبھونکو لئے ہوئے زمیندار کے پاس گیا اسنے دیکھتے ہی بندریا کے بچون کو پسند کیا کہ یہہ میرے یہاں رہین نر و مادہ کو تم لیجاؤ نداان بندریا بچون کے درد جدائی سے مرگئی نر بھی اسکے غم مین ہلاک ہوا ای جوان انسان کی بیوفائی اور جفاکاری سنی تو نے پھر کس طرح تری بات سے پتیاؤن شاید تو ایسا ہی سلوک میرے سے کرے ایک اور بلا مین ڈال دے حاتم نے کہا ای لومڑی اپنی خاطر جمع رکھ مین ان لوگون مین نہین خدا کی

چھٹا سوال

ہے جو اس طرح بلبلا رہی ہے لومڑی نے کہا اے جوان رحمت خدا تجھپر
اس تیری ہمت و دلاوری پر جو تو اس بُرے وقت میں میرے پاس
آیا اور احوال پوچھا حقیقت یہہ ہے کہ ایک صیاد میرے نر کو بچون سمیت
پکڑ لیگیا ہے مین انکی جدائی مین روتی ہون پچھاڑین کھاتی ہون بلکہ ہر ایک
طرف فریاد کرتی ہون تسپر بھی کوئی میری آہ و زاری نہین سنتا مگر تو آیا ہے
سو دیکھئے کیا ہو کیونکہ تو انسان ہے اور مین حیوان ہون یقین ہے کہ
تو اپنی قوم کی خاطر کریگا حاتم نے کہا کہ یہہ کیا کہتی ہے ہماری قوم مین سب
انسان ایک سے نہین کتنے مین موم دل و غمخوار کتنے ہین سنگدل
و مردم آزار اگرچہ مین بھی انسان ہون لیکن تو سچ کہہ کہ تیرے نر کو اور
بچون کو کون لیگیا ہے لومڑی بولی کہ یہان سے چھ سات کوس پر
ایک گاؤن ہے اسمین ایک بھیلیا رہتا ہے اس کمبخت کا یہی
کام ہے پر یہہ کچھ معلوم نہین کہ اسکو ہم غریبون کے دکھ دینے
سے کیا فایدہ ہے یقین ہے کہ خدا کے غضب سے نہین ڈرتا حاتم
نے کہا کہ اندھے کو میوون کے گرانے اور ایذا دہندون کو مردم آزاریکا
کیا اندیشہ ہے کہ انھون نے وہی اپنا پیشہ کیا ہے لازم ہے کہ تو مجھے
راہ بتانے تو مین جا کر تیرے خاوند کو بچون سمیت صیاد سے چھڑا دون
اور اُن کے بدلے وہ میرا سر بھی مانگیگا تو عذر نہ کرونگا کیونکہ یہہ خدا کی راہ کا سودا ہے

چھٹا سوال

سے ہین نر بولا کہ اس بے پروبال کا وہان پہنچنا بشرط حیات خدا کی
قدرت سے کچھ دور نہین لیکن لازم ہے کہ یہہ تھوڑے سنے پر ہمارے
اپنے پاس رکھے کس واسطے کہ جب کوہ قاف کی حد مین پہنچے گا تو ایک
صحراء عظیم ایسا ملیگا کہ جلکا اور چھور نہین چاہیئے کہ اسکے داخل ہونے
کے وقت ہمارے لال پر جابا کے پانی مین گھسلے اور اپنے تمام بدن
پر مل لیوے پھر بیدھڑک چلا جائے اسکی بو سے تمام جانور درندے
گرندے بھاگ جائینگے اسکی صورت بھی دیو کی سی ہو جائیگی جب اس
جنگلکو طی کرکے برزخ کے جزیرہ مین پہنچے گا سفید پر جلا کر اسکی راکھ پانی
مین گھول کر بدن مین ملے پھر نہا دھو کے صاف کر ڈالے خدا کے
فضل سے اسی گھڑی اپنی اصل صورت پر آجائیگا لیکن وہان کے لوگ
اسکو پکڑ کر ماہیار سلیمانی بادشاہ کے پاس لیجائینگے چاہیئے
کہ یہہ اپنا مطلب اس سے کہے پر وہ اسی مطلب اصلی کو درپیش
کریگا کہ ہمکو نئی اس موتی کے پیدا ہونے کی حقیقت سے اطلاع دیوے
اسلئے مین اپنی بیٹی سمیت دون بہتر یہہ ہے کہ اس ماجرے کو یہہ
من و عن یاد رکھے بھول جانے ممکن نہین کہ ماہیار سلیمانی اپنے
قول سے پھرے کیونکہ وعدہ کا بہت سچا ہے مقرر اپنی بیٹی بیاہ دیگا
مادہ نے کہا کہ یہہ ہے پر ہمارے کیونکر پاوے اس بات کے سننے

چھٹا سوال

…سے بھاگی اور ایک جنگل مین جا پڑی پھر ایک دن تھا کہ دریای تہ بان
…کنارے جا نکلی قضارا اسوقت مسعود سوداگر بھی کشتی پر بیٹھا ہوا وہان آنکلا
…اس عورت نے کشتی کو دیکھ کر غل مچایا کہ خدا کے واسطے مجھ بیکس کو
…بھی اس اوپر چڑھا لو سوداگر نے رحم کھا کر کنارے پر ناو پھرا دی اور اسکو
…بلا کر حقیقت پوچھی اسنے تمام احوال اپنا کہہ دیا مسعود سوداگر نے اسکو اپنی
…کیا اور شہر مین لے آیا بعد چند روز کے وہ عورت لڑکا جنی نام اسکا برزخ
…رکھا جب وہ لڑکا ہشیار ہوا مسعود سوداگر مر گیا سرداری اسکی اس لڑکے
…کو ملی وہ ایک مدت تک اسکے مال و دولت سے لاکھون سپاہی نوکر
…رکھا کئی ہزار گاؤن اپنے قبضے مین لایا بدان وہان کا بادشاہ وا
…جب وہ مر گیا حضرت سلیمان نبی علیہ السّلام بادشاہ ہوئے تب
…انھون نے تمام نواحی کوہ قاف کی اور دریای قلزم و قہرمان اور دریای
…زمین و آتشین بلکہ جو کچھ کوہ قاف سے علاقہ رکھتا تھا سو سب کا سب
…دیون و پریون جادوگرون مردم آزارون کے رہنے کو دیا اور کہا کہ تم سب
…کو آباد کرو آدمیون کے شہر کی طرف مت جاؤ چنانچہ وے جزیرے
…شہر انہین قومون سے آباد ہین آدمی کو سوا انکے کچھ تعلق نہین غرض رفتہ رفتہ
…کا ہشام پری سرخ کلاہ کے ہاتھ لگا تھا اب ماہ یار سلیمانی جو
…پری سے پیدا ہوا ہے اسنے لے لیا ہے بالفعل استقامت اسکی

چھٹا سوال

چھٹھا سوال

مین شام ہوگئی ایک جوڑا ناطقہ کا ہفت رنگی کہ جسکا باسا دریای قہرمان کے کنارے تھا قدرت الہی سے وہان ایک درخت پر آبیٹھا مادہ بولی کہ ہمکو یہان کی آب وہوا خوش نہین آتی اگرچہ اس جگہہ ہمارے کھانے پینے کی چیزین قسم قسم کی بہین بہتر ہے کہ یہان سے اڑ چلین نر نے کہا میرا قصد تو یہہ تھا کہ چندروز اس جنگل مین رہون پر تیرے کہنے سے اب صبح کو اپنے وطن چلونگا خاطر جمع رکھہ ایک گھڑی چپکی رہ مادہ نے پھر کہا کہ یہہ شخص کون ہے جو اس جنگلمین سر جھکائے غمگین و متفکر بیٹھا ہے نر بولا یہہ حاتم یمن کا شہزادہ ہے کیا کرے حق بجانب ہے اسکے جسقدر غمگین ہو بجا نہین کیونکہ اسکو مرغابی کے انڈے برابر ایک موتی کی تلاش ہے نہ اپنے واسطے بلکہ خدا کی راہ پر غیر کے واسطے اپنی کمر باندھی ہے چنانچہ منیر شامی شاہزادہ حسن بانو پر عاشق ہوا ہے وہ سات سوال رکھتی ہے شہزادہ نہ سوالون کے پورے کرنیکی طاقت رکھتا ہے نہ اسکے چھوڑنے کی قدرت اس سبب سے دیوانہ ہمہ تن پھرتا صحرا دین مین جا نکلا تھا اور یہہ بھی شکار کھیلتا ہوا اسی جنگلمین آپہنچا باہم ملاقات ہوگئی منیر شامی نے اپنا احوال اس سے کہا اسنے ترس کھا کر اسی کے واسطے غربت اختیار کی اور یہہ مصیبت اپنے سر پر لی چنانچہ پانچ سوال اسکے پورے کرچکا ہے اب چھٹھے سوال کی باری ہے اور وہ لانا

قم جواہر کے بھی دکھاو سے تب حسن بانو نے بہت سی اوکجات کی اد
کھانا نہایت پر تکلف منگواکر روبرو رکھوایا حاتم نے کہا یہ سب کہانے
میرے ساتھ کر دو مین کاروان سرا مین جاکر منیر شامی کے ساتھ
کھاونگا پھر وہان سے اٹھکر کاروان سرا مین آیا اور منیر شامی ہمت ملکر
کھانا مزے سے باہم کھایا اور اپنی سرگذشت مفصل بیان کی اسنے اسکی
ہمت وجوانمردی کی نہایت تعریف وتوصیف کرکے بہت سی معذرت
کی حاتم نے دو تین دن آرام کرکے حمام کیا اور نئے کپڑے پہن کر حسن
بانو کے یہان گیا دربانون نے خبر کی اسنے اسیطورسے پردہ کرکے
اندر بلایا اور کرسی جواہرنگار پر بٹھلایا حاتم نے کہا صاحب اب چھٹا
سوال کیا ہے اسکو بھی کہو تاکہ مین پورا کرون یہ بات سنکر حسن
بانو نے کہا کہ ایک موتی میرے پاس ہے اسکے برابر کا دوسرا تلاش
کرکے لاوے حاتم بولا مین اسے ٹک دیکھ لون اسنے منگواکر دکھلا
دیا سچ کہ وہ مرغابی کے انڈے برابر تھا حاتم نے کہا مین جانتا ہون کہ
مجھکو تو اسے ندیگی لیکن نمونہ جو اسکے برابر ڈھونڈھ لاوے
حسن بانو نے ایک موتی روپے کا اتنا بڑا منواکر حاتم کو دیا وہ اسکو
لیکر مہمان سرا مین آیا اور منیر شامی کو دکھاکر کہنے لگا کہ حسن بانو اتنا بڑا
اب ایک موتی مانگتی ہے مین تو ایسا موتی اپنی عمر مین نہ دیکھا ہے نہ سنا

چھٹا سوال

چھٹا سوال حاتم کا مرغابی کے انڈے کے برابر موتی لانیکا

نہین بچا بارے فضل الٰہی سے تین دن کے بعد کشتی کنارے پر جا لگی حاتم اُتر
پڑا ہو آنکھین کھول کر دیکھتا ہے نہ وہ دریای آتشین ہے نہ کشتی ہے ایک
سہانا سا جنگل نظر آتا ہے مہرہ کو منہہ سے نکال کر پھینک دیا اور آگے چلا
تھوڑی سی راہ طی کی تھی جو معلوم ہوا کہ سواد مین ہے نہایت شاد ہوکر
شکر کیا پھر کسی گاؤن کی طرف گیا وہان ایک کھیت پر کھڑے ہوکر
کسان سے کہنے لگا کہ یہہ نواح کس شہر کی ہے اسنے کچھ جواب نہ دیا اور
ٹکٹکی باندھ کر اسکا منہہ دیکھنے لگا حاتم بولا ای عزیز تو بہرا ہے جو نہین سنتا
اسنے عرض کی کہ تیری صورت مین اپنے حاتم شہزادے کی سی دیکھتا ہون حاتم
نے یہہ سنکر کہا کہ تو کون ہے اور کیا جانتا ہے وہ بولا ای جوان یہہ ملک
یمن ہے او حاتم ہمارا شاہزادہ ہے باپ اسکا طی نام یہان کا بادشاہ
ہے لیکن شہزادے کو سات برس ہوئے کہ اس ملک سے نکل گیا تھا
ایک مرتبہ خبر اسکی ملکہ زرین پوش سے پہنچی تھی اس سے قدرے تسکین
ہر ایک شخص کو ہوئی تھی اب تو اسکے ماباپ اور اقربا کا نہایت برا احوال
ہے کہ ہر ایک پر اپنی زندگی وبال ہے معہ وضا ملکہ زرین پوش کی تو جان ہی
پر آ بنی ہے دیکھئے اسکی ملاقات تک جیتی رہتی ہے یا نہین حاتم نے سنکے
کہا مین تمھارے شہزادے سے چند روز ہوئے ہین کہ راہ مین ملا تھا خیر و
عافیت سے ہے تو مین مین جاکر اسکی طرف سے چھوٹے بڑون کی خدمت

پانچوان سوال

پتھرون کے میدان مین جا پہنچا وہان ایک کنکر پتھر ایسا گرم تھا گویا
آگ سے ابھی نکالا ہے یہہ جون تیون چند قدم چلا آخر طاقت نرہی مجبور
ہوکر بیٹھ گیا ہونٹھ مارے گرمی کے سوکھ گئے بلکہ تمام بدن جل اٹھا تب
تو نہایت بیقرار ہوکر مہرہ منہہ مین رکھ لیا پر کچھ فایدہ نہ دیکھا آخر اسکو منہہ
سے نکالکے پھینک دیا اور آپ زمین پر ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا
یہان تک کہ بیہوش ہوگیا بلکہ قریب مرگ کے پہنچا منہہ کھل گیا زبان
باہر نکل پڑی اتنے مین دوسے دونون شخص جو جواہر نگلنے سے پیدا ہوئے
اور اسکو اٹھاکر آب شیرین و سرد پلایا حاتم ہوش مین آیا انکھین کھول کر
دیکھا وہین وے دونون شخص نظر پڑے بولا کہ تو زمین سے ای یارو بروقت
پہنچے اور بڑی مدد کی اب کہو کس طرف جاؤن اور یہہ گرمی کس سبب سے ہے
انھون نے کہا اس سے آگے دریاے آتش ہے یہہ گرمی بھی اسیکے باعث
ہے پر رستہ یہی ہے چلا جا خدا کی قدرت سے اپنے ملک مین پہنچ رہیگا
اور تمہارا ہمارا کام نہین مگر اتنا ہوسکتا ہے کہ یہہ آگ دھیمی ہو جاوے
اونہون نے کہا جو کچھ تم سے ہوسکے قصور نکرو یہہ بھی احسان سے خالی نہین
تب انھون نے ایک مہرہ نکال کر حاتم کو دیا اور کہا کہ آگے دریاے آتشین
ہے جو اسکو اپنے منہہ مین رکھ لیگا تو آگ تجھ پر کارگر نہوگی ٹھنڈے
ٹھنڈے چلا جائیگا پر یہہ یاد رہے کہ دریا کے پار ہوتے ہی اس مہرہ کو پھینک

پانچوان سوال

ہندو تم کون ہو سچ کہو اور اس جگہہ بادشاہ کون ہے بتلاؤ انہون نے کہا کہ
یہہ محل پری نوش لب کا ہے اتنے مین وہ آہی پہنچی حاتم اسکو دیکھتے ہی
بیہوش ہو کر گر پڑا وہ اسکے سرہانے آکر کھڑی رہی اور کہنے لگی ارے کوئی
ہے جلد آکر اسکے منہہ پر گلاب چھڑکے وہین ایک نازنین دوڑی گئی اور
جڑاؤ گلاب پاش لاکر اسکے منہہ پر گلاب چھڑکنے لگی حاتم ہوش مین آیا
پھر پری نوش لب ایک تخت مرصع پر جا بیٹھی اور اسکو ایک کرسی جواہر نگار
پر بٹھلا کے کہنے لگی کہ اے جوان خوش رو سچ کہہ کہان سے آیا ہے اور
کس کام کا ارادہ کرکے یہان پہنچا ہے اور اب کدھر کو جائیگا حاتم نے تمام
احوال اپنا ابتدا سے تا انتہا اسکے ساتھنے بیان کرکے پوچھا کہ اس مکان
کا مالک کون ہے اور اس پہاڑ کا کیا نام ہے پری نوش لب نے
کہا کہ اس پہاڑ کو کوہ زرین کہتے ہین یہہ مکان شاہ بال بادشاہ کا ہے
اور اسکی ایک اسا نام میٹی ہے مین بھی اس لڑکی کی ایک خواص ہون
چنانچہ سات روز میری باری کا ہے اس روز مین اسکی خدمت مین
جاکر حاضر ہوتی ہون اور یہہ مکان کوہ قاف سے تعلق رکھتا ہے اگرچہ
دنیا کی حد مین ہے اور یہہ دور سے جو دکھلائی دیتا ہے اسیکا قلعہ ہے
غرض چار روز تک حاتم کو مہمان رکھا انواع واقسام کے کھانے اور
میوے کھلائے بہت سی مدارات کی پانچوین روز کہا یہہ جگہہ تمھارے

پانچوان سوال

پانچوان سوال

لک مین پہنچیگا پر کسی چیز کا لالچ نکرنا اسمین تیری سلامتی ہے خدا نخواستہ اگر کسی چیز پر دل دوڑاویگا تو اپنے کئے کی سزا پاویگا یہہ کہہ کر وے پانی مین اتر پڑے اسکی نظر سے چھپ گئے حاتم تمام رات اسی مکان پر بیٹھا اللہ اللہ کیا کیا صبح کو اس جگہہ سے اٹھ کر آگے بڑھا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک دریا دکھلائی دیا کہ تمام پانی اسکا سونے کا سا تھا بارے اس سے صحیح وسلامت پار اتر گیا بعد چند روز کے ایک اور دریا نظر پڑا یہہ اسکو دیکھہ نہایت شاد ہوا اسواسطے کہ بہت پیاسا تھا جب اسکے نزدیک پہنچا نگاہ کی تو کنارے پر اسکے ہزاروں موتی سنگریزے کی طرح پڑے تھے لیکن ہر ایک انڈے کے برابر تھا کہ انکی چمک سے انکھین جھپکی جاتی تھین اور قیمت کا تو ٹھکانا نتھا حاتم لالچ مین اگر چاہتا تھا دس بیس اٹھا لے کہ اتنے مین ان دونون کی نصیحت یاد آئی ڈر کر اس حرکت سے باز رہا اور اسکے کنارے پر بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہے کہ پانی اسکا دودھ اور شہد کے مانند ہے پیاسا تو تھا ہی خوب سا پیٹ بھر کر پیا غرض اس سے بھی بخوبی گذر گیا اور آگے بڑھا کہ ایک روشنی دور سے نظر آئی گویا کہ ایک تختہ سونے کا ہوا مین چمک رہا ہے اسیکی طرف چلا بعد ایک مہینے کے قریب جا پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ ایک پہاڑ سونے کا آسمان سے لگا جھم جھما رہا ہے یہہ اسپر چڑھ گیا وہان ہر ایک درخت سونیکا

ڈال دیا اور سر جھکا کر بیٹھ گیا پھر دل مین اندیشہ کیا کہ انکو مجھ سے کیا کام
ہے جو ادھر آتے ہین نیز انہون نے درمیان ہی مین پکڑ لیا اگر دوسرا مار جھکا
کاہے کو کلام گر ہوگا اتنے مین وے نزدیک آکر کہنے لگے ای حاتم
تجھکو شرم نہ آئی جو جواہر کی طمع کی وہ بولا مین کسکا جواہر لیا کیا لالچ کیا :
انہون نے کہا کہ تو فلانے جنگل سے جواہر لایا ہے ابتک تیرے پاس موجود
ہے یہہ سنکر حاتم نے جواب دیا کہ ای یارو ملک خدا کا وسیع ہے
اگر مین نے وہان سے اٹھا لیا تو کیا کیا کچھ تمھارا تھوڑا ہی ہے
وے بولے کہ یہہ ایک اور خلقت کے واسطے اللہ تعالی نے رکھا ہے
حاتم نے کہا وہ خلقت کونسی ہے جو انسان سے تعریف تر ہوگی بلکہ
انسان ہی سب سے بہتر ہے انہون نے کہا یہہ سچ ہے مگر یہہ جواہر خالق
نے پریون کے واسطے رکھی ہے کہ وے اپنے کام مین لاوین اسنے
کہا مگر آدمی اس جواہر کے لایق نہین جو اسے پہنے یا صرف مین لاوے
اور مین نے تو لوگون کے دکھلانے کے واسطے اٹھا لیا ہے کہ خدا نے
جنگلو مین کس کس افراط سے کیا کیا چیزین پیدا کی ہیں دیکھین اور اسکی
صنعت کا بسطرح انکار نکرین اسبات کو سنکر دیوون نے کہا سچ کہتا
ہے واقعی تجھکو لالچ نہین پر سلامت اپنے شہر کو جایا چاہتا ہے تو
اس جواہر سے ہاتھ اٹھا یہہ سنتے ہی حاتم سب کا سب پھینک دیا ہ

کی مزدوری چاہتا ہے تو یہہ
بھی نہین پہنچی کیونکہ سفر
کیا اسقدر مال اٹھانا اور اپنے
پاس رکھنا یہہ کب روا ہے
بلکہ ایسی محنت کی گنہگاری
دینی پڑتی ہے حاتم یہہ باتین
سنکر چکارہ گیا سر جھکا لیا
انہون نے ایک لعل ایک

پانچوان سوال

پانچوان سوال

اسی جگہہ پہنچا کہ جہان سواے دریای خون کے نہ زمین تھی نہ درخت نہ جزیرہ
تھے نہ پرند چرند مین کہنے لگا ای حاتم ایک مہینے تک تو یہہ کچھ رنج و مصیبت
سے پاؤن چلنے سے رہے پر گھاٹ نظر نہ آیا اگر دس برس تک یونہین
پھرے گا سواے دریای خون کے کچھ نہ دیکھے گا خدا کے کارخانے مین دم
مارنا آسان نہین اور جن چیزونکو اسنے چھپایا انکا کھولنا امکان نہین
اگر وہی فضل کرے تو یہان سے سلامت منزل مقصود کو پہنچے والا نہ تجھ
سے تدبیر کچھ نہین ہو سکتی حیف ہے کہ وہان بیچارہ منیر شامی ترستی راہ
تک رہا ہے اور تو یہان اس گرداب بلا مین تڑاسک رہا ہے لیکن
اس سے یہہ سخت حیرانی ہے کہ کوہ ندا کی خبر حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی کو کیونکر
ملے جو وہ اسکے خبر لانے کے لئے لوگون کو بھیجتی ہے اور بیابان محبت
مین ڈالتی ہے یقین ہے کہ اکثر اسکی خبر لینے کو آئے ہونگے پر ناچار
محروم ہی پھر پھر گئے ہونگے اتنے مین یہہ سوچکر کہنے لگا کہ تو نے کچھ
اپنے حظ نفس کے واسطے یہہ کام نہین کیا بلکہ ایک بندۂ خدا کے لئے
یہان تک تو آیا ہے اسکے کرم سے امیدوار رہ وہ تجھکو اس بلا سے
نجات دیگا اور وہ البتہ مراد کو پہنچائیگا اسی اندیشہ مین تھا کہ کچھ چیز دریا مین
نمود ہوئی حاتم اسکی طرف بنظر غور دیکھنے لگا کہ شاید یہہ کوئی جانور ہے
یا لکڑ بہا چلا آتا ہے جب تک ایک اور ورے آئی تو کشتی ہی تھی خدا کا

کو کدھر گیا حیران وسرگردان سات دن تک بے آب ودانے رہا غرض
ی سے مایوس ہو کر دل مین کہنے لگا ای حاتم تیری موت ہی یہان لائی ہے
جو تو بے ہاے آیا کیونکہ نہ اب وہ قافلہ نظر آتا ہے نہ وہ پہاڑ نہ وہ شہر اتنے
مین ایک دریا کے کنارے جا پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ وہ بڑے زور وشور
اہے اور اسکا اور چھور بھی نہین ملتا یہہ نہایت متفکر ہوا اور کہنے لگا الٰہی
ب اتنے کیونکر پار اترون سواے تیرے کون بیڑا پار کرے گا اتنے مین ایک
ناو نظر پڑی کہ ادھر ہی چلی آتی ہے جانا اسنے کہ کوئی ملاح لئے آتا ہے جب
کنارے آلگی تو اسپر کسیکو نہ دیکھا متعجب ہوا پھر شکر خدا کا بجا لا کر سوار ہو لیا
کیا دیکھتا ہے کہ ایک دسترخوان مین کچھ لپٹا دھرا ہے جو کھولا تو کھانا ہی فورا
ہاتھ بڑھا کر کھولا تو دو روٹیان اور مچھلی کے کباب گرماگرم پائے جی چاہتا تھا
کر کھائے پہ دھیان آیا کہ شاید ملاح نے اپنے واسطے رکھا ہو پرائے کا
حق کھانا خوب نہین اتنے مین ایک مچھلی نے دریا سے سر نکال کر کہا کہ
ای حاتم یہہ روٹیان اور کباب تیرا ہی رزق ہے شوق سے کھا کچھ اندیشہ
نہین ۔ یہہ کہہ کر غوطہ مار گئی حاتم نے اسیوقت اسکو نوشجان کیا
پانی پیا اور سجدہ شکر بجا لایا وہین ایک آندھی ایسی چلی کہ تین دن مین
کشتی کو کنارے پر لے گئی حاتم خدا کی حمد کرتا ہوا اس پر سے اترا اور دل
مین کہنے لگا کہ راہ شہر کی کہان ہے جو وہان جاکر حقیقت [illegible] کی

چالا رہے اب ایک بات سے جی گئے تیری زبان کیون بند ہو گئی سچ
کہہ کہ تجھے کون گھسیٹتا ہے اسنے کچھ دھیان نہ کیا کہ یہہ کون ہے اور کیا
بکتا ہے بلکہ حاتم کے ہاتھ اپنے سے چھڑا اسنے لگا نہ ان یہان تک
زور کیا کہ اسکے ہاتھ چھوٹ گئے اور حاتم زمین پر گر پڑا تب وہ کوہ ندا کی طرف
روانہ ہوا حاتم بھی اٹھ کر اسکے پیچھے لگ لیا ایک دم مین دونون آگے
پیچھے پہاڑ کے نیچے جا پہنچے حاتم نے اچھلکر اسکی کمر نہایت زور سے
پکڑ لی ہر چند اسنے چاہا کہ اسکو جدا کرے لیکن نہ کر سکا آخر اسطرح سے وے
دونون گرتے پڑتے پہاڑ کے اوپر جا پہنچے جو نہین نزدیک قلوت
گئے ایک کھڑکی دکھائی دی یہہ دونون لپٹے لپٹائے اسکے اندر
چلے گئے لوگون کی نظرون سے غائب ہوئے وے ناچار دوستے
حاتم کا افسوس کرتے ہوئے شہر مین آئے اور حاکم کو خبر پہنچائی کہ منیر
بھی حاتم کے ساتھ اسی پہاڑ پر چلا گیا اس بات کے سنتے ہی حاکم خفا
ہو کر کہنے لگا کہ ای نادانو آج تک کوئی بے بلائے اس پہاڑ پر نہین
گیا تم نے اسکو کیون چھوڑا اور کس واسطے جانے دیا یہہ وبال اس
غریب کا تمھاری گردن پر پڑا انھون نے عرض کی خداوند ہم نے تو بہت
منیر اسمجھایا کہ تو وہاں مت جا اسنے ہمارا کہنا مانا اور کہا کہ وہ میرا یار
جانی ہے میں اسکو ہرگز تنہا نہ چھوڑونگا بلکہ جو مصیبت اسپر پڑیگی میں بھی

پانچوان سوال

اسکے پیچھے لپکا چلا گیا کہ یکایکی پہاڑ حاتم کی نظرون سے غائب اوجھل ہو
گیا اسنے ہر چند نظر کر کڑاکر دیکھا سوائے رنگین پتھرون کے کچھ نسوجھا
تب بہت حیران ہوا ندان سب لوگون کے ساتھ ہوکر شہر مین پھر
آیا حاصل یہہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنے گھر آیا پر کوئی اسکے واسطے نرویا
بلکہ بہت سا کھانا بانٹا اور خوشی کی پھر اپنے اپنے کام مین مشغول ہوئے
تب حاتم نے پوچھا ای صاحبو تم مین سے کسیکو بھی معلوم ہوا کہ اسپر
کیا گذرا انھون نے جواب دیا کہ تو بھی تو موجود تھا جو تونے دیکھا سو
ہم نے بھی ہم سے کیون پوچھتا ہے یہہ سنکر حاتم چپ ہو رہا اور اس
جوان کے واسطے آب دیدہ ہوکر تاسف کرنے لگا انھون نے کہا
کہ ای شخص یہہ رسم ہمارے ملک کی نہین ہے جو کوئی کسیکے واسطے روئے
یا غم کرے اگر تو اس شہر مین دو چار روز رہا چاہتا ہے تو ہمارے طریق
پر رہ نہین تو اس بستی سے نکالا جائیگا اس سخن کے سنتے ہی حاتم آنسو
پی گیا پر دل مین اسکا غم کھانے لگا انھون نے اسکو متفکر دیکھ کر کہا
کہ ای عزیز اب کیون اندیشہ مند ہے احوال کو وہ ندا کا یہی ہے جو
تونے دیکھا حاتم بولا مین نے کیا خاک دیکھا کچھ بھی معلوم نہوا اسی
فکر مین ہون کہ حسن بانو کو جا کر کیا جواب دونگا غرض چھ مہینے حاتم کو
اس شہر مین گذر گئے اور اس عرصہ مین اسطرح سے ہندہ آدمی اس

پانچوان سوال

ندا کی یہی سید ہی راہ ہے اب نہ بھٹک چلا جا حاتم اسکو رخصت کرکے اُدھر
متوجہ ہوا بعد چند روز کے ایک شہر آباد مین جا پہنچا وہان کے لوگ اسکو حاکم
کے پاس لیگئے اسنے اٹھکر تعظیم کی اور پوچھا کہ ای مسافر تو یہان کہان
سے آیا ہے کیونکہ اس شہر مین سکندر بادشاہ تشریف لائے تھے آپ
تجھکو دیکھا اسکا سبب کیا ہے سچ کہہ حاتم نے کہا کہ مجھکو حسن بانو برزخ
سوداگر کی بیٹی نے بھیجا ہے کہ تو جاکر کوہ ندا کی خبر ٹھیک ٹھیک ہو سو لے
آ حق تو یہہ ہے کہ یہان تک پہنچتے پہنچتے مین نے بہت سے رنج کھینچے
اب امیدوار اس بات کا ہون اگر تم اسکے بھید سے واقف ہو تو عند اللہ
کہدو عین بندہ نوازی و مسافر پروری ہے کیونکہ مصیبت میری راحت سے
مبدل ہو جاوے رئیس شہر نے کہا کہ راز کوہ ندا کا ایسا نہین جو سرسری
بیان ہو سکے اگر تو چند روز یہان رہیگا تو معلوم کریگا حاتم نے کہا بہت اچھا
حاکم نے اسکے رہنے کو ایک مکان عالیشان فرش و فروش پاکیزہ
آراستہ کروا دیا حاتم اسمین رہنے لگا اور دونون وقت آب و طعام گرم
و سرد پاکیزہ و لطیف بھیجنے لگا اور آپ بھی اکثر اُسکے ہم صحبت ہوا کرتا
ایک دن سو دو سو آدمیون مین حاتم سمیت بیٹھا ہوا کچھ باتین کر رہا تھا
اتنے مین تذکرہ کوہ ندا کا آپڑا ان لوگون سے پوچھا کہ کوہ ندا کون سا ہے
انھون نے عرض کی کہ خداوند کوہ ندا وہ ہے کہ جسکے قلعہ کی ہر ایک دیوار

پانچوان سوال

قطار مین پھر اپنے دلکو مضبوط کر خنجر کھینچ مستعد ہو بیٹھا اتفاقاً وہ جانور اسی درخت
کے نیچے آیا اور آدمی کی بو پاتے ہی غرا کر اچھلا چاہتا تھا کہ حاتم کو پکڑ کر چیر ڈالے
وہین اسنے ایک ایسا خنجر مارا کہ دونون ہاتھ قلم ہو گئے گر پڑا اور سنبھل کر
نہایت غضب سے لپکا حاتم نے پھر اسکے پیٹ مین ایک خنجر مارا کہ انتڑیان
نکل پڑین زمین پر گر پڑا اور گرتے ہی پیشاب کر دُم کو اسمین بھگو کے
ہلانے لگا حاصل کلام جہان جہان اسکی بوندین پڑین وہان آگ لگ
اٹھی جب اس درخت کے پاس پہنچی حاتم جست کرکے ایک چشمے مین جا
پڑا اور وہ جانور مر گیا جب آگ بجھ چکی حاتم جست کرکے پانی سے نکل اسی
درخت کے تلے آیا اور اس جانور کے چار دانت جو خنجر کے برابر تیز تھے
اکھاڑ لئے اور دم دونون کانون سمیت کاٹ لی پھر ترکش مین رکھ کر آگے
چلا بعد کئی دن کے دور سے ایک قلعہ دکھلائی دیا اسیطرف متوجہ ہوا جب
نزدیک پہنچا اسے شش پہلو پایا اور کنگورے اسکے آسمان سے لگے
دیکھے ندان اندر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ بڑی بڑی عمارتین اسمین آئینہ
دار چمک رہی ہین اور بازار چوپڑ کا نہایت ستھرا صاف اور آراستہ
ہو رہا ہے اور جس دوکان مین جو چیز چاہیے سو موجود ہے مگر آدمی کا نام و
نشان نہین یہہ احوال دیکھ کر حیران ہوا دل مین کہنے لگا کہ کوئی بلا یا
وبا اس شہر مین آیا ہے کہ اسکے ڈر سے یہان کے لوگ اپنی اپنی

پانچوان سوال

اس طرحسے بُرا بھلا کہہ کے سو رہا کہ وہ مسافر نہایت جھوٹا اور دغا باز تھا جو مجھ غریب کو اپنی دغابازی سے اِس گور مین گڑوا گیا مین نے خود بُرا کیا جو ایسے کا کہنا مانا اور اسکے سخن کو سچ جانا کسیکا اسمین کیا دوست اپنا کیا اپنے آگے آیا الغرض حاتم اپنا منہہ تابدان پر رکھہ کر پکارا کہ اے جوان مین تجھے نکالنے کو آیا ہون اسنے جواب ندیا اسنے جانا کہ شاید مرگیا پھر پکارا تب بھی نبولا پھر تو حاتم کو یقین ہوا یہہ ہرگز نہین جیتا ہے افسوس کیا اور بے اختیار رو دیا تیسری بار بآواز بلند پکارا کہ اے جوان اگر جیتا ہے تو جواب دے نہین تو قیامت تک اسی گور مین رہیگا مین اپنے وعدیکو وفا کر چکا ہون اتنے مین وہ چونکا اور سنا کہ کوئی شخص قبر پر چلا رہا ہے اٹھ کھڑا ہوا اور تابدان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تو کون ہے جو پکارتا ہے حاتم نے جو اسکی آواز سنی سجدہ شکر بجالایا اور بولا مین وہی ہون کہ جسنے تجھ سے وعدہ کیا تھا یہہ کہہ کر خنجر کمر سے نکال لیا اور کھود کر اسکو نکالا کھانا پانی کھلا پلا کر ایک ساعت کے بعد کہا کہ اب جدھر چاہے اُدھر چلا جا اسنے کہا کہ میرے پاس خرچ راہ نہین حاتم نے کئی درم کھیسے سے نکالکر دے دئے پھر رخصت کیا اور آپ اس قبر کو درست کرکے اپنی جگہہ پر آکے سو رہا اس لئے کہ کوئی معلوم نکرے اتنے مین صبح ہوئی تب اٹھکر ان لوگون سے کہنے لگا کہ مجھکو خدا کی خبر کو جانا ہے رخصت

پانچوان سوال

تجھے شرم نہین آتی اسنے کہا کہ یہہ مجھسے کبھی نہوگا جو مین انکا کہا کرون
اور جیتے جی اس مُردے کے ساتھہ گڑون حاتم نے معلوم کیا کہ سب کے سب
اسکو بے گاڑے نرہینگے اور یہہ بھی اپنی خوشی سے گڑیگا اس
بات کو لحاظ کر کے اسنے اپنی شہر کی بولی مین کہا کہ تو خاطر جمع رکھہ مین تجھے
اس قبر سے کسی کسی طرح نکال لونگا پر اب ان کے سامنے اسمین گڑ اسنے
کہا کہ اگر گڑونگا تو تیرے نکالنے کے وقت تک جیتا کیون کر رہونگا پھر حاتم
نے اسکی تسلی کر کے ان لوگون سے کہا کہ یارو یہہ اجل گرفتہ اپنی بولی مین
کہتا ہے کہ ہمارے شہر کا یہہ دستور ہے کہ قبر کو بطور حجرے کے بناتے
ہین اگر یہہ بھی اسیطرح سے بناوینگے تو مین اپنی خوشی سے گڑونگا اس
سخن کو سنکر وے کہنے لگے کہ یہہ بات حاکم سے تعلق رکھتی ہے ہم کچھہ
نہین کر سکتے وہ جو کہیگا سو کرینگے حاتم ان سبھون کو وان کے حاکم کے پاس
لیگیا وے سب کے سب کہنے لگے خداوند یہہ شخص ہرگز گڑنے پر راضی
نہین ہوتا پر یہہ بات کہتا ہے کہ جس صورت سے میرے ملک مین گور
بنتی ہے اگر اس ڈھب کی بناؤگے تو مین قبول کرونگا حاکم نے کہا کہ اسکے
شہر مین قبرین کس طرح کی بنتی ہین حاتم نے کہا حضرت سلامت کوٹھری
کی طرح اور بہت بڑی کہ جسمین دس بیس آدمی اچھی طرح سے بیٹھیں لیٹین
یہہ بات حاتم کی زبانی سنتے ہی حاکم سر بزانو ہوا بعد ایک دم کے سر اٹھا

پانچوان سوال

آراستہ ہو پہولون کے ہار گلیمین ڈال بالون کو بکھیر ساتھ ہو لین قبیلے
لوگ اُن کے پاؤن پر گر پڑے کہ تم بھری پری ہو تمھین جانا مناسب نہین
انھون نے کسیکا کہنا نمانا تب حاتم اُسکے پاس جاکر کہنے لگا کہ ای پریزاد
تمھین شرم نہین آتی جو اپنے گھر سے نکلکر نامحرمون مین آئی ہو اور ایک
مردے کے ساتھ جلنے چاہتے ہو وے ہنسکر کہنے لگین کہ ای جوان تجھے
ہمین دیکھنے سے حیا نہین آتی اور ہم تو مردے ہین ہمکو ستر پردے کا
کچھ خبر نہین کیونکہ وہ کونسا دن تھا کہ ہم اس مردے کے ساتھ عیش و آرام کا
تھا اب وہ جو مر گیا ہے تو ہم اس سے جدا ہون اور جیتی رہین یہہ بات عجب
اور مروت سے بعید و دور ہے سوای اسکے تمام عمر آتش فراق مین بھی جل
پڑیگا جس سے بہتر یہی ہے کہ ایک ہی بار اسکے ساتھ جل بجھین جو تمام
عمر غم سے اور آتش فراق سے چھوٹین آگے پرمیشر جانے کیونکہ اس
بات سے جی ڈرتا ہے کہ کہین شیطان اپنے مکر سے ہمارے دلون مین
ایسا وسوسہ نڈالے کہ جسکے سبب سے اپنے سوای کو بھول کر کسی
غیر کی طرف نظر بد سے دیکھین اور اپنی عصمت کو کھو دین پھٹکار ہے
ایسی زندگی کو غرض انھون نے حاتم کے کہنے کو بھی نمانا اور دیوانون کی
طرح اِدھر اُدھر دیکھتی بھالتی چتا تک جا پہنچین پھر اس مرد کو لیکر چتا
مین رکھا اور آپ ہنستی ہوئین اسکے گرد گلیین پھر کسینے سر اسکا زانو پر رکھ

پانچوان سوال

پرچلے تو یہہ حاضر ہے اور اگر دودھ کی طرف طبیعت رغبت کرے تو یہہ دودھ
موجود ہے ان دونون مین سے جسے جی چاہے اسے پی حاتم نے پہلے
مٹھائی لیا پھر دودھ کا پیالہ مانگا اسنے تھوڑی سی شکر اسمین ڈال کر وہ
بھی پیالہ حوالے کیا اور کہا کہ ای مسافر اسوقت میرے گھر مین اچھے مہین خاصے
چانول باسمتی کے پکے ہین بلکہ تیار دھرے ہین اگر تو کہے تو وہ بھی لے
آؤن ان کے ساتھ کھانا نہایت مزا دیگا حاتم بولا کہ بہت اچھا اسکا پوچھنا کیا
اور اپنے دل مین اسکی ہمت پر عشعش کرنے لگا غرض وہ ہندو ایک تھال
مین تھوڑا سا مٹھائی لے آیا حاتم نے اسکو بخوبی کھایا اور رات کی رات
اسی گانون مین بسر کیا صبح کے ہوتے ہی اس ہندو کی جورو نے آکر کہا
کہ رسوئی تیار ہے کچھ اس سے کھاؤ اور دو چار دن یہین رہو تا کہ ماندگی راہ کی دور
ہووے یہہ بات سنکر حاتم نے ان دونون کو کہا آفرین صد آفرین تمہاری
ہمت اور اس مسافر پروری پر یہہ سنکر انھون نے نہایت عجز سے کہا
کہ ہم سے تمہاری خدمت کب ہوئی یہہ کھانا گھر مین معمولی لڑکے بالون
کے لئے جو موجود تھا وہی ہم بے تکلف لے آئے اگر دو تین دن یہان تشریف
رکھو تو البتہ ہم موافق اپنی مقدور کے کچھ خدمت بجا لاوین حاتم نے کہا بہت
اچھا مین تمہاری خاطر سے دو چار روز رہونگا اس بات کو سنکر وے
خوش ہوئے پھر اس ہندو نے ایک مکان خوش اسلوب مین ایک

پانچوان سوال

مار کر نہین کھاتے تب حاتم نے کہا کہ یہہ طرفہ ماجرا ہے تو آپ ہی کہتا ہے
کہ یہہ گوشت آدمی کا ہے پس کوئی اپنے ہمجنس کو ذبح کرکے نہین کھاتا
مگر تجہکو اس شخص نے جواب دیا کہ یہہ غلط سمجہا ہے تو ہمارے ملک
کی یہہ رسم ہے کہ جو کوئی بیمار پڑتا ہے اسکے قبیلے کے لوگ اسکو
ذبح کرکے گوشت کے حصے آپس مین کرلیتے ہین چنانچہ اسی سبب سے
ہمارے شہر مین اپنی موت سے کوئی نہین مرتا اور نہ قبر بنتی ہے حاتم
نے اس ماجرے کو سنکر کہا کہ لعنت خدا تمہاری رسم پر اور تمہارے شہر
پر خدا کرم ہے اکثر بیمارون کو اچہا کرتا ہے اور اکثر اچہون کو بیمار تو اتفاقات
اپنی خوش طبعی سے تم اسکو ذبح کرکے کہا جاؤ یہہ فعل کس قوم مین درست
ہے یہہ کیا ظلم ہے اس حرکت سے تم سب کے سب گنہگار ہو اور ہزارون
خون تمہاری گردنون پر ہین تمہارا منہہ دیکہنا روا نہین یہہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا
اور جنگل کی راہ لی تہوڑی دور جاکر کیا دیکہتا ہے ایک شیر مارے بہوکہہ
کے زمین پر تڑپ رہا ہے یہہ حالت دریافت کرکے اسنے ایک ہرن کو
شکار کیا اور اس شیر کے آگے ڈال دیا اسنے بخوبی تمام پیٹ بہرکر کہایا
پہر سجدہ شکر ادا کرکے جنگل کی راہ لی اور حاتم نے بہی کچہہ کباب کہا کر ایک
تالاب پر جا کے پانی پیا اور درگاہ الہی مین سجدہ کرکے آگے کا رستہ
پکڑا ایک جنگل مین میوہ دانہ بنا نا اسی طرح سے شکار کرکے گوشت

پانچوان سوال

بجنا اور مسافرت اختیار کی خدا کے فضل سے چار سوال اُسکے پورے کر چکا ہون
یہہ پانچوین سوال کی باری ہے اور وہ یہہ ہے کہ کوہ ندا کی خبر لانا چاہیئے اسی
تلاش مین چھہ مہینے گذر گئے ہین جس سے پوچھتا ہون کوئی نہین بتاتا اگر
تجھکو خبر ہووے تو اسکا کھوج بتادے گویا کہ تو نے میرا ساتھہ دیا مدد کی
مہربانی فرمائی یہہ بات سنکر اس دیرینہ سال نے کہا کہ مین نے اپنے بزرگون
سے سُنا ہے کہ دکھن کی طرف ظلمات ہے اور اسکے بائین طرف ایک
شہر عالیشان آباد ہے وہان آج تک کسی نے مردہ نہین دیکھا نہ قبر دیکھی ہے
اور نہ کوئی کسی کے واسطے روتا ہے یہہ ماجرا سنکر حاتم نے کہا کہ مجھکو اُسی
سمت کو جانا ہے وہ بولا کہ ای عزیز سُنی ہوئی راہ تو کس طرح چلے اور
منزل مقصود کو کیونکر پہنچیگا حاتم نے کہا جو مجھے یہان لایا ہے وہی
وہان پہنچاویگا اس سخن کو سنکر اس دیرینہ سال نے بہت سا زر و جواہر
اُسکے آگے رکھہ دیا حاتم نے اسمین سے خرچ راہ کے موافق لیا اور باقی
فقیرون کو دے کر اسیطرف کا رستہ پکڑا بعد ایک مدت کے قریب ایک
شہر کے جا پہنچا اور اسکے گردپیش کوئی قبر نہ دیکھی جانا کہ وہ شہر یہی ہے
اندر گیا وہان کے رہنے والون نے پوچھا کہ ای جوان تو کہان سے آیا
ہے اور کہان جائیگا حاتم نے کہا شاہ آباد سے آیا ہون اور کوہ ندا کو
جاؤنگا انھون نے کہا کہ کوہ ندا کا رستہ یہان سے بہت دور ہے تو نہین

پانچوان سوال

فرش پاکیزہ بچھا کے اسکو اسپر لٹا دیا اور طرح بطرح کے کھانے رکھے خوشبو
کی بتیان روشن کرکے سات بار اسکے گرد پھرے قدموس ہوکر باہر نکل
اور دسترخوان پر جا بیٹھے پھر حاتم سے کہا کہ ای مسافر کھانے مین پہلے
ہاتھ ڈال اور پیٹ بھر کر کھا کہ یہہ قبول ہوا اور تیری توجہ سے ہم بھی زندہ ہوے
یہہ بات سنکر حاتم کھانے لگا پھر وے سب بھی شریک طعام ہوے بعد
اسکے جو بچا اسکو انہنے اپنے گھر بھجوا دیا وہ انکی عورتون نے کھایا وے
نہائے اور پاک و پاکیزہ کپڑے پہن کر گھر چلے اور حاتم سے کہا کہ ای جوان
اگر تیرا جی چاہے تو چند روز ہمارے یہان مہمان رہ حاتم نے کہا بہت
بہتر تمہاری خاطر سے دو چار روز رہ سکتا ہون غرض وے اسکو شہر مین
لیگئے اور ایک مکان ستھرا اسکے رہنے کو خالی کردیا اور لوازم خورش
و پوشش کے خوبصورت لونڈیان سمیت بھجوا دئے حاتم نے اپنے دل
مین کہا کہ یہان کی عجب رسم ہے اگر مین ان کامون سے فرصت پاؤن
اور خدا میرے مطلب کو پورا کرے تو مین بھی اپنے شہر مین جا کر اسی
طرح مہمانداری کرونگا اور وے عورتین ترو تازہ مند ہین کہ اگر اس جوان
کا ہم مین سے جی سیر چلے اتنے بشوق تمام ملے اور شراب خوب سا مزا
لے لیکر ہے لیکن حاتم نے کسیکی طرف خواہش کی نظر سے بھی نہ دیکھا صحبت
کرنا تو معلوم جب سات روز گذر گئے تب ان عورتون نے اپنے سردارون

پانچوان سوال

کی راہ پکڑی غرض جس بستی مین جا نکلتا وہان کے لوگون سے پوچھتا تھا
ای عزیزو تم مین سے کوئی کوہ ندا کی راہ سے واقف ہے تو مجھے بتادے
یہہ بات سنکر وے لوگ حیران ہو ہو کر کہتے کہ بھائی ہماری اتنی تری عمر ہوئی
ہے ہم نے اسکا نام بھی نہین سنا ارتو ایک طرف اور حاتم جوان مردی سے
ان دیکھی ان سُنی راہ طی کرتا ہوا چلا جاتا تھا بعد ایک مہینے کے کسی شہر کے
گرد و نواح مین جا پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ تمام مرد و زن اس شہر کے صحرا مین جمع ہوئے
ہین یہہ انہین کی طرف چلا انھون نے جو دیکھا کہ ایک شخص چلا آتا ہے
سب کے سب اسکی طرف متوجہ ہوئے اور باواز بلند کہنے لگے کہ مرحبا ای
مسافر خوب ہوا تو یہان آیا ہم کب سے تیری راہ دیکھتے ہین حاتم آگے
گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک دسترخوان پر طرح بطرح کے کھانے چنے ہین
اور ایک جنازے کے گرد بہت سے لوگ بیٹھے ہین حیران ہو کر پوچھنے
لگا اس مردے کو کیون نہین گاڑتے اور اس قدر کیون روتے ہو
انھون نے کہا کہ ہماری قوم کی یہہ رسم ہے کہ کوئی شخص کیا عمدہ کیا غریب
مر جاوے تو ہم سب اسکے جنازے کو جنگل مین لے آتے ہین اور کھانے
ستھرے ستھرے پکا کر ایک دسترخوان پر چن کے مسافر کی راہ
دیکھتے ہین اگر کوئی پنچھی پردیسی اس عرصہ مین آگیا تو مردے کو گاڑ دیتے ہین
اور کھانا اس مسافر کے آگے رکھ دیتے ہین چنانچہ اس مردے کو سات

پانچوان سوال

مین آیا اور تمام اسباب بادشاہی فقیرون کو دے کر آپ جنگل مین نکل گیا اور بیٹھکر یاد الٰہی مین مشغول ہوا پھر جب تک جیتا رہا عورت کا نام نہ لیا پس ای نادان تو میرے ساتھہ کیا سلوک کریگی جو کار خیر سے باز رکھتی ہے چنانچہ حاتم نے بھی برائی خدا کر کوشش باندھی اور کتنی کتنی آفتین اٹھا کر کچھہ کچھہ نیکنامی پیدا کی سواب ملکہ زرین پوش کو یاد کرکے شاہ آباد کی راہ چھوڑ کر اسکی ملاقات کے واسطے یمن کو جاتا ہے افسوس اسی بات کا ہے کہ وہ اپنی محنت خواہ مخواہ خاک مین ملاتا ہے جو مین اسنے یہہ بات سنی وہین سجدہ شکر ادا کرکے یہہ بات اپنے دل مین کہی کہ ای حاتم یہہ آواز خدا کی طرف سے آئی اب تیرے حق مین یہی بہتر ہے کہ یمن کی طرف سے قدم پھیر اور شاہ آباد کا رستہ لے یہہ بات جی مین ٹھہرا کر شاہ آباد کی طرف روانہ ہوا بعد ایک مدت کے جا پہنچا وہان کے رہنے والے اسے پہچان کر حسن بانو کے دروازے پر لیگئے وہ اوتھل ہو گئی پردے کے باہر لا کر بٹھلایا اور احوال پوچھا حاتم نے پہلے اپنی راہ کی مصیبت بیان کی پھر اس پیر مرد کی حقیقت جو ٹھیک ٹھیک تھی تمام و کمال کہہ دی حسن بانو نے کہا کہ ای حاتم جو تو کہتا ہے سو سچ ہے اسمین کچھہ شک نہین یہہ کہہ کر اسیوقت طعام پر تکلف و لذیذ منگوا کر حاتم کے سامنے رکھوایا تب اسنے کہا کہ ای حسن بانو مین کاروان سرا مین جا کر اپنے

باروہ نے نر سے کہا کہ تو مجھکو تنہا چھوڑ کر کہان جاتا ہے برائی خدا کی نر نے کہا
ای نادان تو کیون کار خیر مین حرکت کرتی ہے قیامت کے روز تو میرے کیا کام
آویگی جو دنیا مین تجھ سے مشغول رہون اور نیک کام کو چھوڑ دون نہین سُنا ہے
تو نے کہ ایک بادشاہ کسی دن شکار کو نکلا تھا ہر چند پھرا پر شکار کوئی اُسکے
ہاتھہ نہ لگا آخر اپنے لشکر سے جدا ہو کر ایک جنگل مین جا پڑا وہان یک باغ
خوشن قطع دیکھہ کر اُسکے اندر چلا گیا اور شادان و فرحان سیر کرتا ہوا ایک
بنگلے کے پاس جا پہنچا وہان یک حوض مثبت تالاب کے برابر نظر آیا دیکھنے
مین نہایت پاکیزہ و خوبصورت پانی اسکا صاف و بیکدورت بادشاہ نے
اسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور اسکے کنارے بیٹھکر ہاتھہ سے پانی
اچھالنے لگا یکایک یک زنجیر اسکے ہاتھہ مین آگئی اسکو پکڑ کر جو کھینچا تو
صندوق مقفل کنجی سمیت نکلا اسنے قفل جو اس صندوق کا کھولا تو یک ماہ
جبین پری طلعت کو اسمین بیٹھے پایا بادشاہ ڈر گیا اس نازنین نے
کہا ای جوان کیون ڈرتا ہے مین بھی انسان ہون یہہ کہہ کر صندوق سے
نکل آئی اور صراحی پیالہ گزک لا کر بادشاہ کے آگے رکھدیا پھر امیدوار
بوس و کنار کی ہوئی بادشاہ نے جو دیکھا کہ یہہ عورت حمیدہ و شکیلہ ہے
اور اسباب عیش و عشرت بھی سب مہیا ہے اسکو ہاتھہ سے ندیا چاہئے
شراب پیئے اور اس سے صحبت کی جب فارغ ہوا لشکر یاد آیا اٹھہ کھڑا

چوتھا سوال

اس واسطے یہہ سب مال و متاع اسکو بر شب چراغ سمیت مین نے
بچہ کو بخشا لیکن تو چوری سے توبہ کر یہہ بات اسکی مین نے مان لی اور جوا
کھیلنے اور چوری کرنے کی دل و جان سے توبہ کی جب اسنے کہا کہ اگر جوا نہ کھیلیگا
اور چوری نکریگا تو تیری عمر نو سو برس کی ہوگی یہہ کہکر جدا ہوا مین اس مال
و متاع کے پشتارے باندھکر اپنے گھر مین آیا اور یک عمارت نہایت عالی
شان بنائی محلہ والے میرے دشمن ہوئے اور کوتوال سے جا کر یون
کہنے لگے کہ خداوند کل ہی کی بات ہے کہ یہہ شخص کوڑی کوڑی کو محتاج
تھا آج اسکے ہاتھ اسقدر زر و نقد کہان سے لگا ہوا اتنا بڑا محل بنایا اس
بات کے سنتے ہی کوتوال نے مجھے بلا کر پوچھا مین نے اسکے سامنے
بھی سوائے سچ کے کچھ اور نہ کہا وہ مجھے بادشاہ کے پاس لے گیا
مین اسکے روبرو بھی جو بات سچ تھی سو ہی کہی جان کی دہشت کچھ نکی یہہ
سخن سنکر بادشاہ نے میرے حال پر نوازش کی کہ یہہ شخص عجب راست
گو ہے کہ اسقدر زر و جواہر کسی سے نہ چھپایا صاف کہدیا اسکے سچے پن پر
مین نے یہہ مال اسکو دیا اور اسکا گناہ بھی بخشا بلکہ اسنے اور بھی زر و جواہر
اپنے خزانے سے اتنا کچھ دیا کہ مین مالا مال ہوگیا اب بھی اسمین سے
میرے پاس بہت کچھ ہے اگرچہ بہت کچھ خرچ کیا اور اسی دن سے یہہ
اپنے دروازے پر لکھکر لگا دیا ہے کہ سچ کہنے والے کے ہمیشہ راحت

چوتھا سوال

کہا کہ پھر مجھ کو کہان چھوڑ جاؤ گے آگے تو میرا باپ جیتا تھا وہ میری خبر لیتا تھا
اب کیونکر گذرے گی حاتم نے کہا کہ مین یمن مین تجھے بھیج دیتا ہون میرا
باپ وہانکا بادشاہ ہے وہ تجھے اچھی طرح سے رکھیگا کسی طرحکی تنگی نہ
ہوگی یہہ بات کہہ کر وہ اپنے باپ کو عرضی اس مضمون سے لکھنے لگا
کہ ای قبلہ کونین اگر عمر وفا کرتی ہے تو مین اس کام سے فراغت کر کے حضور
کی قدمبوسی کے واسطے آؤنگا اور سرفراز ہونگا بالفعل ملکہ زرین پوشش
کو اپنے عقد مین لاکر خدمت عالی مین بھیجا ہے یقین ہے کہ توجہات
والطاف اسکے حال پر فرماتے رہین القصہ جب عرضی تمام ہو چکی اسپر
مہر کر کے ملکہ کے حوالے کی وہ اپنی خوان خواص اور لاو لشکر سمیت
یمن کو روانہ ہوئی اور حاتم بھی شہر خورم کو چلا بعد چندروز کے یک شہر مین
داخل ہوا اور وہان جاکر پوچھنے لگا کہ ای صاحبو وہ کون شخص ہے جو ہمیشہ
کہا کرتا ہے کہ سچ کہنے والے کے آگے ہمیشہ راحت ہے انھون نے
کہا کہ ایسا شخص تو یہان کوئی نہین جو یہہ کہتا ہو مگر ایک بوڑھے نے
یہی بات ۔ ہو تم کہتے ہو لکھ کر اپنے دروازے پر لگا دی ہے حاتم نے پوچھا
کہ اسکا مکان کہان ہے وہ بولے یہان سے نون کوس پر شہر خورم
ہے وہ وہین رہتا ہے یہہ بات سنکر حاتم اسی طرف روانہ ہوا بعد تین پہر کے جا پہنچا اور دیکھا
کہ ایک عمارت عالیشان و بلند کھڑی ہے اور اسکے دروازے پر یہی کلام

چوتھا سوال

سات روز تک ناچ راگ کی صحبت رہی آٹھوین دن نوین شب حاتم نے
موافق اپنے جدوآبا کی رسمون کے شاہزادی سے نکاح کیا اور خوابگاہ مین
لیجا کر ہمکنار ہوا چاہتا تھا کہ ہمبستر ہو اور شربت وصال پیئے کہ احوال منیر شامی
شاہزادیکا یاد پڑا خوف الہٰی دل مین لایا مانند بید کے کانپنے لگا نداِن
ملک سے الگ ہوگیا بادشاہزادی ہکی بکی رہ گئی کہ ایسا اسنے مجھمین کیا
عیب دیکھا کہ عین وصل مین جدا ہوگیا اس سے کیونکر پوچھون یہہ سوچ کر
کچھ چپ سے رہ گئی جب اسنے اس آئینہ رو کو اب حیرت مین غرق دیکھا کہا
کہ ای راحت آرام جان اتنی پریشان خاطر کیون ہوئی خدا نکرے کہ میری
زندگی مین کسیطرحکا غم الم تجھکو ہو اگر میری اس حرکت سے اندیشہ مین
ہوئی ہے تو بجا ہے کیونکہ چاند اور سورج مین عیب ہے اور تو اُن سے
بھی حسن مین بہتر ہے کہین کی کہین لیکن مین خدا کی راہ مین کمر باندھکے
اپنے گھر سے منیر شامی کے لئے نکلا ہون وہ عاشق حسن بانو کا ہے اور وہ
نازنین سات سوال رکھتی ہے جو کوئی اسکے سوال پورے کریگا وہ اسکو
قبول کریگی اور منیر شامی اُسکے یک سوال کا بھی جواب ندے سکا چنانچہ
حسن بانو نے اپنے شہر سے نکلوا دیا وہ روتا پیٹتا آہین بھرتا یمن کی طرف
آنکلا مین بھی ایک دن شکار کھیلتا ہوا اس طرف گیا تھا اتفاقاً اس سے
ملاقات ہوگئی احوال پوچھنے لگا اسنے بطور فقیرون کے اپنا احوال ظاہر کیا

چوتھا سوال

خوش ہوا اور وے اسکے پاس آکر پوچھنے لگین کہ تم کون ہو اور کہاں سے
آئے ہو اسنے کہا کہ مین وہی شخص ہون جو تمھارے ساتھ اس درخت
پر لٹکتا تھا اب میری طرف سے ملکہ کی خدمت مین سلام شوق کہو انھین
سے یک دوڑکر شہزادی کے پاس گئی اور عرض کرنے لگی کہ ای شہزادی
حاتم نام یک جوان جو سحر مین آلودہ ہو رہا تھا اب اچھا ہو کر آیا ہے یہ
سنتے ہی سر نیچا کر لیا بعد یک دم کے سر اٹھا کر کہا کہ ابتک کہاں تھا
وہ شاید کوہ احمر کو گیا تھا جاؤ جلد دریافت کرو وہ خواص پھر آئی اور حاتم
سے پوچھنے لگی کہ ای حاتم کچھ کوہ احمر کے احوال سے واقف ہے تو بیان
کر اسنے کہا ملکہ زرین پوش کا باپ کافر تھا اپنے اعمالون کے باعث
سے مارا گیا اور جہنم مین جا پہنچا اتنا کچھ سے کہا اور باقی ملکہ سے کہونگا
اس نازنین نے حضور مین جاکر یونہین عرض کیا بادشاہزادی سنتے ہی
آنسو بھر لائی کہ وے نازنینان تسلی و دیگر التماس کرنے لگین کہ ای
شہزادی ایسے برے باپ کے واسطے غم کھانا اور رونا عبث ہے
اسنے اپنے فعل بد کی سزا پائی اور ہم تم اس قید شدید سے چھوٹے لازم
ہے کہ اب اس جوان کو محل مین بلوا کر بخوبی ملاقات کرو اس بات کو
سنکر اسنے خوب سا سنگار کیا اور تخت مرصع پر آن وادا سے آبیٹھی
پھر یک انداز و ناز سے کہا اچھا بلوالو وہین یک سہیلی دوڑی اور

چوتھا سوال

ہوئے انھون نے کہا خداوند کملاق آپ کے ڈر سے ان سبھونکو لیکے اس
اسمان پر گیا ہے جو اسنے بنایا ہے حاتم اس بات کو سنکر ہنسا اور کہنے لگا کہ
اب تم کیون بھوکے مرتے ہو نعمتین خدا نے دی ہین انکو منہ لیکے چکھو اور
سجدۂ شکر جناب الہی مین بجا لاو وے جو بھوکے تو تھے ہی بے اختیار
کھانے لگے جب کھا چکے سو جکر تم وم ہو گئے اور ہر ایک کی ناک سے لہو
نکلنے لگا حاتم نے معلوم کیا کہ وہ کمبخت ان نعمتون پر بھی جادو کر گیا ہے یہ
سمجھکر تھوڑا سا پانی منگوایا اور اسپر اسم اعظم پڑھکے ہر ایک کو پلایا
وہین سحر کا اثر جاتا رہا وے اچھے ہو گئے پھر حاتم نے اسم اعظم پڑھکے
ہر ایک چیز پر پھونک کے کہا کہ اب شوق سے کھاؤ کہ جادو کا عمل باطل
ہو گیا تب انھون نے دلجمعی سے پیٹ بھر کر کھایا پھر حاتم نے پوچھا کہ جادو
کا اسمان کہان ہے انھون نے عرض کی کہ وہ اسی زمین پر ہوا مین
مانند گنبد کے نظر آتا ہے حاتم نے اسطرف متوجہ ہوا اور اسم اعظم پڑھکے
پڑھکر پھونکنے لگا آخر وہ گنبد بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر پہاڑ پر گر پڑا اور
بہت سے جادوگر واصل جہنم ہوئے مگر کملاق اور شام احمریخ کہ پہاڑ
کے اوپر گرے اور کسی طرف کو بھاگے اور حاتم اسم اعظم پڑھتا ہوا ان
کے پیچھے چلا آخر وے دونون بھی گھبرا کے پہاڑ سے گرے اور پاش
پاش ہو گئے حاتم بہت شاد ہوا اور سجدۂ شکر بجا لایا پھر سنگ سے

چوتھا سوال

بگولا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تو خاطر جمع رکھ مین اسکو ابھی ہو میخا کر کے پرزے پرزے
کر دیتا ہون غرض اسکی تسلی کر کے یک منتر پڑھا اور اپنے پہاڑ کی طرف پھونکا
وہین یک آگ نمودار ہوئی اور حلقہ کی صورت ہو کر اس پہاڑ کو گھیر لیا حاتم
بھی بعد دو چار روز کے کوہ کملاق کی حد مین جا پہنچا رفیقون نے عرض کی قبلہ
عالم کوہ کملاق یہی ہے لیکن اسکے گرد یہہ آگ جو شعلہ زن ہے شاید جادو
کا سبب ہے حاتم اتر گیا اور اسم اعظم کو پڑھ کر اس پہاڑ کی طرف دم کیا آگ
بالکل بجھ گئی یہہ خبر کملاق جادوگر کو پہنچی اسنے پھر ایک جادو ایسا کیا جسکے
زور سے اس پہاڑ کے گرد ایک دریا عظیم پیدا ہوا اور موج مارتا ہوا حاتم
کی طرف بڑھا سبھون نے التماس کیا کہ خداوند یہہ دریا جادو کا ہے اب
ہم بے اجل ڈوبے اسمین بچتے نظر نہین آتے حاتم نے کہا کہ مت گھبراو خدا
کو یاد کرو یہہ کہہ کر پھر اسم اعظم پڑھ کر پھونکا وہ دریا نابود ہو گیا اور زمین خشک
نظر آئی جادوگرون نے دریافت کیا کہ کوئی سحر اس جوان پر کارگر نہین ہوتا
دیکھئے کیا ہوتا ہے اتنے مین کملاق نے ایک اور منتر پڑھا پڑھتے ہی اسکے
دس دس پانچ پانچ من کے پتھر برسنے لگے غرض اس قدر برسے کہ اس پہاڑ
کے گرد ایک اور پہاڑ ہو گیا اور وہ نظر آنے سے رہ گیا اس حال کو ملاحظہ کر کے
حاتم بیٹھا اور اسم اعظم پڑھنے لگا اسکی برکت سے ایک ایسی ہوا بہی کہ
ان پتھرون کو لے گئی کوہ کملاق نظر آنے لگا حاتم آگے بڑھا کملاق جادو نے

چوتھا سوال

وہان جاسکتا ہے اور کسلاق اور احمر کو اپنا تابعدار کرسکتا ہے اگر چاہے
تو انکو بھی مار ڈالے تم نہین جانتے ہو اسکو تائید خدا ہے پھر حاتم نے کہا
ای عزیز و مین اسم اعظم جانتا ہون جہان وہ اثر کرے وہان جادو کا کیا چلے
دیکھو اس اسم کے اثر سے وے جلکر خاک ہو جائینگے پھر وے سب کے
سب حاتم کے ساتھ اس تالاب پر پہنچے کہ وہ پہلی منزل تھی پر یہہ معلوم نتھا
کہ احمر جادو اسی راہ سے گذرا ہے اور اس تالاب پر بھی سحر کر گیا ہے بے
تحاشا سبھون نے پانی پی لیا پیتے ہی اُن کی ناکون سے فوارے خون کے
چھٹنے لگے حاتم دیکھکر حیران رہ گیا پر ان سے جدا ہونا تھا اس لئے کہ یہہ
بیچارے میرے ساتھ آئے ہین انکو اکیلے کیونکر چھوڑون اور اس پانی
مین کیا بلا تھی کہ جسکے پینے سے انکی یہہ حالت ہوئی القصہ تمام رات گذر گئی
حاتم پیاسا رہا پر پانی کا ایک قطرہ بھی اسنے نہ پیا جب صبح ہوئی وے سب
کے سب مانند مشک کے پھول گئے حاتم انکی حالت دیکھ دیکھ کر ہاتھ ملتا تھا اور
روتا تھا لیکن یہہ سمجھا کہ شاہم احمر جادو نے اس پانی پر بھی جادو کیا ہے آخر انکی
زندگی سے ناامید ہوا اور یہہ خیال گذرا کہ شاید اسم اعظم کی برکت سے وہ
بیچارے اچھے ہو جائین اور انکی جانین بچین یہہ اندیشہ کرکے اس اسم مبارک
کو پڑھکے پھونکا سو تاثیر انکی پہلے ہی مرتبہ مین اثر کر گئی دوسری دفعہ پھر پڑھکے
دم کیا تب انکی ناکون سے نیلا پانی جاری ہوا الغرض تیسری بار اپنی حالت

چوتھا سوال

کہا ہے خدا تجھکو اسکی جزاء خیر دے یہہ بات سنکر حاتم نے پھر ان پر اسم
اعظم پڑھکر پھونکا کہ جتنا اثر جادو کا انمین باقی تھا جاتا رہا جیسے تھے ویسے
ہی ہوگئے اور حاتم سے کہنے لگے کہ ای خداوند اب کہان کے جانیکا
ارادہ رکھتے ہو حاتم نے کہا کہ ای یارو مجھے شام احمر جادو سے کچھ کام
ہے جب تک وہ میرے ہاتھ نہین آتا تب تک مین کچھ کام نکرونگا
چنانچہ اسکی بیٹی سے بیاہ کیا چاہتا ہون اگر اسنے خوشی کیساتھ بیاہ
دیا تو بہتر نہین تو جیتا نچھوڑونگا انھون نے کہ اسکی بیٹی کو تم نے
کہان دیکھی ہے جو ایسے فریفتہ ہوگئے حاتم نے تمام ماجرا عشق کا اول
سے تا آخر بیان کرکے کہا کہ مین صرف اسیکی آرزو اور اسیکے ملنے
کی جستجو مین رنج و محنت کھینچتا ہوا یہان تک آپہنچا ہون اور شام
احمر نے جو کچھ مجھپر ظلم کیا کیا کہون نہ زبان کو یارا کہ تقریر کرے نہ قلم کو
طاقت جو تحریر کرے احسان ہے خدا کا کہ جسنے مجھ سے ضعیف
کو ایسے زبردست پر فتحیاب کیا اگرچہ اب وہ یہان سے بھاگا
اور اپنے استاد کے پاس گیا ہے تو اس سے کیا ہوسکتا ہے انشاء
اللہ تعالی اب مین اسکو اسکے استاد سمیت مارونگا اور نام و نشان
ان دونون کا اس صفحۂ عالم سے مٹادونگا انھون نے عرض کی کہ خداوند
کسلاق بڑا جادوگر ہے اور اسکا زیر کرنا نہایت مشکل ہے حاتم نے کہا

اب کیا کیجے سرنک بولا کہ اب وہ کملاق جادو کے پاس گیا ہے اسواسطے
کہ وہ اسکا استاد ہے اور وہ ایسا جادوگر ہے کہ جسنے ایک آسمان چاند
سورج ستاروں سمیت بنایا ہے اور ایک پہاڑ کے نیچے شہر عظیم بسایا ہے
کہ چالیس ہزار جادوگر اسمین رہتے ہین اور وہ کہا کرتا ہے کہ مین نے تمکو
پیدا کیا ہے خاک تیرے اسکے سنہہ مین کہ دعوی خدائی کا کرتا ہے اور ہم
برس مین ایکبار اسکی خدمت مین جاتے ہین وہ کافر سخت ساحر ہے اور
اسکا مکان یہان سے تین سو کوس پرے ہے حاتم نے کہا توبہ کر خدا واحد ہے
کوئی اسکا شریک نہین اور نہوگا ہر ایک شی کو اسی نے پیدا کیا ہے اور
وہ کسی سے پیدا نہین ہوا **بیت** نگوہر مین ہے وہ نہ ہے سنگ مین
ولیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین + سرنک نے یہہ کلمے سنکر کہا امنا صدقنا
مین نے اسم اعظم کی برکت دیکھی اب اعتقاد جادوگرون سے بالکل
اٹھ گیا حاتم نے اسکی تسلی کی اور کہا کہ مین اب کوہ کملاق کو جایا چاہتا
ہون سرنک نے عرض کی جو آپ کی خوشی ہے مین بھی غلامی مین حاضر
ہون اور یہہ درخت جو نظر آتے ہین شام احمر کے لشکر کے لوگ
ہین یقین ہے کہ یہہ قیامت تلک یونہین رہینگے کیونکہ وہ انکو جادو سے
درخت بنا گیا ہے اگر تم سے ہو سکے تو انکو صورت اصلی پر لا کے
اپنے ساتھ لیچلو اس بات کے سنتے ہی حاتم نے تھوڑا سا پانی

چوتھا سوال

پڑھنے لگا اتنے مین سرتک کو ایک شعلہ آگ کا دکھائی دیا چلا اٹھا او
پکارا کہ ای حاتم مجھکو بچالے نہین تو جلکر خاک ہو جاتا ہون اسنے اسم پڑھکہ
اسپر دم کیا شعلہ بجھ گیا پھر اس سے کہا کہ تو میرے پیچھے اکر کھڑا ہو وہ
کچھ فکر مت کر سرتک نے کہا ای حاتم اب مین تیرا ہوا مجھکو شام احمر
کے جادو سے بچا حاتم نے فرمایا کہ تو خاطر جمع رکھو کیا قدرت ہے اسکی جو
تیرا کچھ کر سکے یہہ کہہ کر حاتم اٹھ کھڑا ہوا اور اسم اعظم پڑھتا ہوا شام احمر کی
طرف چلا اور سرتک بھی اسکے ساتھ ہو لیا جب احمر جادو نے اپنے
علم سے دریافت کیا کہ حاتم اور سرتک ادھر چلے آتے ہین تمام اپنا
لشکر ساتھ لیکر شہر سے باہر نکلا اور سحر پڑھنے لگا کہ یکایک گھٹا اٹھی
اور بجلی چمکنے لگی بادل گرجنے لگے یہہ حالت دیکھکر سرتک بید کی طرح لرزنے
لگا اور کہا کہ یہہ جو نظر آتا ہے جادو ہے ای حاتم خبردار ہو اسنے اسم پڑھکے
آسمان کی طرف پھونک دیا وے سب آفتین اسکی لشکر پر پڑین یہہ
کیفیت دیکھکر احمر جادو حیران ہوا اور کہنے لگا کہ حاتم بھی بڑا ہی جادوگر ہے
کہ جسکے جادو نے ہمارے سحر کو بھی رد کیا اب کیا کیجئے اتنے مین ایک
سحر پھر اسنے یاد آیا پڑھنے لگا کہ ایک پہاڑ زمین سے بلند ہوا جب
حاتم کے سر تک پہنچا سرتک پکارا کہ ای حاتم ہوشیار ہو کہ یہہ دوسرا
سحر ہے حاتم نے پھر اسم اعظم پڑھکر دم کیا تو وہ پہاڑ سنگریزے ہو کے

چوتھا سوال

تجھے کس طرح سے دون اور تو جو یہہ مہرہ مانگتا ہے کسکے نام اور کسکے واسطے
اسنے کہا کہ مین اپنے لئے چاہتا ہون حاتم نے کہا ای نادان بیوقوف
اگر تو خدا کی راہ مانگتا تو مین ابھی تیرے حوالے کر دیتا اسنے کہا کہ میرا خدا
جادو کملاق شام احمر کا استاد ہے تیرے خدا کے واسطے کیون :
انگون حاتم نے کہا کہ ای کافر تو بندے کو خدا کہتا ہے چل دور ہو میرے
سامھنے سے معلوم ہوا کہ خدا کو تو نہین پہچانتا اب مجھکو یقین ہوا کہ تو کتا
کافر ہے خیر کیا کرون لاچار ہون کیونکہ تو نے مجھپر احسان کیا ہے اور بدلا
نیکی کا بدی تہین نہین تو اپنے کہنے کی سزا پاتا وہ بولا مجھکو تجھسے مہرا لینا
کچھ مشکل نہین اگر آپ سے دیتا ہے تو تیری جان بچتی ہے نہین تو یہان تلک
غوطے اس چشمہ مین دونگا کہ تیرا جی نکل جائیگا حاتم بولا کہ ای ملعون بس زیادہ
نہ بک چل دور ہو میرے سامھنے سے یہہ مہرہ میرا مال ہے تو بہ زبردستی
کیونکر لے سکیگا لیکن جو تو نے میرے ساتھ بھلائی کی ہے البتہ یہہ
تلک تجھہی کو دونگا سو بھی اس شرط پر کہ تو نیکی پر کمر باندھے اور خدا کو ایک
جانے جادو کرنا چھوڑ دے اس بات کو سنکر وہ غصہ ہو کر افسون پڑھنے
لگا اور حاتم اسم اعظم غرض ہر چند اُسنے منتر پڑھ پڑھ کر پھونکا پر کچھ اثر
نہوا بلکہ اسم اعظم کی برکت سے وہ آپ ہی آپ کانپ کانپ حاتم
کے آگے سے بھاگ اپنے رفیقو نہین آیا اور جان کی دہشت سے چیخا

چوتھا سوال

چوتھا سوال

جادوگر غصہ ہوئے اور پتھرونکا مینہ برسانے لگے اور یہان تک برسایا کہ
حاتم ان پتھرون مین چھپ گیا اور وہان ایک پہاڑ سا ہو گیا تب جادوگرون
نے اپنے سردار سے جا کر کہا کہ حاتم مر گیا اُسنے کہا کہ غلط کہتے ہو وہ ابتلک
جیتا ہے انھون نے عرض کی کہ اگر آہنی تن ہوتا تو بھی خاک سیاہ ہو جاتا یہہ تو
آدمی تھا کیونکر بچا احمر جادو نے کہا کہ اگر تمکو باور نہین تو پتھرون کو سرکا کر
دیکھ لو کہ کچھ اسکو آسیب نہین پہنچا جادوگرون نے پتھرون کو سرکا کر جو
دیکھا تو اسکو سلامت پایا جھنجھلا کر پھر پتھر یہان تک برسائے کہ اس
پہاڑ سے دوگنا ہو گیا پھر پتھرونکو سرکا کر جو دیکھا تو اسے کچھ ضرر نہ پہنچا تھا
غرض سات روز اسیطرح گذر گئے تب احمر جادو نے لاچار ہو کر اُسسے
کہا کہ تم ہر روز اسکو اسیطرح پتھراؤ کرو اور آپ محل مین جا کر منتر پڑھنے مین
مشغول ہوا جب حاتم بھوکھ و پیاس سے عاجز ہو کر مرنے لگا تب ان چوکیدارون
سے کہا کہ ای یارو تم اس مہرے کا خواص دیکھا یہہ ایسا ہے کہ جسکے باعث
سے نہ مین آگ مین جلا نہ پتھرون سے موا اب جو کوئی مجھکو یہان سے اس
تالاب پر لیجائیگا یہہ مہرہ مین اسکو دونگا انھون نے کہا کہ ہمین تیرا مہرہ
ہرگز درکار نہین پر ایک لالچی نے کن انکھیون سے اشارہ کیا کہ مین تجھکو اس
تالاب پر لیجاؤنگا ذرہ رات ہونے دے حاتم نے بھی اشارت سے
کہا کہ یہہ مہرہ تجھی کو دونگا جب آدھی رات ہو گئی سب کے سب سو گئے

چوتھا سوال

ت باقی ہے وہ کب کسیکے ہاتھوسے مارا جاتا ہے اور کب کسیکا
ت بہتر یہہ ہے کہ تو اپنی بیٹی اس سے بیاہ دے وہ بولا کہ جب
تا ہون یہہ کام ہرگز نکرونگا ابلیس نے کہا کہ اگر یہی بات تیرے
مجھے کیون تکلیف دی وہ بولا کہ اسنے بہت سی صورتین
ت کردین مین امیدوار اس بات کا ہون کہ تو اپنی بیٹی دیکر
علم کو اسکے دل سے بھلا دے اسنے کہا کہ مین اس جگہہ کچھ
کیونکہ حضرت خواجہ خضر اسکی حفاظت اور مدد کے واسطے حق
تعینات ہوئے ہین وہ اسم اعظم نہین بھولنے کا اور مجھکو اتنی
ن اجو اسکے دل سے بھلا دون پر اتنا ہو سکتا ہے کہ وہ غافل
ر محتاج ہوئے یہہ بات سنتے ہی احمر جادو بہت خوش ہوا اور
ا پرکر تراشیطان والا ساویکر غائب ہوگیا اور حاتم کو غفلت
قلم کرو اسی دیا وہ گھبرا کر چونک پڑا اور اپنے تین ناپاک دیکھکر
کیا جادوگر گھات مین تک ہی رہا تھا قابو پاکر منتر پڑھنے لگا
ہ زمین سے پیدا ہوا اور حاتم کی طرف دوڑا حاتم کو ہوس
ڈرا کہ اس سے کیونکر لڑون یقین ہے کہ اب مارا گیا اتنے مین
اسکو پکڑ کر شام احمر جادو کے پاس لے گیا وہ اسے دیکھکر بولا کہ
لاج نہین کیونکہ وہ بہرہ ضایع ہوگا جب تک یہہ اپنی خوشی سے

حاتم نے اسکا ہاتھ پکڑکر اپنے پاس بٹھالیا تب وہ نازنین ناز وادا سے کہنے
لگی کہ ای حاتم تو مجھے سچ مچ چاہتا ہے اسنے کہا کہ جان و دل سے بھی زیادہ
عزیز رکھتا ہون تب وہ بولی کہ ایک چیز مین تجھ سے مانگون اگر دیوے تو
جانون اسنے کہا کہ وہ کونسی چیز ہے مین تو مفلس ہون زر و جواہر کچھ اپنے
پاس نہین رکھتا یہہ سنکر وہ کہنے لگی کہ مین اس خرس کی مٹی کا مہرہ چاہتی ہون
زر و جواہر کی خواہش نہین رکھتی حاتم نے کہا تو نے کیونکر جانا کہ وہ مہرا میرے
پاس ہے وہ بولی کہ میرے باپ نے نجوم کی روسے بتایا ہے حاتم نے کہا کہ
وہ مہرہ دوست سے زیادہ عزیز نہین چاہتا تھا کہ نکالکر اسکے حوالے کرے کہ
ایک پیر مرد نے داہنی طرف سے ڈانٹا کہ ای نادان کیا کرتا ہے مہرہ دیگا تو
نہایت پشیمان ہوگا بلکہ جان سے بھی جاتا رہیگا یہہ بات سنکر حاتم نے کہا ای
بزرگ تو کون ہے جو کار خیر سے باز رکھتا ہے مہرہ میرے کسکام آویگا
جو محبوبہ کو نہ دون مثل مشہور ہے پھول وہی ہین جو معشوقہ چڑھیں اسنے کہا کہ
مین وہی مرد ہون کہ جسنے تجھے اسم اعظم سکھایا تھا حاتم اٹھکر انکے پاؤن
پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ یا حضرت مین جس نازنین کو چاہتا تھا آپ کے توجہ
سے ہاتھ لگی حضرت نے فرمایا کہ ای نادان یہہ کیا کہتا ہے ہرگز اس بات
کا خیال اپنے دل مین نہ لا یہہ ملکہ زرین پوش نہین نادان مت ہو یہہ تصویر
جادو کی ہے پہلے اسکے شام احمر جادو نے تیرے پاس ملکہ کی شکل بناکر بھیجی تھا

چوتھا سوال

چوتھا سوال

صراحی اور پیالہ ہاتھو مین لئے ہوئے دکھلائی دی شام احمر نے کہا کہ تم جاؤ حاتم کو شراب کا پیالہ پلاکر تمام کرو وہ صورت سب پریون سمیت اس چشمہ پر جا پہنچی حاتم دیکھ کر حیران ہوا کہ یہہ سب تو اس درخت مین لٹکی تھین یہان کیونکر آئین پھر دل مین سوچا کہ یہہ اسکے باپ کا مکان ہے آنکلی ہو اتنے مین صورت ملکہ زرین پوش کی حاتم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ ای حاتم تو نے بہت سے رنج وتعب کھینچے مین آج میرے باپ نے مجھے اس باغ کی سیر کو بلوالیا ہے مین تجھے دیکھکر نہایت خوش ہوئی یہہ بات کہہ کر اسکے پہلو سے لگ بیٹھی اور شراب کی صراحی سے پیالہ بھرکر اسکے ہاتھ مین دیا حاتم نے پیالہ اس سے لیکر دل مین کہا کہ معشوقہ کی صحبت غنیمت ہے ہاتھ سے ندیا چاہئے آخر منہہ سے لگا دیا وہ مجبوبہ وہین سیاہ دیو ہو کر حاتم کو باندھہ کے شام احمر جادو کے پاس لیگئی اسنے اسکو دیکھتے ہی سرنیچا کرلیا اور دل مین کہا کہ ایسے جوان کو مارنا محض نادانی ہے لیکن یہہ دشمن ہے اسے کچھ سزا دیا چاہئے نوکرون کو فرمایا کہ اسکو چاہ آتشین مین ڈالدو اسکے چاکرون نے حاتم کو اسیوقت کوئے مین ڈال دیا اور ہزار من کی ایک سل لوہے کی لال کرکے اسکے منہہ پر ڈھانک دی غرض حاتم غلطان وپیچان چلا جاتا تھا لیکن وہ مہرہ خرس کی بچی کا جو اسکے منہہ مین تھا کہ تین مین سل سمیت دم بدم سرد ہوتا جاتا تھا القصہ شام احمر کے لوگون نے خبر کی کہ

کھڑا ہے یہہ اٹھو کھڑا ہوا اُن کے پاؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ حضرت سلامت
اس حالت مین تم مجھے گرفتار دیکھتے ہو اور کچھ غور نہین کرتے انھون نے
کہا ای جوان تو ابتک کہان تھا وہ بولا مین اس درخت پر اس سرو چمن ناز
کے تماشے مین مشغول تھا خواجہ علیہ السّلام نے پوچھا کہ اب بھی اس نازنین کی
آرزو تیرے دل مین ہے اسنے کہا کہ از برای خدا اتنی دستگیری کرو کہ مین اپنی
مراد کو پہنچون نہین تو اسی بلا مین گرفتار رہونگا خواجہ خضر نے کہا کہ جب تک
اسکا باپ نہ مارا جاویگا تب تک اس گل خوبی کو کوئی نپاویگا کیونکہ وہ جادو گر
ہے اسنے اسکو جادو مین گرفتار کر رکھا ہے اور اسکا یہہ طور ہے کہ جو کچھ
مین کہون تو اسکو بجا لاۓ اسنے عرض کی کہ مین آپ کے حکم سے باہر نہین
اور ہونگا یہہ سنکر انہون نے فرمایا کہ مین تجھے اسم اعظم سکھلا دیتا ہون
چاہیئے کہ تو احتیاط سے رہے اور ناپاکی سے اپنے تئین بچاۓ جھوٹھ نہ بولے
ہر روز نہایا کرے تمام دن روزے سے رہے اسنے یہہ سب باتین قبول کین
تب انھون نے اسم اعظم سکھلا کر کہا کہ اب اس پہاڑ کی طرف جا کچھ اندیشہ
جی مین نہ لا وہ بولا کہ مین کوہ احمر پر کیون کر جاؤن خواجہ نے کہا کہ تو میرا
عصا پکڑ اور آنکھین اپنی بند کر اسنے انہین کے کہنے کے بموجب کیا بعد ایک
دم کے پاؤن اسکا زمین پر جا لگا آنکھین کھولکر جو دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ پڑی
مگر ایک پہاڑ عظیم الشان دکھائی دیا اور سبزہ لالہ بے موسم پھولا ہوا

چوتھا سوال

نے کہا کہ ای جوان آخر تری آرزو کیا ہے اُسنے کہا کہ پیر و مرشد مطلب میرا یہہ ہے کہ اس درخت پر چڑھون اور اُن کے برابر پہنچکر ہمکلام ہون حضرت نے فرمایا کہ ای عزیز دیدہ و دانستہ اپنے تین بلا مین ڈالنے سے کیا فایدہ بازآ حاتم نے عرض کی کہ نفع مجھکو اسیمین ہے کہ ایک دم ان سے جدا ہون اور جو روز ازل سے میری قسمت مین یہہ مصیبت و پریشانی لکھنے والے نے لکھ دی ہے تو سُکھ کہان سے پاؤنگا اس بات کو سنکر حضرت خواجہ خضر نے اپنا عصا اس درخت پر مارا اور اسم اعظم پڑھکر فرمایا کہ لے اب اس درخت پر چڑھ جا یہہ کہکر آپ اسکی نظرون سے غایب ہو گئے حاتم وہین درخت پر چڑھ گیا جب اس نازنین کے سر کے برابر پہنچا تب اسکا سر بھی انھین سرون کے برابر لٹکنے لگا اور تن تالاب مین گرکر ڈوب گیا آسمان سے ایک غوغا اٹھا اور ایک شور زمین سے بلند ہوا جب آفتاب چھپا اور رات ہوگئی وے سر سب کے سب حاتم کے سر سمیت اس تالاب مین گر پڑے اور بدستور سابق جسم پر کر جمع ہوکے کاروبار کرنے لگے پھر ملکہ بھی تخت پر آبیٹھی اور حاتم ہاتھ باندھکر تخت کے ایک کونے سے لگکر کھڑا ہو رہا پر بیہوش تھا یہہ نہ جانتا تھا کہ مین کہان آیا ہون اور کہان تھا اور اب کہان جاؤنگا اتنے مین ملکہ زرین پوش نے کہا کہ ای جوان سچ کہہ کہ تو کون ہے اور کیا نام رکھتا ہے اور کہان سے آیا ہے اسنے کہا کہ

چوتھا سوال

ایک دم کے پاؤن اکتاتہ پر لگا اسنے اپنی آنکھیں کھولکر دیکھا تو وہی جنگل ا
وہی درخت اور وہی سرڈالیون پر لٹکتے ہین بے اختیار اس درخت کے
پاس آیا اور اوپر چڑھنے کا قصد کیا درخت ہلنے لگا بلکہ قریب تھا کہ گر پڑے
حاتم اسکے تنے سے لپٹ گیا پر وہ اسی طرح سے ہلتا رہا یہہ جونک وہا د
سے اور اوپر بڑھا ایک تڑاقے کی آواز آئی درخت بیچ سے پھٹ گیا او
حاتم کمر تک اسمین سما گیا جب دیکھا اسنے کہ اب کچھ نہین ہوسکتا حیران
اور دور اگہ گیا آفت بڑی ہے ایک مرتبہ مین ان کے لئے تالاب مین گر
تو اس مصیبت مین پڑا جو درخت پر چڑھنے کا قصد کیا تو یون پھنسا ہ
زور کرتا ہون کہ اوپر آؤن نیچے ہی چلا جاتا ہون آخر سب کا سب بدن اُ
درخت کے اندر چھپ گیا فقط آنکھیں باہر رہ گئین اسوقت حضرت خواجہ
پھر پہنچے اور کہنے لگے کہ ای جوان اپنے تئین بلا مین کیون ڈالتا ہے کہ
زندگی سے سیر ہو چکا ہے حاتم کا احوال تنگ تھا کچھ نہ بولا تب خواجہ خضر
اسپر رحم کھا کر ایک عصا اس درخت پر مارا کہ وہ مانند موم کے ہوگیا حاتم
اسمین سے نکل پڑا پر سست تھا بعد کتنی دیر کے ہوش مین آیا حضرت خواجہ
خضر نے فرمایا کہ ای حاتم تو جو اپنے اوپر اسقدر رنج اٹھاتا ہے اور مصیبت
مین ڈالتا ہے تجھکو ان سے کیا مدعا ہے اسنے کہا کہ مین کسی صورت
سے انکا احوال دریافت کرون خواجہ نے فرمایا کہ یہہ سردار شام احمر جادو

چوتھا سوال

رات کے وقت وے سر پھر تالاب مین گرے اور بدستور سابق فرش بچھایا گیا
اور مجلس آراستہ ہوئی پریزادین اور بادشاہزادی تخت اور کرسیون پر جا
بیٹھین ناچ شروع ہوا اور حاتم منتظر تھا کہ آجکی رات کا وعدہ کیا ہے دیکھئے
وفا کرتی ہے یا نہین جب آدھی رات ہوگئی تب اسی طرح سے دسترخوان
بچھا کھانا قسم قسم کا چنا گیا شہزادی نے پھر ایک خوان کھانے کا اسی
پری کے ہاتھ بھیجا وہ لیکر حاتم کے پاس گئی وہ اسکو دیکھتے ہی کہنے لگا
کہ ای پری تو نے کہا تھا کہ مین کل آکر احوال کہونگی اور نام بتاؤنگی پس لازم
ہے تجھکو کہ آج وعدہ وفا کر کہ مین کئی دن کا بھوکھا ہون کھانا کھاؤن اسنے
پھر جاکر ملکہ سے عرض کیا بادشاہزادی نے فرمایا اسے جاکر کہہ کہ جب تو ملکہ
کے حضور مین آویگا اسوقت یہہ بھید کھل جاویگا لیکن پہلے کھانا کھا بعد اسکے
میرے ساتھ ہو حاتم نے یہہ بات سنکر کھایا اور اسکے ساتھ ہولیا وہ غوطہ
مار اسی جاگہہ جاکر بدستور قایم ہوئی حاتم نے آنکھین بند کرکے تالاب مین
غوطہ مارا اور زمین کی تہ کو اسکے پاؤن سے لگے آنکھین کھولکر دیکھا کہ نہ وہ تالاب
ہے نہ وہ درخت ہے نہ وہ پریان ہین مگر آپ یک لق و دق جنگل مین کھڑا
ہے ندان نعرے مارنے لگا اور آہین بھرنے سر پر خاک ڈالنے غرض
اسی حالت مین سات رات دن گذر گئے کہ خدای کریم نے اپنے فضل
و کرم سے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کو حکم کیا کہ تم اس جنگل مین جاؤ جہان

چوتھا سوال

پاکیزہ تھی فرش شاہانہ اس پر لا کے بچھایا اور ایک تخت زرین بھی وہا
پر تکلف ایک قرینہ سے رکھو دیا بعد گئی گھڑی کے کتنی پریان نازنین نکلی
انمین ایک پریزاد نہایت نوکیلی سجیلی ہوش ربا ماہ لقا تھی آتے ہی نازو
سے اس تخت پر بیٹھ گئی حاتم نے جو غور کر کے دیکھا معلوم کیا کہ وہی سر
جو سب سے اونچا تھا پھر کتنی پریان گرد اسکے کرسیون پر بیٹھ گئین او
کتنی ہاتھ باندھ کر با ادب کھڑی ہو رہین اتنے مین طایفہ ساز باز آ کھڑ
ہوا اور اس تخت کے سامھنے ناچنے لگا حاتم تاک لگائے دیکھتا تھا او
فکر کرتا تھا کہ الہی یہہ کیا راز ہے جب آدھی رات گئی دستر خوان شاہانہ بچھا
اور اقسام اقسام کے طعام پاکیزہ و لطیف اسپر چُنے پھر اس تخت نشین
نے ایک خواص سے کہا کہ تو ایک خوان کھانے کا آئین شایستہ سے
تیار کر کے اس مسافر کو جو فلانے کونے مین بیٹھا ہے دے آ وہ اسی
صورت سے تیار کر سر پر دھر حاتم کے پاس لیگئی اور کہنے لگی کہ یہہ ہما
سردار نے تجھے بھیجا ہے حاتم نے کہا کہ تیرا کیا نام اور تیرے سردار
کا کیا نام ہے وہ بولی کہ تجھے میرے نام سے اور سردار کے نام سے کیا کام
ہے اگر بھوکھا ہے تو کھا نا کھا حاتم بولا کہ تو جب تک اپنا نام نہ بتاویگی اور
اپنے سردار کا ہرگز نہ کھاؤنگا یہہ بات سنکر وہ نازنین پھر آئی اور ملک
سے عرض کرنے لگی کہ وہ مسافر کھانا نہین کھاتا اور کہتا ہے کہ جب تک تو

چوتھا سوال

تام وکمال بیان کیا حسن بانو نے انکی ضیافت کی تیاری کی دسترخوان بچھوا
دیا طرح بطرح کے کھانے چنوادئے اور قسم قسم کے میوے رکھوادئے
ہنسی اور خوشی سے انھون نے نوشجان کئے اور رات کی رات وہین آرام فرمایا
صبح کو حاتم نے پوچھا کہ ای حسن بانو اب کون مطلب ہے اسنے کہا کہ
ایک شخص کہتا ہے کہ سچے کو ہمیشہ راحت ہے وہ کہا سچ بولا ہے اور کیا
راحت پائی ہے اسکی خبر لا حاتم نے کہا کہ تم جانتی ہو وہ کس طرف ہے حسن بانو
بولی کہ مین نے اپنی دائی سے سنا ہے کہ شہر قوم مین ہے پر یہہ نہین جانتی کہ
وہ شہر کس طرف کو ہے حاتم نے کہا خیر خدا یہہ بھی مشکل آسان کریگا

چوتھا سوال حاتم کے جانیکا اور اس بات کی خبر لانے کا کہ سچے کو ہمیشہ راحت ہے

چوتھا سوال

القصہ حاتم حسن بانو سے رخصت ہوا اور شہر سے باہر نکلا بعد کئی منزلون
کے ایک دامن کوہ مین جا پہنچا وہان کیا دیکھتا ہے کہ ایک دریا پر
تلاطم لہو سے بھرا ہوا نہایت زور و شور سے بہہ رہا ہے یہہ اسکو دیکھ
کر متفکر ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ مین نے کبھی لال پانی کا دریا نہین
دیکھا اسکو دریافت کیا چاہئیے کہ یہہ کسطرف سے آتا ہے اور اسکے
بہنے کا سبب کیا ہے یہہ ارادہ کرکے اسطرف روانہ ہوا اتنے مین یکٹ

تیسرا سوال

ے تب ایک پریزاد نے حاتم کو کاندھے پر تھا لیا باقی ساتھ ہو لئے حا
یہہ ہے کہ ساتوین دن اس جنگل کے قریب جا پہنچے ایک میدان وسیع نظ
حاتم نے پوچھا کہ وہ گھانس کہان ہے وے بولے کہ اسکے اُگنے کا وق
نزدیک پہنچا ہے وہ چار ہی روز مین نکلیگی حاتم اور وے پریزاد کئی دن
اس جنگل مین باہم رہے اور ہر ہر قسم کے میوے کھایا کئے کہ ایک د
وہ گھانس زمین سے نمود ہوئی یہانتلک پھول اسکے چراغون کے ما
روشن ہوگئے سارا جنگل خوشبو سے مہک اٹھا جانور ہر قسم کے آکر اسکے
گرد جمع ہوئے اور ایک حلقہ باندھکر کھڑے رہے حاتم نے پریزادون
سے کہا کہ تم یہین رہو مین توکل بخدا جاتا ہون آگے جو مرضی اسکی یہہ کہک
وہ مہرہ منہہ مین دھرا اور اس جنگل مین جاکر دو تین پتے گھانس کے اور
کئی پتیان پھولونکی لیکر خیرت سے پھر آیا پریزاد دیکھکر حیران رہ گئے
کہ یہہ عجب طرحکا آدم زاد ہے کہ اسکے ثانی نہ دیکھا نہ سُنا غرض پھر اسی طرح
سے حاتم کو اس بڈھے کے پاس پہنچا دیا وہ اپنی حالت مین پڑا تھا اتنے
مین پکار کر کہا کہ ای پیر مرد مین وہ گھانس لے آیا ہون بڈھے نے کہا مرحبا
اب لازم ہے کہ تو اپنے ہاتھون سے اسے ملکر دو تین قطرے میری
آنکھون مین ٹپکا دے حاتم نے ویسی کیا پہلے تو اسکی آنکھین اُبل آئین پھر
نیلگون ہوگئین آخر پانی سوکھ گیا اور کنوراتی ہوگئین وہ حاتم سے

پکڑا اُسے تو آدھا پڑا اُسنے کہا کہ بہت بہتر تو میرے ساتھ جنگل مین چل مین تیرے ہی
آنکھون مین ایک سلائی پھیر دون مین اُسکے ساتھ اُس جگہ مین آیا اور اس پنجرے کو
دیکھ کر حیران ہو ہو پوچھنے لگا کہ یہہ پنجرا کسکا ہے اُسنے کہا کہ مین نہین جانتا یہہ
کہکر وہ اس درخت کے تلے بیٹھ گیا اور اپنے بغل سے ایک ڈبیا سرمے کی نکال
کر ایک سلائی بھری اور میری آنکھون مین پھیر دی فی الفور مین اندھا ہو گیا اور
اس سے کہنے لگا اے عزیز کیا کیا تو نے مجھے اندھا کیا وہ بولا جھوٹون اور بد
عہدون کی یہی سزا ہے اگر آنکھون کی بصارت چاہتا ہے تو اسی پنجرے مین
بیٹھ رہ اور یہہ سخن کہا کر کہ بدی مت کر کسی سے اگر کریگا تو وہی پاویگا مین نے
پھر پوچھا کہ سچ کہہ میری آنکھون کا علاج کیا ہے اسنے کہا کہ بعد ایک مدت کے
ایک جوان حق پرست ادھر آویگا تو اس سے اپنا احوال کہنا وہ کہین سے
ورزگھاس لاکے تیری آنکھون مین اسکا پانی چوا دیگا آنکھین تیری جیسی کی
تیسی ہو جاوینگی اسی امید پر تیس برس سے اس پنجرے مین بیٹھا ہوا راہ
اسکی تکتا ہون اور کبھی کبھی جو اکتا کر اس سے نکلتا ہون تو تمام بدن ہڈی سے
لیکر گوشت تک اور گوشت سے لیکر پوست تک درد کرتا ہے بیتاب
ہو کر پھر اسمین جا بیٹھتا ہون اور آہ سرد کھینچ کر یہی سخن کہتا ہون اسی
صورت سے کتنے ہی آئے اور کتنے ہی پوچھ پوچھ چلے گئے پر کوئی میری
داد کو نہ پہنچا اور نہ کسی نے اُسکی تدبیر کی حاتم نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ یہہ کام

تیسرا سوال

کہا کو احمد کا کیونکہ تجھے وہان ایک کام ضرور ہے پری نے کہا کہ ایک دن مین تجھے وہان بھیجا دیتی ہون مت گھبراؤ یہہ کہہ کر اسنے اپنے کئی پریزادون سے کہا کہ تم اسکو ایک تخت پر بٹھلا کر وہان پہنچا آؤ وے اسکو ایک تخت مرصع پر بٹھلا اڑے رات کے وقت وہان جا پہنچے حاتم نے انکو کہا کہ مجھکو یہین چھوڑ دو اور تم رخصت ہو بموجب کہنے حاتم کے وے سب رخصت ہوئے اور حاتم وہان سے چلا نکلا اور اسی درخت کے پاس جا پہنچا کہ جس سے وہ آواز آتی تھی کیا دیکھتا ہے ایک پیر مرد وہان لوہے کے پنجرے مین لٹکتا ہے حیران ہوا اور ایک ساعت ٹھہرا پھر پوچھنے لگا کہ ای بزرگ یہہ آواز کیون تیرے منہہ سے برگوشی نکلتی ہے اور وہ کون ہے کہ جسنے تجھے اس پنجرے مین بند کر کر لٹکا دیا ہے یہہ بات سنکر بڈھے نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ ای جوان میرا احوال کچھ مت پوچھ اور جو پوچھتا ہے تو میری عوض کر اسکا شہر تا پر مین تجھ سے کہتا ہون حاتم نے کہا کہ مین نے قبول کیا اسنے کہا کہ مین احمد سوداگر ہون جس وقت مین پیدا ہوا تھا اسوقت یہہ ملک میرے باپ نے میرے نام سے آباد کیا تھا جب مین بڑا ہوا باپ مجھکو اس شہر مین چھوڑ کر کسی ملک مین تجارت کے واسطے گیا مین نہایت فضول خرچ تھا جو زر و جواہر مال و متاع باپ نے مجھکو گذران کے واسطے دیا تھا مین نے تھوڑے ہی عرصہ مین اڑا دیا محتاج ہو گیا افلاس غالب آیا اور باپ میرا اسی سفر مین مرگیا کچھ گرا پڑا ہے

تیسرا سوال

تیسرا سوال

آوے تو آدھا بڑا اسنے کہا کہ بہت بہتر تو میرے ساتھ جنگل مین چل مین تیری
آنکھو نمین ایک سلائی پھیر دون مین اسکے ساتھ اُس جگہ مین آیا اور اس پتھر کو
دیکھکر حیران ہو پوچھنے لگا کہ یہہ پتھر کسکا ہے اسنے کہا کہ مین نہین جانتا یہہ
کہکر وہ اس درخت کے تلے بیٹھ گیا اور اپنے بغل سے ایک ڈبیا سرمے کی نکال
کر ایک سلائی بھری اور میری آنکھو نمین پھیر دی فی الفور مین اندھا ہو گیا اور
اس سے کہنے لگا ای عزیز کیا کیا تو نے مجھے اندھا کیا وہ بولا جھوٹون اور بد
عہدون کی یہی سزا ہے اگر آنکھون کی بصارت چاہتا ہے تو اس پتھر پہ مین
پڑا رہ اور یہہ سخن کہا کر کہ بدی مت کر کسی سے اگر کریگا تو وہی پاویگا مین نے
پھر پوچھا کہ سچ کہہ میری آنکھو نکا علاج کیا ہے اسنے کہا کہ بعد ایک مدت کے
ایک جوان حق پرست ادھر آویگا تو اس سے اپنا احوال کہنا وہ کہین سے
ڈھونڈھکر نسلکے تیری آنکھو نمین اسکا پانی چواوے گا آنکھین تیری جیسی کی
تیسی ہو جاوینگی اسی امید پر تیس برس سے اس پتھر مین بیٹھا ہوا راہ
تکا کرتا ہون اور کبھی جو اکتا کر اس سے نکلتا ہون تو تمام بدن ہڈی سے
لیکر گوشت تک اور گوشت سے لیکر پوست تک درد کرتا ہے بیتاب
ہو کر پھر اسمین جا بیٹھتا ہون اور آہ سرد کھینچ کر یہی سخن کہتا ہون اسی
صورت سے کتنے ہی آئے اور کتنے ہی پوچھ پوچھ چلے گئے پر کوئی میری
داد کو نہ پہنچا اور نہ کسی نے اسکی تدبیر کی حاتم نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ یہہ کام

کہا کہ وہ احمر کا کیونکہ مجھے وہان ایک کام ضرور ہے پری نے کہا کہ ایک دن مین تمکو
وہان پہنچا دیتی ہون مت گھبراؤ یہہ کہکر اسنے اپنے کئی پریزادون سے کہا
کہ تم اسکو ایک تخت پر بٹھلا کر وہان پہنچا آؤ وے اسکو ایک تخت مرصع پر بٹھلا کر
اڑے رات کے وقت وہان جا پہنچے حاتم نے انکو کہا کہ مجھکو یہین چھوڑ دو اور
تم رخصت ہو بموجب کہنے حاتم کے وے سب رخصت ہوئے اور حاتم وہانسے چلا
نکلا اور اسی درخت کے پاس جا پہنچا کہ جس سے وہ آواز آتی تھی کیا دیکھتا ہے
ایک پیر مرد وہان لوہے کے پنجرے مین لٹکتا ہے حیران ہوا اور ایک ساعت
کھڑا رہا پھر پوچھنے لگا کہ ای بزرگ یہہ آواز کیون تیرے منہہ سے ہرگھڑی نکلتی
ہے اور وہ کون ہے کہ جسنے تجھے اس پنجرے مین بند کرکر لٹکا دیا ہے یہہ بات
سنکر بڈھے نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ ای جوان میرا احوال کچھ مت پوچھ
اور جو پوچھتا ہے تو میری عوض کر اس شرط پر مین تجھسے کہتا ہون حاتم نے
کہا کہ مین نے قبول کیا اسنے کہا کہ مین احمد سوداگر ہون جس وقت مین پیدا
ہوا تھا اسوقت یہہ ملک میرے باپ نے میرے نام سے آباد کیا تھا:
جب مین بڑا ہوا باپ مجھکو اس شہر مین چھوڑکر کسی ملک مین تجارت
کے واسطے گیا مین نہایت فضول خرچ تھا جو زر و جواہر مال و متاع باپ
نے مجھکو گذران کے واسطے دیا تھا مین نے تھوڑے ہی عرصہ مین اڑا دیا
محتاج ہوگیا افلاس غالب آیا اور باپ میرا اسی سفر مین مرگیا کچھ گھبرا کر ایا میرے

تیسرا سوال

ے تو آدھا تیرا اسنے کہا کہ بہت بہتر تو میرے ساتھ جنگل مین چل مین تیرے ہمرا
سکے ساتھ اُس جنگل مین آیا اور اس پتھر کو
و نین ایک سلائی پھیر دون مین
بولا حیران ہو ہو پوچھنے لگا کہ یہہ پتھر کسکا ہے اسنے کہا کہ مین نہین جانتا یہہ
کہکر وہ اس درخت کے تلے بیٹھ گیا اور اپنے بغل سے ایک ڈبیا سرمے کی نکال
کر ایک سلائی بھری اور میری آنکھون مین پھیر دی فی الفور مین اندھا ہوگیا اور
س سے کہنے لگا ای عزیز یہ کیا کیا تو نے مجھے اندھا کیا وہ بولا چھوٹون اور بد
ہودون کی یہی سزا ہے اگر آنکھون کی بصارت چاہتا ہے تو اسی پتھر یہین
نظور کر اور یہہ سخن کہا کر کہ بدی مت کر کسی سے اگر کریگا تو وہی پاویگا مین نے
پھر پوچھا کہ سچ کہہ میری آنکھونکا علاج کیا ہے اسنے کہا کہ بعد ایک مدت کے
ایک جوان حق پرست ادھر آویگا تو اس سے اپنا احوال کہنا وہ کہین سے
ازرگھاس لاکے تیری آنکھون مین اسکا پانی چواوے گا آنکھین تیری جیسی کی
تیسی ہو جاوینگی اسی امید پر تیس برس سے اس پتھر پر بیٹھا ہوا راہ
تکتا ہون اور کبھی جو اکتا کر اس سے نکلتا ہون تو تمام بدن ہڈی سے
لیکر رگ و ریشے تک اور گوشت سے لیکر پوست تک درد کرتا ہے بیتاب
ہو کر پھر اسمین جا بیٹھتا ہون اور آہ سرد کھینچ کر یہی سخن کہتا ہون اسی
مدت سے کتنے ہی آئے اور کتنے ہی پوچھ پوچھ چلے گئے پر کوئی میری
فریاد کو نہ پہنچا اور نہ کسی نے اسکی تدبیر کی حاتم نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ یہہ کام

کہا کو احمد کا کیونکہ مجھے وہان ایک کام ضرور ہے پری نے کہا کہ ایک دن مین تمھین
وہان بہیج دیتی ہون مت گھبراو یہہ کہہ کر اسنے اپنے کئی بزرگون سے کہا
کہ تم اسکو ایک تخت پر بٹھلا کر وہان پہنچا آو وے اسکو ایک تخت مرصع پر بٹھلا کر
اڑے رات کے وقت وہان جا پہنچے حاتم نے انکو کہا کہ مجھکو یہین چھوڑ دو اور
تم رخصت ہو بموجب کہنے حاتم کے وے سب رخصت ہوے اور حاتم وہان سے چلا
نکلا اور اسی درخت کے پاس جا پہنچا کہ جس سے وہ آواز آتی تھی کیا دیکھتا ہے کہ
ایک پیر مرد وہان لوہے کے پنجرے مین لٹکتا ہے حیران ہوا اور ایک ساعت
کھڑا رہا پھر پوچھنے لگا کہ ای بزرگ یہہ آواز کیون تیرے منہہ سے ہر گھڑی نکلتی
ہے اور وہ کون ہے کہ جسنے تجھے اس پنجرے مین بند کر کر لٹکا دیا ہے یہہ بات
سنکر بڈہے نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ ای جوان میرا احوال کچھہ مت پوچھہ
اور جو پوچھتا ہے تو میری عوض کر اس شرط پر مین تجھہ سے کہتا ہون حاتم نے
کہا کہ مین نے قبول کیا اسنے کہا کہ مین احمد سوداگر ہون جس وقت مین پیدا
ہوا تھا اسوقت یہہ ملک میرے باپ نے میرے نام سے آباد کیا تھا:
جب مین بڑا ہوا باپ مجھکو اس شہر مین چھوڑ کر کسی ملک مین تجارت
کے واسطے گیا مین نہایت فضول خرچ تھا جو زر و جواہر مال و متاع باپ
نے مجھکو گذران کے واسطے دیا تھا مین نے تھوڑے ہی عرصہ مین اڑا دیا
محتاج ہو گیا افلاس غالب آیا اور باپ میرا اسی سفر مین مر گیا کچھہ لا کر آیا پیرے

تیسرا سوال

دیکھور ہے تھے پر الگن پری برگز اس جوان کی طرف متوجہ نتھی یہہ حالت دیکھ کر حاتم
نے اس جوان کو کہا کہ تو اس مہرہ کو پانی مین رکھکر منہہ مین لے اور اسکا پانی پینے
کی تہلیا مین کلی کر دے اور پھر یہان آکے چپکے سے بیٹھ رہ جوان اس کام مین
مشغول ہوا کہ پری پر یونکی نگاہ اسپر جا پڑی بے اختیار دوڑ پڑین اور کہنے لگین کہ
تجھکو آب خاصہ کے تہلیون سے کیا کام ہے اسنے کہا کہ شدت سے پیاسا ہون کیا
کرون انھون نے اسکو پانی پلا دیا پھر وہین آبیٹھا حاتم نے جب دیکھا کہ جوان نے
اپنا کام تمام کیا ملکہ سے کہا کہ اسکو نہایت گرمی ہے تھوڑا سا شربت پلاؤ اور
اسکی پیاس بجھاؤ پری نے ارشاد کیا کہ جلد شربت تیار کر لاؤ حاتم آپ ہی اٹھ
کھڑا ہوا اور اپنے ہاتھ سے شربت تیار کر شاہزادی کے سامنے لے آیا اسنے
ارشاد کیا تھوڑا تھوڑا سب پئین حاتم نے کہا کہ پہلے آپ قدرے نوشجان کرین
پھر سب پئین گے ملکہ نے حاتم کے ہاتھ سے شربت کا پیالہ لیا اور منہہ سے لگا دیا
دو ہی گھونٹ پیتے ہی وہ پری اس آدم زاد پر دیوانی ہو گئی حاتم نے جو دیکھا کہ احوال
اسکا کچھ اور ہے آہستہ سے کہا کہ ای ملکہ اس عاشق بیجان اور کشتہ ہجران پر اگر مہربانی
فرماوے تو تیرے اخلاق سے چندان دور نہین اسنے مسکرا کر یہہ مصرع پڑھا :
مصرع ای باد صبا اینہمہ آوردۂ تست : پھر کہنے لگی نہین جانتی یہہ آفت کسکی
اٹھائی ہوئی ہے اور یہہ آگ کسکی لگائی ہوئی ہے اب مجھ سے درد اسکی جدائی کا
نہین سہا جاتا اور اسکے بے ملے ایک دم رہا نہین جاتا لاچار ہون تیرا کہا مانا اور

تیسرا سوال

تیسرا سوال

جاؤنگا پری نے کہا کہ تو یہہ امید مجھ سے مت رکھ مین کبھی اُسکے پاس نجاؤنگی
حاتم نے کہا کہ از برای خدا میری محنت و مشقت رایگان مت کر کیونکہ مین نے
بہت سی محنت و مصیبت اٹھائی ہے تب وہ بولی مین تیرے کہنے کے باہر نہین
اچھا تیری خاطر سے اسکو اپنے پاس رکھونگی پر ہم صحبت نہونگی حاتم نے کہا کہ جو
مین بھی تیرے دروازے پر بیٹھ کر اتنے فاقے کرونگا کہ مرجاونگا اور میرا خون تیری گردن
پر رہیگا یہہ کہکر اٹھا اور اُسکے دروازے پر ایک درخت کے تلے جا بیٹھا دانہ پانی
چھوڑ دیا اسی صورت سے سات روز گذر گئے تب ایک شب اُسنے یہہ خواب دیکھا
کہ ایک شخص کہتا ہے کہ ای حاتم یہہ الگن پری ہے اُسنے اسی صورت سے اپنے
فراق مین کتنے ہی کو مارا ہے تو پہلے اُس سے کہہ کر اس جوان کو بلوا اور وہ مہرہ
جو اُس خرس کی لڑکی نے تجھے دیا ہے اسکو دے کہ اپنے منہہ مین رکھ کر ...
کرے اور پیالے مین ڈال کسیطرح بھی اُس پری کو پلاوے پھر خدا کی قدرت
کا تماشا دیکھ یقین ہے کہ معشوق عاشق ہوجاوے یہہ بات سنکر وہ چونک
پڑا اور متفکر ہو لیٹا اتنے مین صبح ہوگئی الگن پری اُسکے پاس آکر کہنے لگی کہ ای جوان
تو نے دانہ پانی کیون چھوڑ دیا ہے اگر بے آب و دانہ مرجائیگا تو مین تیری گناہ مین
پکڑی جاونگی اور خدا کو کیا منہہ دکھلاونگی حاتم نے کہا کہ تو اسکو بلوا کر دیکھ اور وہ
تیرا دیدار دیکھے کہ مطلب اسکا یہی ہے الگن پری نے کہا کہ البتہ یہہ بات مین نے
قبول کی اس سخن کے سنتے ہی حاتم خوشنود ہوا کہ جا کر اس جوان کو لے آوے

تیسرا سوال

ر ایک آدمی زاد گردش کا مارا باغ کے نزدیک آ گیا تھا ہم اسکو باندھ
غ کے دروازے پر لے آئے ہین آگے جو حکم ہو کرین ملکہ نے کہا کہ اسکو حضور مین
ا وجون لے آئے حاتم کو دیکھتے ہی اس جوان کو بھول گئی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر
ے پاس کرسی زرین پر بٹھلا لیا پھر پوچھا کہ ای جوان کہان سے آیا ہے کیا نام ہے
ور کیا مطلب رکھتا ہے تو اسنے کہا کہ مین طی کا بیٹا ہون یمن سے آیا ہون اور
نام ہے میرا پریزاد نے جو اسکا نام سنا تخت سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ
ے بھی تیرا نام سنا ہے کہ تو یمن کا شہزادہ ہے بڑی مہربانی کی کہ یہان قدم رنجہ
یا بارے یہہ کہہ کہ آپکا سبب کیا ہے اور اتنی مصیبت کیون اٹھائی مین تو
ی لونڈی کی جگہہ ہون اور تجھے اپنا سرتاج جانتی ہون حاتم نے کہا کہ یہہ تیری
ربانی ہے اور شاہ آباد سے آیا تھا اور اب صحراء احمر کی طرف جاتا تھا اثناء راہ
ین کیا دیکھتا ہون کہ ایک جوان کسی درخت کے تلے نعرے مارتا ہے اور آنکھین
ر کئے یہہ مصرع پڑھتا ہے مصرع شتاب آ کہ نہین تاب اب جدائی کی مین نے
چھا کہ ای جوان تو نے اپنا احوال کیون تباہ کیا ہے برای خدا اپنا ماجرا مجھ سے کہہ اسنے
م سرگذشت اپنی اور تمھاری محبت اور مہربانیکی بیان کی اور کہا کہ ملکہ سات
نکا وعدہ کر گئی ہین اور سات ہی برس گذر گئے کہ نہین آئین مین انتظاری
ین انکے نالان و گریان ہون نہ طاقت چلنے کی رکھتا ہون نہ قدرت رہنے کی سوائے
سکے چلنے کے وقت انھون نے میرا ہاتھ پکڑ کر یہہ کہا تھا کہ خبردار تو یہان سے اگر کہین

سب میرے سامھنے بیان کی اس واردات کو سنکر میرا کلیجہ جل گیا
اور آنسو ٹپکنے لگے ہین اسکے خاطر آیا ہون اسواسطیکہ اسکا قول اسے
یاد دلاؤن شاید بھول گئی ہو اور اگر وہ اس امید پر مر جاویگا تو بڑا غضب
پڑ جاویگا انھون نے کہا کہ ای آدم زاد ہم اتنی قدرت نہین رکھتے ہین جو تیرا
احوال جاکر اس سے کہین مگر یہ کہ تجھے باندھکر اسکے سامھنے لیجاوین پھر
جو تیری زبان پر آوے سو عرض کر یہ بات ہم بطور دوستی کے کہتے ہین
کیونکہ اگر ہم تجھے یونہی لیجاوین شاید وہ ہم پر غضب ہو کہ اس آدمی کو اس
خوبی سے کیون لائے ہو حاتم نے کہا کہ جس ڈھب سے بنے اس ڈھب
سے مجھکو اسکے پاس لیچلو آگے مین ہون اور میری قسمت یا اس
جوان کی قسمت غرض ایک دن الگن پری اپنے محل سے نکلکر اس باغکی طرف
ناز و ادا سے چلی آتی تھی وے سب کے سب استقبال کو آئے اور آداب
بجا لائے الگن پری آکر تخت پر بیٹھ گئی اور وہ پریان جو اسکی جلیس تھین
کرسیون پر قاعدے سے برابر بیٹھین پھر پریزادون نے آکر حاتم سے
کہا کہ چل تیرے تئین ہم ملکہ کو دکھلا دین غرض لے آئے اور جھروکے کے
پاس بٹھلا دیا اور کہا کہ دیکھ وہ جو تخت زرین پر داہنی جوتا پہنے اور
سر پر بجلی ٹوکا دوپٹا اوڑھے ہوئے یک عجز و ناز سے بیٹھی ہے
وہی انجمن پری ہے حاتم دیکھتے ہی غش کر گیا جب ہوش مین آیا خدا کی درگاہ

تیسرا سوال

کی کہ ایک آدمی زاد گردش کا مارا باغ کے نزدیک آ گیا ہے حاتم اسکو باندھ
کر باغ کے دروازے پر لے آئے ہین آگے جو حکم ہو کرین ملکہ نے کہا کہ اسکو چھوڑ دین
اور جون لے آئے حاتم کو دیکھتے ہی اس جوان کو بھوک گئی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر
اپنے پاس کرسی زرین پر بٹھلایا پھر پوچھا کہ اے جوان کہان سے آیا ہے کیا نام ہے
تیرا اور کیا مطلب رکھتا ہے تو اسنے کہا کہ مین طے کا بیٹا ہون یمن سے آیا ہون اور
حاتم نام ہے میرا پریزاد نے جو اسکا نام سنا تخت سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ
مین نے بھی تیرا نام سنا ہے کہ تو یمن کا شہزادہ ہے بڑی مہربانی کی کہ یہان قدم رنجہ
فرمایا بارے یہہ کہو کہ آنیکا سبب کیا ہے اور اتنی مصیبت کیون اٹھائی مین تو
تیری لونڈی کی جگہ ہون اور تجھے اپنا سرتاج جانتی ہون حاتم نے کہا کہ یہہ تیری
مہربانی ہے اور شاہ آباد سے آیا تھا اور اب صحراء احمر کی طرف جاتا تھا اثناء راہ
مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک جوان کسی درخت کے تلے نعرے مارتا ہے اور آنکھین
بند کئے یہہ مصرع پڑھتا ہے مصرع شتاب آ کہ نہین تاب اب جدائی کی مین نے
پوچھا کہ اے جوان تو نے اپنا احوال کیون تباہ کیا ہے برای خدا اپنا ماجرا مجھ سے کہہ اسنے
تمام سرگذشت اپنی اور تمھاری محبت اور مہربانیکی بیان کی اور کہا کہ ملکہ سات
دنکا وعدہ کر کے گئی ہین اور سات ہی برس گذر گئے کہ نہین آئین مین انتظاری
مین ایسا نالان و گریان ہون نہ طاقت چلنے کی رکھتا ہون نہ قدرت رہنے کی سوا ے
اسکے چلنے کے وقت انھون نے میرا ہاتھ پکڑ کر یہہ کہا تھا کہ خبردار تو یہان سے اگر کہین

تیسرا سوال

سب میرے سامھنے بیان کی اس واردات کو سنکر میرا کلیجہ جل گیا
اور آنسو ٹپکنے لگے مین اسکے خاطر آیا ہون اسواسطیکہ اسکا قول اسے
یاد دلاون شاید بھول گئی ہو اور اگر وہ اس امید پر مر جاویگا تو بڑا غضب
پڑیگا انھون نے کہا کہ ای آدم زاد ہم اتنی قدرت نہین رکھتے ہین جو تیرا
احوال جا کر اس سے کہین مگر یہہ کہ تجھے باندھکر اسکے سامھنے لیجاوین پھر
جو تیری زبان پر آوے سو عرض کر یہہ بات ہم بطور دوستی کے کہتے ہین
کیونکہ اگر ہم تجھے یونہی لیجاوین شاید وہ ہم پر غضب ہو کہ اس آدمی کو اس
خوبی سے کیون لانے ہو حاتم نے کہا کہ جس ڈھب سے بنے اس ڈھب
سے مجھکو اُسکے پاس لیجاؤ آگے مین ہون اور میری قسمت یا اس
جوان کی قسمت غرض ایک دن الگن پری اپنے محل سے نکلکر اس باغکی طرف
ناز و ادا سے چلی آتی ہی وے سب کے سب استقبال کو آئے اور آداب
بجالانے الگن پری آکر تخت پر بیٹھ گئی اور وہ پریان جو اسکی جلیس تھیں
کرسیون پر قاعدے سے برابر بیٹھین پھر پریزادون نے باغمین آکر حاتم سے
کہا کہ چل تیرے تئین ہم ملکہ کو دکھلا دین غرض لے آئے اور پھو کے
پاس بٹھا دیا اور کہا کہ دیکھ وہ جو تخت زرین پر داہنی طرف آپ بیٹھے اور
سر پر تاج نوکدار دیتا اور ہاتھ موتی ایک عزت ناز سے بیٹھی ہے
وہی انکی سرکار ہے حاتم دیکھتے ہی غش کر گیا جب ہوش مین آیا خدا کی درگاہ

تیسرا سوال

ں سے ایساکیاکام ہے جو تو اسکے ملنے کی آرزو رکھتا ہے تو بیچارہ
یب آدمی اور وہ بادشاہزادی پریون کی حاتم نے کہا طالب پری
انسان ہے اور پری طالب انسان کی اس بات کے سنتے ہی
ے دق ہوئے اور کہنے لگے کہ شاید تو دیوانہ ہے حق تو یہہ ہے
جو کوئی اپنی جان سے ہاتھ دھوتا ہے سو ایسی سخت جگہہ پاؤن
ھرتا ہے غرض نہایت غصہ ہوکر وے سب کے سب اسکی طرف
ہے اور مستعد اسکی قتل پر ہوئے وہ سر جھکا کر چپکا کھڑا ہو رہا تب
ے آپسمین ہنس کر کہنے لگے کہ یہہ عجب آدمی ہے نہ بھاگنے سے
ماگتا ہے نہ ڈرانے سے ڈرتا ہے نہ کسی سے لڑتا ہے ایسے شخص کو
ی کیونکر مارے یا دکھ دیوے یہہ کہہ کر پھر انہون نے حاتم سے کہا
ای جوان ہم اہل مروت ہین تیرے ہی بھلے کو کہتے ہین کہ یہہ جگہہ تیرے
ہنے کی نہین اگر سلامت جایا چاہتا ہے تو اب بھی کچھ نہین گیا چپکا
لا جا نہین تو رنج کھینچیگا بلکہ مارا پڑیگا یہہ بات سنکر اسنے کہا کہ جی
ے جائیگا مجھکو کچھ غم نہین مین نے خدا کی راہ مین سر دینا اختیار کیا
ہے اور جو خدا کی راہ مین مصروف ہوئے ہین وے اپنے سر
ہتھیلی پر لئے پھرتے ہین پر آن اسکی رضا جوئی مین رہتے ہین
جونکہ وہ خالق زمین و آسمان کا ہے اسکی بندگی لازم ہے اس بات کو

بڑا ہی غار دکھلائی دیا اور ایک پتھر چکنا صاف اسکے لبون پر لگا ہوا
دیکھا حاتم نے اپنے جی مین خیال کیا کہ اس غار مین کیونکر جائے کیونکہ
یہہ راہ کسی طرف سے نہین رکھتا آخر یہہ تدبیر سوجھی کہ اس پتھر پر
سے پھسلتا ہوا چلا جائیے جو چاہے سو کرے خداوند آخر یونہین عمل
مین لایا اور صبح سے شام تک لڑھکتا پڑھکتا چلا گیا جب اسکے پاؤن
تہ پر پہنچے آنکھین کھولکر دیکھتا کیا ہے کہ ایک میدان نہایت وسیع اور
پر فضا ہے دیکھتے ہی دل اسکا کھل گیا تھوڑی دور چلا پھر دل مین دھیان
کرنے لگا کہ وے پریزاد کدھر گئے اور کسی طرف اس جنگل کے آبادی ہی
نہین یہہ سوچکر دو چار قدم آگے بڑھا کہ ایک عمارت عالیشان ودل
جسپ نظر پڑی گمان کیا کہ البتہ یہان لوگ رہتے ہونگے چلا چاہے
اس اثنا مین کتنے پریزادون نے اسے دیکھ لیا کہ ایک آدمی غیر جنس
بیدھڑک چلا آتا ہے اپنی جگہہ سے اٹھ کر بے اختیار دوڑے اور
حاتم کے پاس آکر کہنے لگے کہ اے آدمی زاد یہہ مکان تیرے آنے کے
لایق نہین ہے یہان تو کیونکر آیا اور تجھے کون لایا وہ بولا کہ خدا ہادی
اور رہنما ہے لے آیا انھون نے پھر کہا کہ غار کی راہ تو نے کیونکر
دیکھی اسنے کہا کہ مین دور سے تمھین دیکھ کر دوڑا تم آگے جاکر پھر ایک
سامنے کے آنکھون سے غائب ہوگئے مین فکر کرنے لگا کہ الٰہی وے

تیسرا سوال

سے مین نہ بجھونگا حاتم نے دلاسا دیکر کہا غم نہ کھا خدا کو یاد کر یہہ بھی مشکل آسان کریگا یہہ کہکر حاتم نے وہ مہرہ جو اس خرس کی بیٹی نے اسکو دیا تھا اپنی پگڑی سے کھولکر اسکے ہاتھہ مین دیا اور کہا کہ اسکو اپنے منہہ مین رکھکر بے کھٹکے اس جلتے کڑاہ مین کود پڑ اور غوطے مار کر نکل آ خدا کے فضل و کرم سے تیرا ایک رونگٹا بھی نہ جلیگا جوان اس مہرہ کو اپنے منہہ مین ڈالکر مسخر جادو سے کہنے لگا کہ اب کیا کہتا ہے اسنے کہا کہ اس کڑاہ مین کود پڑ جوان اسکے پاس گیا دیکھتے ہی کانپنے لگا کر حاتم للکارا اے جوان اندیشہ مت کر غم نہ کھا یہہ آتش عشق ہے خدا کو یاد کر وہ حاتم کی آواز سنتے ہی آنکھین بند کرکے کڑاہ مین کود پڑا اور ایک غوطہ مارا اور اس کھولتے گھی کو ٹھنڈا پانی سا پایا تب ادھر ادھر کڑاہ مین پھرنے لگا اور گھی کو اپنے بدن پر ملنے بلکہ ہنس کر کہنے لگا کہ اب کیا کہتا ہے باہر آؤن یا دو چار گھڑی اور بھی اسمین رہون مسخر جادو نے جو دیکھا کہ جوان اسمین نہ جلا اور تندرست رہا شرمندہ ہوکر سر جھکا لیا اسوقت حاتم نے کہا کہ اب حجاب کیونکر آتا ہے اپنا وعدہ وفا کر کیونکہ جو کچھہ تو نے کہا اس بیچارے نے کیا اور اگر اب تو جادو کے کرنیکی فکر مین ہے تو ہرگز تیرا جادو اسپر اثر نکریگا کیونکہ ایک سرخ مہرہ اور بھی آپ پاس رکھتا ہے اس بات کو سنکر وہ شرمندہ ہوا اور اسیوقت سے ان کو گلے لگا

تیسرا سوال

سے تھوڑا پانی ٹھنڈا اسکے حلق مین جاتا تھا اس سبب سے جلتا رہا
آخر سانپ کی نظر حاتم پر پڑی بے تحاشی پھن پھیلا کر لپکا اور شعلے منہہ
سے چھوڑنے لگا پر مہوز کے نیزے کے باعث زہر کارگر ہوا حاتم محفوظ
رہا رات جیس وبیص مین گذری صبح کے وقت مہرہ سرخ سانپ کے
لبون پر آرہا حاتم نے دیکھا کہ ایک غول سرخ سانپ کے لبون پر
چمک رہا ہے نیزیکو ہلایا تب وہ اپنا سر زمین پر پٹکنے لگا غرض اودھر
آفتاب نکلا اودھر وہ مہرہ اسنے اپنے منہہ سے اُگل دیا اور اپنی مانن
مین چلا گیا حاتم مہرے کے نزدیک آیا پر اٹھانے مین ڈرا اور جی مین
کہنے لگا کہ مبادا اگرم ہو اور ہاتھ جل جائے جس سے بہتر یہی ہے کہ قدرے
ٹھہر جائے بعد تھوڑی دیر کے اسنے چھیڑا اپنی پگڑی سے پھاڑ کر اسکے
اوپر ڈال دیا جب وہ لتا نہ جلا تب ہاتھ بڑھا کر وہ مہرہ اٹھا لیا اور پگڑی
مین باندھا گرمی جاتی رہی اور زمین اس جنگل کی ساری سرد ہوگئی پھر
آپ وہان سے روانہ ہوا غرض اس مہرے کی پیدایش یونہین ہوتی
ہے کہ جب کوئی اسکو لیجا دے تب تیس برس کے بعد دوسرا پیدا
ہووے اور ایک ہزار ایک خاصیت اسکی ہے کوئی کہان تک
بیان کرے القصہ بعد ایک مدت کے اس جوان کے پاس آپہنچا اور
وہ مہرہ اسے دیکر تمام احوال کہہ سنایا جوان حاتم کے پاؤن پر گر پڑا

تیسرا سوال

ساری رات یہی صورت رہی صبح کے ہوتے ہی وے سب کے
سب جہان سے آئے تھے وہان چلے گئے حاتم بھی وہان سے آگے بڑھا
زمین سفید پر جا پہنچا وہان سفید سانپ بھی اسی طرح سے ساری
رات اسکے گرد بیٹھے رہے فجر کے ہوتے ہی بدستور چلے گئے حاتم وہان
سے روانہ ہوا زمین سبز پر جا پہنچا وہان بھی یہی حادثہ پڑا صبح کو پھر روانہ
ہوا اور زمین سرخ پر جا پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ وہ زمین شنگرف سے
بھی زیادہ سرخ ہو رہی تھی یہہ کئی قدم چلا تھا طاقت چلنے کی نہ رہی
جی مین سوچا کہ آگے کیونکر جاؤن پیاس کے مارے جان بلب
ہون پاؤن رفتار سے رہے اور زبان گفتار سے تب کھڑا ہو کر
جی مین کہنے لگا کہ شاید یہی جگہہ مرنے کی میری قسمت مین تھی
اگر پھرتا ہون تو قوت نہین اور اگر آگے جاتا ہون تو مارا پڑتا ہون
لیکن خدا کی راہ مین غیر کے واسطے مارے جانے سے کوئی بات
اچھی نہین یہہ سمجھکر آگے بڑھا شاید دو تین کوس گیا ہوگا کہ دونو
پاؤن مین پھپھولے پڑ گئے بے اختیار خاک پر گر پڑا پھر دو گرنے کے
تمام بدن مین زخم پڑ گئے اور جی ڈوب گیا اتنے مین ایک پیر مرد
پیدا ہوا اور اسکو اٹھا کر کہنے لگا ای حاتم یہہ وقت ہمت ہارنیکا نہین
ولکوہا زہر بس دے اور وہ مہرہ جو تجھے اس خرس کی بیٹی نے دیا ہے

تیسرا سوال

باور نہ کیا بلکہ گالی گلوچ پر آگیا آخرکار ایک تلوار اُسکے سر پر ایسی
کہ وہ سینہ تک پہنچی اور چھوٹے بھائی نے ایسا خنجر مارا کہ اسکے پیٹ
لگ ناف تک چیر گیا دونوں زخمی ہوکر گر پڑے اور جان بحق تسلیم
کہ وہ عورت بھیس ہوکر آگے بڑھی حاتم بھی اُسکے پیچھے لگ لیا وہ
ایک گانون کے پہنچی اور یہ بھی ساتھ ہی ساتھ چلا گیا رہنے والے
گانون کے اُسکو دیکھتے ہی بے اختیار دوڑے اور چاہا کہ انھون نے
پکڑ کر اپنے گھر لیجاوین اس لالچ پر اُسکے نزدیک تنے اُسنے کتنے
کو لاتون سے مار ڈالا اور کتنے ہی سیکڑون سے چھوڑ دیا پھر ایک جنگل مین جا
ایک پیر مرد کی صورت مین گئی تب حاتم اپنے دل مین کہنے لگا کہ اب
اس ماجرے کو اس سے پوچھا چاہیے کہ یہ کیا سبب ہے نادان دوڑا اور دیکھ
کر کہنے لگا ای پیر مرد برای خدا ذرا ٹھیر جا وہ کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا ای
حاتم تو خوش تو ہے کیا کہتا ہے کہ حاتم نے پوچھا تم میرے نام
سے کیونکر واقف ہوئے اُسنے کہا کہ تیرے نام پر کیا موقوف ہے
مین تیرے باپ کا نام بھی جانتا ہون تجھے اس بات سے کیا جو پوچھنا
منظور ہو سو پوچھ کیونکہ اسوقت مجھے فرصت نہین ایک ایسا ہی
کام ضرور درپیش ہے آخر حاتم نے جس صورت اسکو دیکھا تھا اُس اُس
شکل کا احوال پوچھا اس بات کو سُنکر وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ تجھکو اسکے

تیسرا سوال

لے آؤن یہہ کہہ کر چھاگل کاندھے پر رکھی اور پانی لانے گیا بعد ایک
دم کے اس عورت نے اُسکے بھائی سے کہا کہ مین نے تیرے واسطے
اسکے ساتھ رہنا قبول کیا تھا کیونکہ تیری صورت دیکھتے ہی دل میرا میری
اختیار مین نرہا نہین تو ایسے بوڑھے کو مین کیون قبول کرتی پس تجھکو
بھی لازم ہے جو تو مجھے اپنی خدمت مین رکھے اسنے کہا کہ تم ہماری
بہن کی جگہہ ہو یہہ ہم سے ہرگز نہوگا تب وہ کہنے لگی ای جوان اگرچہ
مین اُسکی جورو ہوئی ہون پر تیری ہی محبت مین رہونگی اور تجھے دیکھا کرونگی
اسنے کہا یہہ بھی ممکن نہین اس خیال فاسد کو اپنے دل سے دور
کر وہ اس بات کو سُنکر جل گئی اور کہنے لگی کہ اب مین تجھ پر تہمت
لگا کر تیرے بھائی سے کہونگی کہ یہہ مجھ سے تیرے پیچھے بدفعلی کیا
چاہتا تھا اور لے بھاگا چاہتا تھا نہین تو اس بات کو درگذر اسنے
کہا بہت بہتر جو چاہے سو کر پر مین تیری نہ سنونگا اسی گفتگو مین تھے
اور حاتم بھی ایک کونے مین کھڑا ہوا انکی باتین سُنتا تھا اتنے مین بڑا
بھائی چھاگل پانی سے بھرا ہوا قریب آپہنچا کہ اس عورت نے دیکھتے ہی
بال سر کے کھسوٹے اور گال نوچے سر مین خاک ڈالے ندان چلانے
اور چیخین مارنے لگی اُسنے نزدیک آکر پوچھا بی بی مین پانی لینے گیا
تھا مجھکو نہ کسی شیر نے کھایا نہ کسی درندے نے پھاڑا تو جو میرے واسطے

تیسرا سوال

مین دو بھائی سپاہی زادے اپنے شہر سے روزگار کے واسـ
نکلے تھے اور ایک مدت تک نوکری کرکے کچھ کمائے ہوئے گھر کی
طرف چلے جاتے تھے اتفاقاً اس راہ آنکلے اور وے جب اس
قریب پہنچے تب وہ عورت رونے لگی آواز اسکے رونے کی اُن
کان مین پڑی بڑا بھائی اسکے پاس آکر کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت
نہایت حسین و خوبصورت بیٹھی رو رہی ہے آپ بھی آنسو بھر لایا اور
سے پوچھنے لگا ای نازنین تو کون ہے اور اس بیابان مین کس
لئے رو رہی ہے اسنے کہا ای جوان مین فلانے شخص کی جورو ہو
وہ میرے باپ کے یہان سے مجھے لئے ہوئے اپنے گھر جاتا تھا
اتنے مین ایک شیر اس جنگل سے نکلا اور اسکو اٹھا کر لیگیا مین تن تنہا
یہان بیٹھ رہی ہون کیونکہ نہ اپنے باپ کے گھر کا رستہ جانتی ہون اور
نہ سسرال کی راہ پہچانتی حیران ہون کہ اب کیا کرون اور کہان جاؤن
اور یہہ بھی نہین جانتی کہ آگے کیسی بپتا پڑے گی اور یہہ عمر زند
مین کیونکر کٹے گی اسنے کہا اگر کوئی تجھے اپنے پاس رکھے تو تو اُسکے
پاس کا رہنا قبول کرے یا نکرے اسنے کہا کہ کیون نہ قبول کرون
کہ اس جنگل مین کون ہے جو میری خبر لے گا اور دکھ کا شریک ہوگا اس
سخن کو سنکر اسنے کہا کہ مجھے قبول کر عورت بولی کہ تین شرطون

تیسرا سوال

اسس جوڑیکے دیکھتے ہی حاتم کے پانون پر گر پڑا حاتم نے اُسکو گلے
لگا لیا اور احوال وہان کا اور دکھ راہ کا سب کا سب اسکو کہہ سنایا اور
کہا کہ تو اسی طرح سے اس جادو سمنز کے سامھنے تذکرہ کرنا اور کہنا کہ
یہہ جوڑا مین لایا ہون غرض وہ سپاہی اس جوڑیکو لیکر جادو سمنز کے پاس
گیا وہ اسکو دیکھکر جی مین نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ یہہ کام تیرا
نہین ہے شاید کسی دوسرے نے مدد کی ہے اور اگر تو لایا ہے
تو وہان کے ہر یک مکان و مقام کا نشان دے اور وہان کی کیفیت
سے آگاہ کر کہ جس سے تسکین دلکی ہو جوان نے حقیقت جون کی تون
بیان کی اسنے کہا کہ سچ کہتا ہے تو یہہ سب درست ہے اب جا اور
سرخ سانپ کا مہرہ لا اسنے کہا کہ ایک مرتبہ اس نازنین مہجبین کا
منہہ دکھلا کہ مجھے بھی طاقت ہو کیونکہ معشوق کے دیکھنے سے دل کو قوت
ہوتی ہے اس بات کو سنکر اسنے اپنی لڑکی سے کہا کہ بابا ایک دم کے
واسطے اپنا چہرہ کھڑکی سے نکال اور اپنے عاشق کو ٹک دکھلا دے
ندان وہ کھڑکی کھولکر ناز و ادا سے جھانکنے لگی غرض اسی دیکھا دیکھی مین
دن گذر گیا جوان نے کہا کہ اب مین سرخ سانپ کا مہرہ لینے جاتا
ہون اگر تو کچھ اس سے آگاہ ہے تو کہہ دے کہ وہ کس سرزمین پر اور کہان
ہے اسنے کہا کہ مینے بزرگون کی زبانی سنا ہے کہ وہ کوہ قاف کے

تو اسے کیون ستاتا ہے اگر اب تو کچھ ستاوے دیکھ دیکھیگا تو مین سب تجھے
مار ڈالونگا اس بات کے سنتے ہی وہ فدا اور وہین گرفتار ہوا حاتم
آنکھین بند کر کے اس پتھر سے پر چڑھا اور دریا کے کنارے جا لگا پھر
فرزندان کی طرف روانہ ہوا اور اسکے قریب جا پہنچا ایک درخت
سایہ دار کے تلے بیٹھ کر سوچنے لگا کہ مین خدا کے فضل و کرم سے یہان
تک آیا پر اب اس جانور کے جوڑے کو ڈھونڈھئے کہ وہ کہان ہے
اتنے مین رات ہو گئی اور وے جو چرائی کو گئے تھے سو وہان سے
پھرے اور ایک درخت کے اوپر بیٹھ کر آپس مین کہنے لگے کہ آجکی
رات ایک آدمی خدا رسیدہ غریب پرور خیر کے واسطے اپنے اوپر
اذیتین اٹھاتا اور دکھ سہتا یہان تک آیا ہے اور نام اسکا ہم نے
بزرگون سے حاتم بن طی سنا ہے اور خدا کا بندۂ خاص ہے ایسا
نہو کہ ہماری ملاقات سے محروم رہ جاوے یہہ بات ٹھہرا کر وے سب
کے سب آئے اور حاتم کے پاون پر گر پڑے وہ ہر ایک جانور کی
صورت دیکھ کر حیران رہ گیا اسواسطے کہ منہہ انکا آدمی کا سا تھا اور
بدن طاوس کا سا اگر پری بھی انہین دیکھے تو فریفتہ ہو جاوے
اور وے جانور زبان فصیح سے کہنے لگے کہ آفرین ہے تیری
ہمت اور جوانمردی پر جو تو نے غیر کے واسطے اپنے تئین اس

تیسرا سوال

والس نے کہا مطلب تیرا بر آیا وہ
ملاقات کی اور کہا کہ یہان
آفرزندان بیٹھا تھا اس کے
تک جا پہنچا وہ سب سمجھا
تھی لی تا اور دیکھ بھالا اس وان
نکلا تو ایک درخت کے نیچے
جادو کے نشہ کی طرف چل
ان سے رخصت ہوا اور
بچا حاتم ان دونون کو پیار
ہو کر اور جہان جا سے وہان

ہے اور تو کم زور گھڑیال بولا یہہ ستم رسیدہ کیا کہے تم دیکھو گے تو م
کروگے حق تو یہہ ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے جنس کے موافق
پکڑ کر دو ٹکڑے کر ڈالے اسوقت چرائی کو گیا ہے ہوتا تو دیکھتے
اسی گفتگو مین ہے کہ وہ سبھہ چھپا آپہنچا گھڑیال ڈر کر حاتم کے پیچھے
چھپا اور وہ حاتم کو بطور قلو کے دکھلائی دیا چنانچہ یک طرف کا
اسکا سوب کو پہنچا تھا دوسری طرف کا مشرق کو اتنے مین نظر گیا
کی جو گھڑیال پر جا پڑی ایک ایسا نعرا مارا کہ وہ مانند بید کے کانپنے لگا
حاتم بھی آگا پیچھا کرنے کہ الہی اس بلا سے کیونکر نجات پاؤنگا یہہ دا
مین کہا اور عصا مہرہ کا ہاتھ مین لیکر اٹھہ کھڑا ہوا کیکڑا اسکو دیکھ کر
کانپتا رہ گیا اتنے مین حاتم نے باواز بلند کہا کہ ای بندہ خدا
دکھ دینا اچھا نہین بلکہ جو کوئی کسیکو ستاتا ہے سو اپنے حق مین
آپ ہی کانٹے بوتا ہے تو کس لئے اس غریب کو دکھ دیتا ہے
تیرے رہنے کو سوا اس مکان کے اور کہین جا نہین ملتی جو تو
اس بات کو سنکر سرطان نے کہا کہ ہم دونو یہان کے رہنے والے
ہین آپسمین سمجھ لین گے آدمی کو کیا دخل ہے جو ہمارے درمیان میں
بولے حاتم نے کہا یہہ تو سچ کہتا ہے پر جسنے کہ تمہارا بزرگ خلقت
پیدا کیا ہے کسیکو تری مین رکھا ہے کسیکو خشکی مین سبھی بندے

تیسرا سوال

ہے وہ اسکو مارا چاہتا ہے آج مین نے اسکو اور اسکو ایک جنگل
مین لڑتے دیکھا تھا بلکہ قریب تھا کہ اسکی جان جائے مین نے بزور
اسکو اسکے ہاتھ سے چھوڑایا لیکن ایک نہ ایک دن مارا ہی جاویگا
کیونکہ یہہ اسکی بہن پر عاشق ہے اور وہ اسکی بہن پر فریفتہ بہتر یہہ ہے
کہ دونون کی شادی کر دے کہ آپسمین صلح ہوجائے ہیوز نے یہہ
بات حاتم کی پسند کر کے اسیوقت اپنی لڑکی کو اُسے بیاہ دیا اور
اسکی بہن اپنے بیٹے سے منسوب کی جب وہ ہر ایک اپنی
اپنی مراد کو پہنچا تب حاتم ہیوز بادشاہ سے رخصت ہونے لگا
اُسنے کہا ای جوان اس نیکی کے بدلے مجھ سے زر و جواہر لے
اُسنے کہا عوض لینا میرا کام نہین اُسنے بہت منت کہا کہ اگر تو
مال و متاع نہین لیتا تو یہہ عصا میرا لے کہ اسمین کئی خواص ہین اگر
سانپ اور بچھو کاٹین تو زہر نہ اثر کرے اور نہ سوزش ہو اگر
اسکے تلے سو رہے تو آگ سے نہ جلے اگر کوئی جادو کرے
تو وہ بھی اسکے رکھنے والے کا کچھ نہ کر سکے اور اگر دریا راہ مین حائل
تو اسمین اسکو ڈالدے یہہ بطور کشتی کے ہوجاوے اور تیرا
پار کرے اور ایک مہرہ دیتا ہون وہ بھی اپنے پاس رکھ اسکے
یہہ خواص ہین کہ اگر راہ مین سرخ یا سیاہ و یا سفید سانپ ملے

تیسرا سوال

ای شخص تو نے وعدہ کیا تھا اپنے گوشت کے دینے کا اب دے
کہ مین کھاؤن اور اپنے گھر چلا جاؤن حاتم نے کہا کہ جہان کا گوشت
چاہے وہان کا مانگ لے اسنے کہا کہ اپنے رخسار کا دے
حاتم نے خنجر کمر سے کھینچا چاہتا تھا کہ اپنے رخسار کا گوشت کاٹے
اتنے مین نیولا پکارا ای جوانمرد ٹھہر ایسی جلدی مت کر یہہ بات مین نے
آزمایش کے واسطے کہی تھی آفرین تجھکو اور تیری ماتا پتا کو یہہ کہہ کر وہ
دونون انسانکی صورت ہو گئے حاتم نے کہا ای عزیز کیا سبب تھے
تم ابھی حیوان کی شکل تھے اور انسان ہو گئے راسو نے کہا کہ ہم دونو
جن کی قوم سے ہین اور اسکے باپ کو اسواسطے مارا ہے کہ مین اسکی
بیٹی پر عاشق ہون اور وہ اسکی شادی میرے ساتھ نکرتا تھا اور
یہہ اس لڑکی کا بھائی ہے یہہ ویسی ہی جتین کرتا ہے اب اسے
بھی مار ڈالونگا حاتم نے کہا ای جوان تو اپنی بہن کی شادی اسکے
ساتھ کیون نہین کرتا اسنے کہا کہ مین اسکی بہن پر عاشق ہون
یہہ بھی اسکو میرے ساتھ نہین بیاہ کرتا یہہ قبول کرے تو مین
بھی قبول کرون نیولے نے کہا کہ میرا باپ جیتا ہے وہ راضی نہین
ہوتا اس بات مین لاچار ہون حاتم نے کہا کہ اپنے باپ کے
پاس مجھے لے چل مین اسے سمجھا بجھا کر اسے راضی کرونگا غرض دے

اور پھر کبھی اس طرف کو رخ کرتے اتنے مین وہ منہہ پھیلائے
شہر کی طرف آپہنچا لوگون نے دیکھتے ہی قلعہ کے گرد آگ بھڑکا
دی شعلہ اسکا ایسا بلند ہوا کہ قلعہ نظر آنے سے رہ گیا وہ ادھر
اُدھر پھرنے لگا اور ایک آواز اس ہاتھی کے سر سے ایسی نکلی کہ
تمام خلقت وہان کی تھرتھرا گئی اور ساری زمین ہلنے لگی انجام کار
وہ اجل گرفتہ حاتم کے پاس جا پہنچا کہ اُسنے تاک کر ایک تیر ایسا مارا کہ
بیچ کی آنکھہ مین ترازو ہو گیا وہ نیم بسمل کی طرح خاک پر تڑپھنے لگا اور
ایسے نعرے مارے کہ تمام جنگل تھرتھرا اٹھا نادان اٹھہ کر ایسا بھاگا کہ
پیچھے پھر نہ دیکھا حاتم اس غار سے نکلا اور تمام رات وہین کاٹی صبح کو
رہنے والے اس بستی کے آکر اس سے پوچھنے لگے اے عزیز تو
اسکو دیکھہ کر کیونکر جیتا رہا اُسنے کہا کہ میرے سر پر سایہ خدا کا تھا
اُسنے بچا لیا اور اِس بلا کا نام بسمن تھا خدا کے فضل سے مین نے
اسے مارا اور تمھارے سر سے دفع کیا انھون نے کہا یہہ بات ہم کیونکر
باور کرین حاتم بولا کہ آج کی رات تم سب کے سب قلعہ کی چھت پر بیٹھہ
کے جاگو اگر وہ آج کی رات آوے تو مجھکو جھوٹا جانو اور نہین تو سچا
انھون نے اسکے کہنے کے بموجب کیا وہ جانور صبح تک نہ آیا وے
سب کے سب حاتم کے پاؤن پر گر پڑے لاکھون روپے اور سیکڑون

تیسرا سوال

لڑکی سے پوچھا کہ تیری کیا مرضی ہے اسنے کہا کہ آج تک میں نے کسی
نامحرم کو نہیں دیکھا اور پہلے پہل ہی نظر پڑا ہے اسواسطے میں نے
اسکو قبول کیا اسنے کہا بہت بہتر مبارک ہو تجھے لیکن یہہ میرے
تین قول پورے کرے اس بات کو سنکر میں بولا کہ جو کچھ آپ فرماؤ
میں بجالاؤنگا اسنے کہا کہ پہلے تو ایک جوڑا پری رو جانور کا لا پھر سرخ
سانپ کا مہرہ تیسرے تئیں کھولتے تیل کے کڑاہ میں ڈال اور اپنے تئیں
سلامت نکال اسوقت میں اپنی بیٹی تجھے دونگا یہہ سوال اسکے سنکر
میں گھبرایا اور اسی بہانے سے اس بیابان وحشت اثر میں آپڑا
اب مارے بھوکھ اور پیاس کے اتنی طاقت نہیں ہو اپنے وطن
کو جاؤں نہ یہہ قدرت ہے کہ اسکے جواب دیکر اپنی معشوقہ سے ملوں دو
برس سے مانند بگولے کے چاروں طرف خاک اڑاتا پھرتا ہوں
حاتم نے کہا ای جوان میں برای خدا یہہ شرطیں پوری کر کے تیری
معشوقہ کو تجھسے ملاؤنگا یہہ بات میری یاد رکھہ اور حق تعالی نے اسی
واسطے مجھے پیدا کیا ہے کہ ہر ایک کے برے وقت میں کام آؤں
پھر سوچا کہ گیدڑ نے سیرے زخم کے واسطے پری رو جانور کا مغز دشت
مازندران سے لایا تھا اب مجھکو بھی ضرور ہوا کہ اسی جنگل میں چلوں
یہہ سمجھکر اس سے رخصت ہوا اور منزل مقصود کو چل نکلا تھوڑی دور جاکر

تیسرا سوال

کہا ای بندۂ خدا تو ایسا پہوٹ پہوٹ کر کیون روتا ہے اور آہین درد آمیز کیون بہرتا ہے تجہے ایسا کون کثر تہا کہ جسنے ستایا اور اس بیابان مین ڈال دیا لازم ہے کہ تو مجہکو اپنے احوال سے آگاہ کرے جوان اسکی تسلی سے اور بہی ڈاڑھین مار کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ مین مرد سپاہی ہون روزگار کے واسطے اپنے شہر سے نکلا تہا راہ بہول کر اس ملک مین آ پہنچا اور اس بستی والون سے پوچہنے لگا کہ اس بستی کے حاکم کا نام کیا ہے کسی نے کہا کہ اس شہر کا والی مسخر جادو کہلاتا ہے اس سخن کے سنتے ہی مین ڈرا اور وہان سے بہاگ کر ایک جنگل کی طرف راہی ہوا اتفاقاً راہ مین ایک باغ نہایت دلچسپ و روح افزا دکہائی دیا میرے دلکو اسکے سیر کی یہان تک رغبت ہوئی کہ مین اسکے قریب آکر گہوڑے سے اتر پڑا اور اندر آیا دو چار ہی قدم اسکے اندر گیا ہونگا کہ ایک غول کا غول پریون کا لباس ندی سے جہم جہماتا ہوا نظر پڑا مین نے اپنی عقل سے معلوم کیا کہ شاید یہان کسی امیر کا زنانہ سیر کرنے کو آیا ہے یہہ مناسب نہین کہ کسیکی ناموس کو نظر بد سے دیکہے یہہ خیال کرکے وہان سے بہاگا ان عورتون نے دوڑ کر اپنی بی بی سے خبر کی وہ مسخر جادو کی بیٹی تہی اس بات کو سنکر مسندسے اٹہی مجہکو ایک مکان آراستہ مین بلوا کر لیگئی اور اپنے

تیسرا سوال

ہوا ہر مین لدی ہوین سب نے بیٹھی ہین اور یہی باتین کر رہی ہین ا
کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یہان تجھکو میرا خدا لایا ہے مین کوہ القاف کی سیر کر
اور الگن پری کے دیکھنے کو جاتا ہون سبب اسکا یہہ ہے کہ وہ ایک
آدمی سے سات روز کا وعدہ کرکے وہان گئی ہے اور سات برس
گذر گئے کہ وہ بیچارہ ایک درخت کے تلے اسکی یاد مین بیقراری سے
پڑا رہا ہے اور اسکی جان لبون پر آرہی ہے مین اسواسطے جاتا ہون
کہ اسکو سمجھاؤن کہ وعدہ کرنا اور اسکا وفا نکرنا کیہہ شیوہ اچھونکا نہین
ہے اس بات کو سنکر وہ ہنسکر اٹھین اور کہنے لگین کہ الگن پری
القاف کے پہاڑ کی شہزادی ہے اسکو ایسی کیا غرض تھی کہ وہ کسی
آدمی سے ملنیکا اقرار کرتی معلوم ہوا تو سودائی ہے جو اس پہاڑ کے
دیکھنے کا اور اس سے ملنیکا قصد رکھتا ہے قطع نظر اسکے اگر تو
وہان جائیگا تو کب جیتا بچیگا حاتم نے کہا تمہو جو ہونی تھی سو ہوئی ہین وہان
سے گئے نہین رہتا انھون نے کہا اگر صحبت ہماری قبول کرے
اور آجکا رہنا یہان غنیمت جانے تو کل ہم تجھے القاف کی پہاڑ کی راہ
دکھا دینگے اسنے کہا بہت اچھا کسی طرح سے یہہ کام ہو غرض وہ
ان کے یہان مہمان رہا اور اس رات کو عیش عشرت مین بسر کیا صبح
ہوتے ہی کوہ القاف کا رستہ لیا وے اسکی ساتھ ہوئین اور سات روز تک

تیسرا سوال

کہ اُسکے قبایل کوہ القاف پر رہتے ہین پر یہہ نہین معلوم کہ وہ کہان گئی اور اب
کہان ہے حاتم نے کہا ای جوان وہ تجھہ سے رخصت ہوئی تو کسطرف گئی اُسنے کہا کہ دو
تین قدم میرے ساتھہ نے داہنی طرف چلی تھی پھر نہین معلوم کہ کسطرف غائب ہوگئی
حاتم نے کہا اگر تم اُسکا عشق رکھتے ہو تو ہمارے ساتھہ ہو کر کوہ القاف کو چلو خدا کے فضل
سے اُسے ڈھونڈھ نکالینگے جوان نے کہا اگر معشوقہ یہان آوے اور مجھے نہ پاوے
تو پھر نہ یہہ جگہہ ہی پاونگا اور نہ وہی ہاتھہ آویگی اگر ملاقات ہوتی ہے تو یہین ہو رہیگی
نہین تو اسکے انتظار مین اسی مکان پر مر جاونگا حاتم اس کلام درد آمیز کو
سنکر آنسو بھر لایا اور کہنے لگا ای عزیز اگر اسکا نام جانتا ہے تو بتلا دے
اسنے کہا الکن پری کہتے ہین اسکو حاتم بولا ای جوان خاطر جمع رکھہ کہ مین
کوہ القاف پر جاتا ہون اور تیری معشوقہ کو ڈھونڈھ کر تجھہ تک پہنچا دیتا ہون یا
تجھہی کو وہان لیجاتا ہون نے اب مین اسکا مکان تحقیق کر کے تیرے
پاس انھین پاؤن پھر آتا ہون وہ بولا اب تک مین نے کوئی ایسا شخص
نہین دیکھا کہ اپنا کام چھوڑے اور دوسرے کے کام پر کمر باندھے کیون
باتین بناتا ہے جا اپنے کام کو لگ حاتم نے کہا ای عزیز مین سر ہتھیلی
پر دھرے پھرتا ہون کہ یہہ خدا کی راہ مین کسی کے کام آوے
اور جسکو درکار ہو سو لے

شعر

جی تلک اپنا مین گنواونگا +
کام اسکا بجا ہی لاونگا میرے کہنے کو راست جانو اور جھوٹھہ نہ سمجھو

تیسرا سوال

بیٹھ جا میں ہوش میں آؤں اور اپنا ماجرا بخوبی کہہ سناؤں وہ اس درخت
کے تلے بیٹھ گیا جوان کہنے لگا ای دردمند میں ستم رسیدہ سوداگر
ہوں قافلہ میرا روم کو جاتا تھا اور میں اسکے ساتھ یہاں تک آپہنچا صبح
کو اس سے جدا ہو کر اس پہاڑ پر آیا اور قضای حاجت سے فارغ ہو کر
اس درخت کے تلے آپہنچا یہاں ایک پریزاد حسین مہ جبین کو دیکھ کر
فریفتہ ہوا بلکہ اپنے ہوش و حواس سے ایسا جاتا رہا کہ گر پڑا وہ میرے
سر کو اپنے زانو پر رکھ کر گلاب چھڑکنے لگی جب میں ہوش میں آیا
اپنے سر کو اسکے زانو پر دیکھ کر خوش ہوا اور ہزار جان سے عاشق ہو گیا
جوں تیوں اٹھ کھڑا ہوا اور پوچھا میں نے ای نازنین جان بخش تو کون
ہے اور اس جنگل ویران میں کیا کرتی ہے اسنے کہا کہ میں پریزاد
ہوں اور یہہ پہاڑ و قلعہ میرا مکان ہے تجھ سا آدمی چاہتی تھی سو آج
خدا نے ملا دیا یہہ دلبری اور دلداری کی باتیں سنکر میں ایسا دیوانہ
ہو گیا کہ اپنا مال و متاع اور قافلہ کی کچھ مجھکو سرت نرہی اسیطرح سے
وہ نازنین چندروز الفت کرتی رہی بلکہ میرے طایر روح کو اسنے
اپنی زلف شکین کے دام میں گرفتار کیا غرض تین مہینے تک رات
دن ہم صحبت رہا ایک دن میں نے اس سے کہا کہ ای پری اس
جنگل میں رہنے سے کیا فایدہ شہر میں چلیں اور آرام سے گذران کریں

تیسرا سوال

دونو مین خدا کی فضل سے مین تیری معشوقہ کو تجھ سے ملا دیتا ہون اسکو
ایطرح سے دلاسا دیکر آپ حُسن بانو کے پاس گیا اور کہنے لگا اے حُسن
بانو اب کونسا سوال کہتی ہے کہ مین اسکی بھی جستجو مین کمر کو کوشش
کے باندھون حُسن بانو نے کہا کہ تیسرا سوال یہہ ہے میرا کہ ایک
شخص جنگل مین کھڑا کہتا ہے کہ کسی سے بدی نکر اگر کریگا وہی پاویگا اسکی
خبر لا

تیسرا سوال حاتم کے جانیکا اور اس بات کی خبر لانیکا کہ کسی سے بدی نکر اگر کریگا تو وہی تیرے آگے آویگا

تیسرا سوال

غرض اس بات کے سنتے ہی حاتم وہان سے روانہ ہوا اور خدا کو یاد
کر کے سیدھا چل نکلا بعد ایک مہینے کے ایک پہاڑ آب و کھائی دیا کہ
جو آسمان سے باتین کر رہا تھا جب اسکے نیچے گیا ایک آواز آہ و زاری
کی سُنی سر اٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا تو کچھ نظر نہ آیا یہہ اوس کے
نزدیک گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک درخت سایہ دار عظیم الشان کے
تلے ایک سِل سنگ مرمر کی دھری ہے اور اسپر ایک نوجوان
خوش رو مہر لقا ژولیدہ مو و بالا بیماروں کی سی وضع اعکی ڈالی
پڑے آنکھین بند کئے کھڑا ہے دمبدم نعرے مارتا ہے اور یہہ مصرع
پڑھتا ہے مصرع شتاب آ کہ نہین تاب اب جدائی کی۔ حاتم اُسے

لگا حاتم نے کہا ای صاحب تو اپنی خاطر جمع رکھہ جب تک تو بحال ہوگا
تب تک مین یہین رہونگا اور کہین نجاونگا بارے ایک آدھہ گھڑی
بعد توانا ہوا اور اس درخت پر چڑھکر آدمی کی صورت ہو کے جھک
جھک کر سلام کرنے لگا حاتم دل مین کہا کہ الٰہی یہہ کیا اسرار ہے اتنے مین اس جوان
نے کہا کہ عزیز تو تعجب مکر مین جن کی قوم سے ہون اور اس شہر
کا بادشاہ میرے باپ کا غلام ہے ایک مدت سے یہہ ناحق میری
جان کا دشمن ہوا ہے آج قابو پاکر مارا چاہتا تھا کہ حق تعالی نے تجھکو میری
حفاظت کے واسطے بھیجا جو اس موذی کے چنگل سے چھوٹا حاتم نے
کہا خیر معلوم ہوا اب تو جہان چاہے وہان جا کیونکہ مین بھی بر سر
کار ہون زیادہ یہان نہین رہ سکتا اس نے کہا ای جوان دیکھیو
یکسان غریب خانہ یہان سے بہت نزدیک ہے اگر بندہ نوازی
کرے اور تشریف لے چلے تو مہربانی ہے غرض حاتم اسکے
ساتھہ ہو لیا دیا ست مین ایک شہر عالیشان سامھنے سے
دکھائی دیا حاتم نے پوچھا کہ یہہ شہر کسکا ہے وہ بولا اسی فقیر
کا پھر حاتم کو لیے ہوئے اپنے دولت خانہ مین داخل ہوا اور ایک
تخت مرصع پر بٹھلایا اور بآئین شایستہ ضیافت کی اور بہت سا
زر و جواہر اسکے سامھنے رکھا اور تمام رات ناچ راگ رنگ

دوسرا سوال

باقی مین اسکا ہمنام ایک اور شخص ہے اسکو نے آؤ یہہ بات سنکر پھر
وہی دونون جوان مجھکو یہان پہنچا گئے اور کہنے لگے کہ ہم دونو
وہی دو روٹیان ہین جو خدا کے واسطے تو دریا مین ڈالتا تھا اتنے
مین کچھ چھپا مین تب اٹھکر کھڑا ہوا اور خدا کی درگاہ مین مناجات کرنے
لگا کہ الٰہی تو غفور الرحیم ہے اور مین بندہ گنہگار ہون بخش دے مجھکو
توبہ کرتا ہون مین اور رزق مجھے ہر حال مین تو ہی خزانہ غیب سے پہنچا وکلا
جب صبح ہوئی تو موافق معمول کے دو روٹیان ڈالنے گیا کہ ناگاہ ایک
سو دینار پانی ستے نکل پڑے مین نے انکو اٹھا لیا اور شہر مین ڈھنڈورا
پٹوا دیا کہ اگر کسی کا مال دریا مین گر پڑا ہو تو مجھ سے لے کسی نے اس
بات کا جواب نہ دیا پھر بدستور سابق مین دریا پر گیا اسیطرح دینار
نکلے تب انکو بھی لاکر رکھ چھوڑا اسیطرح سے دن گذرا اور رات
ہوئی تو کیا خواب مین دیکھتا ہون کہ ایک شخص کہتا ہے ای بندہ
خدا دو روٹیان تیری شفیع ہوئی ہین خدای کریم نے حکم کیا ہے کہ سو
دینار تیرے تین ہر روز ملا کرین تو انہین سے کچھ خدا کی راہ مین خرچ
کر اور باقی سے اپنی اوقات کاٹ اتنے مین میری آنکھ کھل گئی
سجدۂ شکر بجا لایا پھر یہہ عمارت مین نے بنائی اور اسکے دروازے پر
یہہ گھر کھڑا ہو گیا اب بھی اسی طرح سے مجھے سو دینار پہنچتے ہین زبان

دوسرا سوال

سے اس شراب کا پیالہ اسکو پلاونگا تو بھی قبول کر
کہا کہ مین تیرے بس مین ہون تو مختار ہے جو کچھ کہیگا وہی بجا لاونگی
حاتم نے اسکے باپ کو بلوا کر اس سوداگر بچے کا ہاتھ اسکے ہاتھ
پکڑا دیا اور یہہ کہا کہ اسے اپنا فرزند سمجھو اسنے اسیوقت بیاہ کی
تیاری کی اور اپنی بیٹی کو اسکے ساتھ بیاہ دیا بعد دس دن کے
مہرہ اس لڑکی کے ہاتھ سے غایب ہوگیا وہ رونے پیٹنے لگی تب
حاتم نے اسکو دلاسا تسلی دیکر کہا مین نے تیرے شوہر کو اتنا
جواہر دیا ہے کہ وہ سات پشت تک وفا کریگا اتنا کیون بلبلاتی ہے
اس طرح کئی باتین کرکے حاتم وہان سے رخصت ہوا اور حسن بانو
سوال کے جواب کی فکر مین چلا بعد کئی دن کے منزلین طے کرتا ہوا اور
آفتین سخت اٹھاتا کسی دریا کے کنارے جا پہنچا اور وہان یک محل عالی
شان لایق بادشاہون کے اسکے نظر پڑا اور اسکے دروازے پر
خط جلی سے لکھا دیکھا کہ نیکی کر اور پانی مین ڈال یہہ اس نوشتے کو پڑھکر
نہایت خوش ہوا اور سجدہ شکر ادا کرکے کہنے لگا الحمد للہ مین
اپنی مراد کو پہنچا قدرے آگے بڑھا تو بہت سے شخص لطور خوانندون کے
اس محل سے نکلے اور حاتم کو اندر لے گئے وہان جاکر وہ کیا دیکھتا ہے
کہ ایک سو برس کا بوڑھا مرد نورانی صورت تخت پاکیزہ پر بیٹھا ہے حاتم

دوسرا سوال

حسنا پری اُٹھی اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگی کہ اگر خداوند میرا گ
معاف کرین اور اس انسان کو مجھے بخشین تو مین جاؤن اور اس
کا پانی لاؤن بادشاہ نے کہا تیرا گناہ بخشا اور وہ سرحدیتی
باپ کو دی اور اس آدمی کا بھی وہی مختار ہے حاتم بولا اے حسنا پری
تو چاہے کہ تمام عمر مجھے اپنے پاس رکھے سو تو نہو سکیگا مگر اسب
کو اقرار کرے کہ جب تک میرا جی چاہے تب تک رہون اور جب جاؤ
تب چلا جاؤن تو مضایقہ نہین حسنا پری نے کہا اے جوان مجھکو مجھ
مجھسے کچھ اور کام نہین پڑتا ہے کہ چند روز تیری صحبت سے اپنی مجلس
گرم رکھون اور سیر ہوکر تیرے باغ حسن کی سیر کرون پھر تو مختار ہے
جدھر چاہنا ادھر جانا کوئی تیرا مانع نہوگا حاتم نے کہا کہ اس بات کو
مین نے بدل وجان قبول کیا اب جلدی کر تب حسنا پری کتنی پریون
کو ساتھ لیکر روانہ ہوئی چالیس دن کے بعد ظلمات مین جا پہنچی کیا
دیکھتی ہے کہ ایک درخت عظیم الشان ہے کہ اسکی پھننگ آسمان تک
پہنچی ہے اور اس سے قطرے پانی کے ٹپکتے ہین حسنا پری نے ایک شیشہ
اسکے نیچے رکھدیا تھوڑی دیر مین وہ پانی سے بھر گیا تب اسکا
منہہ باندھکر وہان سے لے اُڑی اتنے مین خلقاش دیو کا چچا کیدار
جو ہزار دیوون سے اس درخت کا نگہبان تھا آپہنچا حسنا پری نہایت

دوسرا سوال

ہوا بادشاہ نے اپنے لوگون سے کہا دیکھو تو اس پریزاد کو کس نے
دیا ہے اور اسے آگے لاؤ جب وہ قریب تخت کے پہنچا تب ہاتھ
عرض کرنے لگا کہ خداوند مین حسنا پریزاد کے بیٹی کے ظلم سے فریاد
اور مین اسی گروہ مین سے ہون جو اس آدمی زاد کو حضور عالی مین
تھا رات کے وقت وہ چرا کر اپنے گھر مین لیگئی اب اسی سے عیش
مناتی ہے اور مزے اڑاتی ہے اتفاقاً مین ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے
دن جو اسکے باغمین جا نکلا تو اسی آدمی زاد کو دیکھا وہین مین نے
مچایا کہ اس آدمی کو بادشاہ نے طلب کیا تھا جلد میرے حوالے
کر حضور مین پہنچاؤن وہ شراب کے نشے مین چور ہو رہی تھی اپنے
پریون سے کہنے لگی کہ اسکو پکڑ کر خوب مارو مین ہزار تک و دو سے
نکلا اور سایۂ دولت مین آپہنچا بادشاہ اس بات کے سنتے ہی آگ
ہوگیا اور تبس ہزار پریزاد کو حکم کیا کہ تم حسنا پریزاد کو اسکی جورو بیٹی
اور اس آدمی سمیت باندھکر حضور مین حاضر کرو وے سب کے سب
بہت دور پڑے اور اسکی حویلی کو گھیر لیا وہ بیچارہ اس بات کی خبر نہ
رکھتا تھا متفکر ہو کر حیران رہ گیا کہ اس اعتراض کا سبب کیا ہے انھون نے
کہا کہ تیری بیٹی ایک بادشاہ کے قیدی کو اڑا لائی ہے اور اسکے ساتھ
اپنے باغمین عیش کرتی ہے اس واردات کو سنکر وہ ڈر گیا اور اس

دوسرا سوال

لاوے غرض ایک پریزاد موجب حکم حضور کے اڑا اور پل مارنے مین
اس لشکر کے سردار کے پاس جا پہنچا اور کہنے لگا بادشاہ منتظر ہے
وہ آدمی اب تک نہین پہنچا اسنے کہا تھے ایک مدت ہوئی کہ مین نے
اسکو اپنے لشکر کے ساتھ روانہ کردیا ہے یہہ بات سنکر وہ پریزاد پھر
آیا اور بادشاہ کی خدمت مین احوال جون کا تیون عرض کیا وہ اس خبر کے
سنتے ہی آگ ہوگیا اور ایک سردار کو بُلاکر حکم کیا کہ تو اپنی فوج سمیت
جاکر اُن حرام زادون کی تلاش کر دیکھو تو وے اسکو کہان لے گئے
غرض وہ اپنے لشکر کو ساتھ لیکر گیا اور جستجوئی کرنے لگا اتنے
مین ایک شخص اس لشکر کا بھاگا ہوا ان کے جاسوسونکو نظر آیا وے
اسکو باندھے ہوئے حضور مین لے گئے بادشاہ نے اس پر نہایت
غصہ اور عتاب کیا اور کہا کہ سچ کہہ وہ آدمی کہان ہے اسنے کہا جی کی
امان پاؤن تو اسکا احوال عرض کرون بادشاہ نے فرمایا کیا کہتا ہے
جلد کہہ نہین تو جیتا نہ چھوڑونگا وہ ہاتھ باندھ کر کہنے لگا خداوند ہم سب
کے سب فلانے مقام تک باحتیاط تمام لائے تھے اتفاقات
تو غافل سوگئے کوئی اسکو چُرا کر لیگیا وہ آپ سے نہین گیا کیونکہ وہ آپ
کمال اشتیاق ملازمت کا رکھتا تھا غلامونکو اس بات کا بڑا اچنبھا
ہے لیکن جو صبح کو ہم نے اسے نہ دیکھا اسواسطے آپ کے خوف و غضب
کے سبب بارگاہ عالی مین فریادی

دوسرا سوال

غفلت مین تب حاتم کے سر پہ بیہوشی کی دارو چھڑک کر حسنا
پری کے باغمین اٹھا کر لیگئی اور اس سے عرض کی کہ ہم اس آدمی زاد کو
سرکار کے باغمین چھوڑ آئے ہین وہ سنتے ہی باغ کے متوجہ ہوئی
آکر کیا دیکھتی ہے کہ ایک جوان خوش جمال بیہوش پڑا ہے دیکھتے
ہی بزار جان سے عاشق ہوئی اور اس بیہوش کو ہشیار کیا حاتم نے
جو آنکھین کھول کر دیکھا تو ایک عورت پریزاد تمیا سرھانے کھڑی ہے بے
اختیار ہیجا تیجا ہو کر کہنے لگا کہ تو کون ہے اور مجھے یہان کون لایا ہے سنے
ناز سے منہ پھیر کر یہ شعر پڑھا   یہ گھر گو کہ میرا ہے پہ: نہین
پر اب گھر یہ تیرا ہے میرا نہین   اور وہ اپنے دل مین حیران ہو ہو کر کہتا
تھا کہ یہ پریان عورتین ہین اور وہ لشکر مردونکا تھا اور مین انکی قید
مین تھا اس باغمین کیونکر آیا آخر گھبرا کر بولا کہ تم سچ کہو کون ہو اور مین
یہان کس طرح سے آیا حسنا پری نے یہ کہا کہ ای جوان یہ باغ
حسنا پریزاد نے بنوایا ہے اور مین حسنا پری اسکی بیٹی ہون تیرے
آنیکی خبر جو تمام شہر مین اڑی مجھکو تیرے دیکھنے کی نہایت آرزو
ہوئی اس واسطے یہ پریان تجھکو وہان سے اڑا کر یہان لے آئی
ہین حاتم نے سنکر کہا کہ میرے لانیکا کیا سبب ہے ناحق میرے
کام مین خلل کیا پری نے کہا وہ کونسا کام ہے مجھے آگاہ کر کہ جبکے

دوسرا سوال

سے پڑھکر زبانی کراسے جلد حضور مین باتسیا طاتمام حاضر کرو بعد کئی ان کے
وہ دیو جواب لیکر وہین آپہنچا اور اس سے کہنے لگی کہ حکم حضور یون ہے کہ اسکو
جلد دربار دولت پر پہنچاؤ اس سخن کے سنتے ہی وے پریزاد اسکو اپنے ساتھ
لیکر چلے اور یہہ شہرا بر ایک سمت کو پہیلا کہ ایک آدم زاد گرفتار ہو ماہ پری
شاہ کے حضور مین جاتا ہے یہہ سنکر حسنا پریزاد کی بیٹی نے اپنے ہمجولیون
سے مشورت کی کہ بادشاہ کے ملک مین ایک آدمی خوبصورت و نہایت
حسین پکڑا ہوا آتا ہے اسے دیکھا چاہیئے کہ وہ کیسی صورت رکھتا ہے
ان سبھون نے کہا کہ بہت بہتر اگر اسکو دیکھنا منظور ہے تو راہ ہی
مین دیکھ لو کیونکہ جب وہ حضور مین پہنچیگا تب اسے کوئی نہ دیکھ سکیگا
اس بات سنکر وہ اپنی مان کے پاس آئی اور باغ سے جانیکا بہانہ
کرکے رخصت ہوئی چنانچہ اس شہر کا یہہ دستور تھا کہ جو کوئی باغ کی سیر
جاتا سو چالیس روز تک وہین رہتا غرض وہ بہر صورت وہان سے روانہ
ہوئی اور تھوڑی دور جاکر ہمجولیون سے پوچھنے لگی کہ اس جوان کو کیونکر دیکھیے
ان مین سے ایک نے کہا کہ دریای قلزم کے چوکیدار فلانے رستے سے
لئے آتے ہین اگر وہین چلکر دیکھو تو بہت بہتر ہے اس بات کو سنکر
وے سبکی سب اسی سمت کو گئین تو کیا دیکھتی ہین کہ ایک لشکر نہایت
پریشان پڑا ہے حسنا پری نے ایک پری کو کہا کہ تو جاکر ان سے پوچھ

دوسرا سوال

کے واسطے آیا ہون اسکی سعی کرون انھون نے کہا کہ وہ کیا کام ہے اور
تجھے یہان کون لایا ہے حاتم نے کہا مجھکو فرخ فاش بادشاہ کے دیو ماہ
پری بادشاہ کے سرحد مین لائے تھے تمھارے بھائیون نے تین مرتبہ
مجھکو آگ مین ڈالا خدای کریم نے بچالیا پھر انھون نے دریا مین ڈالا
وہان ایک گھڑیال نگل گیا جب وہ ہضم نکرسکا تب اسنے بھی کنارے پر
آکے اگل دیا اتنے مین تمھارے سے ملاقات ہوئی تم اپنی مہربانی سے گھر لے
آئے اور میری تم نے غور و پرداخت کی یہہ سنکر انھون نے کہا ای
جوان خوش رہ ایسا کونسا کام ہے کہ جسکے واسطے تونے ایسی
مُصیبتین اٹھائین اور اتنی جفائین سہین حاتم نے کہا کہ مین ماہ پری
بادشاہ سے کچھ کام رکھتا ہون انھون نے کہا ای نادان تو ہمارے
سامھنے ماہ پری بادشاہ کا نام نہ لے کیونکہ اسکے ہم نوکر ہین اسنے
اپنی حد بھر اسی صورت سے شہر بشہر چوکیان بٹھلائی ہین اور یہہ
فرمایا ہے کہ میرے ملک مین کوئی آدم زاد اور دیو زاد نہ آنے پاوے
اگر ماہ پری شاہ سُنیگا کہ آدم زاد یہان آیا ہے تو ہمکو جیتا نچھوڑیگا اور
تجھکو بھی مار ڈالے گا **بیت** قدغن ہے کہ اس گھر مین کوئی آنے
پاوے جو گر بجبر آجائے تو پھر جانے نپاوے حاتم نے کہا کہ ای
یارو میری حیات باقی ہے تو کوئی نہین مار سکتا اور جو تم اپنے واسطے

دوسرا سوال

ملوالو ونے بلالئے جب حاتم قریب پرونسے کے آیا تب اسنے ایک
یسی پر بٹھلاکر سوال کا احوال پوچھا حاتم نے ابتدا سے لیکر تا انتہا جو
دیکھا تھا اور جو جو سُنا تھا سو سو بخوبی بیان کیا اسنے کہا ایجوان
بست گو یہہ سچ کہتا ہے تو کہ اب وہ آواز نہین آتی اب جلد جا اور
شاہ مہرہ ماہ پری کا لا وہین حاتم اس سے رخصت ہوکر اس سوداگر
بچے کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تو خاطر جمع رکھ اب مین شاہ مہرہ
ماہ پری کا لینے جاتا ہون اور اگر تیرا سوال اسکا پورا کرتا ہون پھر
تیری معشوقہ سے تجھے ملا دیتا ہون اتنی بات کہہ کر وہ اس سے رخصت
ہوا اور سر بصحرا ہوا بعد چند روز کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر فکر
کرنے لگا کہ اب بہتر یہی ہے کہ دیوؤن کے بادشاہ سے ملئے اور اسی
سے ماہ پری کا نشان پوچھئے وہ ضرور وہان کا پتا دیگا یہہ بات دل مین
ٹھہراکر اسی غار مین اُترا کہ جسمین پہلے گیا تھا بعد تھوڑے دنون کے
پھر وہی جنگل نوشش اسلوب نظر پڑا وہ اسکو طے کرکے اس گاؤن
مین پہنچا جسمین پہلے گیا تھا وہان کے لوگ ہرایک طرف سے
نکل آئے اور حاتم کو پہچان کر بستی مین لے گئے مسند پر بعزت
تمام بٹھلایا اور مہمانی کی حاصل یہہ ہے کہ ہرایک شخص اپنے گاؤن
مین لیجاکر مہمانی کرتا تھا اور دوسرے گاؤن مین پہنچا دیتا تھا آخر فرود کاشس

دوسرا سوال

اسکو شہر صورت کہتے ہین حاتم نے کہا کہ اس شہر مین تو حارث سوداگر
بھی رہتا ہے اور اسکی بیٹی تین سوال رکھتی ہے اس لڑکی نے مجھے اس
بات کی خبر کو بھیجا ہے کہ نہ کیا وہ کام مین نے جو آج کی رات کام آتا ہے
اسنے کہا کہ صاحب یہہ بات سچ ہے اور مین بھی اسی شہر کا رہنے
والا ہون پھر حاتم نے کہا کہ اے بندۂ خدا تو اس میخ کو اپنے پاس
رہنے دے اگر تیرا جی بدلا لینے کو چاہے گا تو فرصت پا کر اپنی جورو
کے سر مین گاڑ دینا وہ کتیا ہو جائیگی اسی ڈھب کی باتین کرتے
ہوئے وے دونو وہان سے چل نکلے تین روز کے عرصہ مین اس
شہر مین داخل ہوئے اور وہ جوان حاتم کو اپنے ساتھ لیکر گھر آیا
ڈیوڑھی مین بٹھلا کر آپ اندر گیا لونڈیان باندیان پاؤن پر گر پڑین
اور بی بی اس حبشی سے لپٹی ہوئی سوتی تھی اس احوال کو دیکھ کر
اسنے تلوار نیام سے لی اور اس غلام کی گردن کاٹ ڈالی پھر وہ میخ
بی بی کے سر مین ٹھوکی وہین کتیا ہو گئی تب وہ اسے رسی سے
باندھ کر باہر نکل آیا اور حاتم کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور ایک مسند
عالی پر بٹھلا کر اس کتیا کو دکھلا دیا اور کہا کہ یہہ وہی عورت بدکارہ ہے
جسنے مجھے آدمی سے کتا کیا تھا اور یہہ وہی حبشی میرا غلام نمکحرام ہے
جو اسکے سکون مین داخل ہوا تھا اس واردات کو دیکھ کر حاتم متعجب

دوسرا سوال

اور وہ اسکے سامنے بیٹھا ہو شکر خدا کر رہا تھا اتنے مین حاتم شفقت
سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا اور دل مین خدا کو یاد کر کر یون کہنے
یہہ تیری ہی قدرت ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم کو تو نے پیدا کیا اور ایک
صورت سے دوسری شکل کو ملنے دیا اتنے مین ایک سخت سنی
زشا کی مانند اسکے ہاتھ مین لگی جب خوب غور کر کے دیکھا تو ایک
ع اتنی نظر پڑی وہین وہ میخ اسکے سر سے نکالی وہ کتا ایک جوان
بش رو کی صورت ہو گیا حاتم متعجب ہو کر کہنے لگا کہ ای بندۂ خدا یہہ
با عجیب ہے اور تو کون ہے کہ پہلے تیری صورت حیوان کی تھی اور
س میخ کے نکالتے ہی تو انسان ہو گیا اسنے دیکھا کہ اس شخص
نے مجھپر احسان کیا ہے اس سے اپنا احوال نہ چھپایا چاہیے اس
ت کو سوچکر اسکے پاؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا ای مرد بزرگ مین نبی
آدم ہون تیری دستگیری سے اپنی اصلی صورت پر آیا حاتم نے کہا یہہ
لیا سبب تھا کہ تیری صورت کتے کی بن گئی تھی جوان نے کہا کہ مین
یک سوداگر کا بیٹا ہون باپ میرا بہت سا مال و اسباب لیکر چین
ین گیا تھا وہ مال اسنے وہان بیچا اور وہان سے کچھ مول لیکر یہان
مین آیا اور اسکی دولت سے بہت سا نفع اٹھایا اور میرے تئین بڑی
دھوم سے بیاہ دیا کتنے روز جیا پہہ شربت اجل پی کر مر گیا مال اسباب

دوسرا سوال

رکھا اسنے وہ زرو پٹے لے لئے اور پھر اسی صورت سے باآواز بلند کہا کہ
پکے دو کے بثوہی کا راہ باٹ مین خدا نگہبان ہے اس آواز کو سنکر
ہی ساتون پھانسی گر پھر کئے کسنے ادھر ادھر سے نکلے اور
اس سے ملاقات کرکے کہنے لگے کہ ایجوان تو کہان جاتا ہے اسنے
انکو پہچان کر کہا ایعزیز مین تم سے ایک عرض رکھتا ہون اگر تم قبول کرو
تو کہون انھون نے کہا کیا کہتے ہو فرماؤ حاتم نے کہا اگر تم سب توبہ کرو
اور مردم آزاری سے ہاتھ اٹھاؤ تو مین اسقدر زر و جواہر دون کہ وہ
تمھاری سات پیڑھی تک کام آوے انھون نے کہا کہ ہم تو پیٹ
ہی کے واسطے اپنے اوپر عذاب لیتے ہین اور لوگون کو اذیت دیتے
ہین اگر اتنا مال واسباب پاوین تو پھر کیا دوانے ہین جو ایسی حرکت
کرین بلکہ آج ہی کی تاریخ سے عہد کرتے ہین کہ جس کام سے خدا راضی
نہو سو تمام عمر نکرین حاتم نے کہا کہ تم خدا کی طرف متوجہ ہو کر قول دو اور
قسم جو کھاؤ تو مین اتنا گنج و مال تمھین دون کہ نہال ہو جاؤ یہ بات
سنکر انھون نے عرض کی کہ پہلے ہمین دکھلا دو تو ہم توبہ کرین حاتم انکا
ہاتھ پکڑ کر اس کوئے پر لے آیا اور اس زر بیشمار کو دکھلا کر کہنے لگا
کہ اب سے لو اور اپنے وعدے کو وفا کرو وے اسکو دیکھتے ہی
نہایت خوش ہوئے اور ہاتھ باندھ کر یہ بات کہنے لگے کہ اب جو کہو

دوسرا سوال

دون نے دعا کی اگر مجھ سے خدا کی راہ یون مانگتے تو قسم ہے
سب کا سب ان کے حوالے کر دیتا اور اگر اب بھی ملین تو اتنا
ن کو وے تمام عمر محظوظ رہین بلکہ جب تک جئین کبھی محتاج
یہہ اسی سوچ مین تھا کہ آنکھین لگ گئین خواب مین کیا دیکھتا
یک شخص کھڑا باواز بلند یہہ کہتا ہے کہ اے حاتم غم نکھا کیونکہ خدا
حیم ہے اسنے جو تجھے یہان پہنچایا ہے تو یہہ بھی اسکے حکمت
الی نہین تو نہین جانتا یہان ایک گنج عظیم گڑا ہے حق تعالی
ہ مال تیرے ہی واسطے چھپا رکھا تھا اب اٹھ اور لے اس
کہا اے بزرگ مین تن تنہا کیونکر لون اور کہان لیجاؤن وہ
ل دو شخص اس مکان پر آئینگے اور تجھے اس اندھے کوئے
کالینگے چاہیے کہ تو انکو متفق کرکے اس مال کو نکالے حاتم
س ہوا اور درگاہ الٰہی مین سر جھکا کر سجدہ شکر بجا لایا اتنے
بھی اور نور کا تڑکا ہوا بعد ایک دم کے دو شخص اس کوئے
ے اور پکار کر کہنے لگے کہ اے حاتم اگر جیتا ہے تو جواب دے اسنے
ب تک خدا کے فضل و کرم سے جیتا ہون تب انھون نے
ہاتھ بڑھا کر کوئے مین ڈالے اور کہا کہ تو ہمارے ہاتھ پکڑ کر
آ حاتم ان کی دستگیری سے نکلا اور ان سے ملاقات کرکے

دوسرا سوال

اپنی اپنی قبر سے نکلے اور فرش مکلف بچھا کر بیٹھے وقت معین پردیسی
طرح سے اُن کے آگے کھانے چنے گئے پھر ان کے پیچھے اس سوداگر کے
آگے بھی ویسا ہی کھانا رکھا گیا بعد اسکے حاتم نے ملاقات کی اور اس
سوداگر سے احوال پوچھا وہ کہنے لگا کہ ایجوان مرد مرحبا جزاک اللہ فی
الدارین خیرا اس تیری ہمت کا ثمرا دے حق تعالی سچ تو یہہ ہے کہ ایک
جوانمرد راست گو تو ہی نظر آیا اور تیری ہی باعث یہہ مرتبہ مجھ کو ملا جو اس
بلا سے نکلا اور ان کے سامنے فریاد کرنے سے باز رہا کھانا پانی بھی ان کے
برابر مجھے پہنچتا ہے لیکن مسندین اور پوشاکین انکی مکلف ہین کیونکہ
انھون اپنے ہاتھ سے جیتے جی خیرات کی ہے اور مین نے بعد مرنیکے
پریشانی کھینچکر تب بھی خدا کے فضل و کرم سے بہت آسودہ ہون خدا
تجھ کو جزاء خیر دے صبح کو حاتم وہان سے رخصت ہوا اور ایک جنگل
مین جا پہنچا وہان ایک عورت پیرزال فقیرون کی طرح سے بیٹھی ہوئی
بھیکھ مانگتی تھی حاتم نے اپنے ہاتھ سے الماس کی انگوٹھی اتار کر
اسکے حوالے کی اور آپ منزل مقصود کی راہ لی اتنے مین اس
بڑھیا نے پکار پکار کر کہا کہ بیوہ کے دو کے پیچھے پردیسی کا راہ باٹ
مین خدا حافظ ہے اس آواز کے سنتے ہی سات جوان مسلح
سپرین تلوارین لگائے جنگل کے دائین بائین سے نکل آئے اور حاتم

دوسرا سوال

تم لو اور تین بجز سے خدا کی راہ مین خرچ کر دیجہ کہکر پھر اُسنے جو ماجرا واقعی دیکھا تھا سو سب از ابتدا تا انتہا ان کے سامنے بخوبی ظاہر کیا کہ مین اس سبب سے فلانے جنگل مین گیا تھا وہان یہہ تماشا دیکھا نہین تو مجھے کیا کام تھا جو مین اُدھر جاتا اور ادھر قاصد بن کر آتا تب انھون نے کہا کہ یہہ حرکت بے بادشاہ کے خبر کئے کیونکر کرین آخر کار وے سب اسکو بادشاہ کے پاس لیگئے بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ ای شخص کیا دیکھا ہے تو نے سچ کہہ اسنے کہا جہان پناہ مین نے یوسف سوداگر کو اسطرح دیکھا ہے اور یہہ پیغام اسنے میرے ہاتھ بھیجا ہے اس بات کو سنکر وہ بھی ہنسا اور کہنے لگا کہ کیا کوئی تیرے شہر مین فصد لینے کو حجام نہین تھا جو تو یہان آیا تو تو اچھا خاصہ دیوانہ ہے جا اپنی فصد لے کیونکہ اسے مرے سو برس ہوئے پھر تجھسے ملاقات کیونکر کی ای بیوقوف کہین مردے بھی کسی سے ملاقات کرتے ہین جو اسنے تجھسے کی اور یہہ حقیقت کہلا بھیجی ارے کوئی اس دیوانے کو شہر بدر کرو سے حاتم نے عرض کی کہ ای بادشاہ عادل زمان وای دستگیر درماندگان یہہ اسرار الہی ہے جاننے والے ہی اسکو دریافت کرتے ہین کیا تم اتنا نہین جانتے کہ شہید ہمیشہ زندہ رہتے ہین اور یوسف ایک مرد بخیل تھا وہ اسنے نیت کے سبب

دوسرا سوال

خوشش ہوا اور کہنے لگا اے شخص یہہ لڑکی مین نے تجھہ ہی کو دی اور تجھے قول
تھا لازم ہے کہ تو بھی قبول کرے حاتم نے کہا کہ ایک شرط سے مین جہان
جاہون وہان اسکو لیجاؤن کوئی میرا مزاحم ہنو اسنے کہا بہت اچھا
اس بات مین مختار ہے تو جدھر چاہیے تدھر لیجا حاتم نے بھی اس
سخن کو مانا پھر اسی گھڑی اسکے باپ نے اپنے گھرانے کے رسوم
کے موافق اسکا نکاح اسکے ساتھہ بندھوا کر اسکا ہاتھہ حاتم کے ہاتھہ مین
پکڑا دیا حاتم نے تین مہینے تک ہر ایک رات اسجگہہ اسکے ساتھہ
عیش عشرت مین گذاری جب اس عورت کو پیٹ رہا تب حاتم نے
اس سے کہا کہ اب تو مجھے رخصت دے اور ایک بات میری شہر
کر مین یمن کا رہنے والا ہون اور یہہ لطو طی کے نطفے سے ہے اگر تو
ہووے اور یمن کے جانیکا شوق کرے تو تو اسکو اس پتے سے
یمن بھیجو ا دینا اور لڑکی ہوئی تو کسی مرد نیک صورت فرشتہ خصلت
سے منسوب کر دینا اگر مین جیتا رہونگا تو ایک بار تیرے پاس مقرر
آونگا اور تجھکو بھی خبر لونگا اس ڈھب کی دو چار باتین کرکے وہ اس
سے رخصت ہوا بعد تھوڑے دنون کے شہر چین مین جا پہنچا اور
وہان کے رہنے والون سے پوچھنے لگا کہ اس شہر مین سوداگر ونکا
محلہ کہان ہے غرض پوچھتے پوچھتے وہان جا پہنچا اور کہنے لگا کہ اس

دوسرا سوال

کراتنے مین ایک کالا سانپ نہایت ہیبت ناک وہین نظر آیا اور
پھن پھنا کر حاتم کی طرف لپکا وہ جی مین کہنے لگا کہ اگر اسکو مارتا ہون
تو ایذاء دہندہ ٹھہرتا ہون اور اگر نہین مارتا تو یہہ مجھکو نہین چھوڑتا ندان
سوچ سوچکر وہ مہرہ جو ریچھ کی بیٹی نے دیا تھا پگڑی سے کھولکر اپنے
منہہ مین رکھ لیا اور اس سانپ کو ہاتھ سے پکڑ ایک ہانڈی مین
بند کر پھر خنجر کمر سے نکال انگنائی مین قدآدم گڑھا کھود کے گاڑ دیا اور
آپ تخت پر جا بیٹھا پچھلی پہر رات کو لڑکی ہوش مین آئی اور اپنے
منہہ پر نقاب لیکر کہنے لگی کہ ای نامحرم تو کون ہے اور اس تخت پر
کسواسطے بیٹھا ہے حاتم نے کہا ای نادان تو اتنے عرصے مین مجھکو
بھول گئی مین وہی ہون کہ کل تیرے باپ کے لوگ مجھے ہاتھون
ہاتھ یہان لے آئے تھے اس بات کے سنتے ہی اسنے اپنی
دائی اور خواصون کو پکارا اور کہا کیا سبب ہے کہ یہہ مسافر آج جیتا بچا
دائی نے کہا کہ خدا کریم ہے اسنے اسکو اپنی حفاظت مین رکھا
بارے تم اپنا احوال کہو کہ اب کیسی ہو اسنے کہا کہ کچھ آج اپنا بدن
ہمین ہلکا معلوم ہوتا ہے نہین تو ہمیشہ بھاری ہی رہتا تھا پھر دائی
حاتم سے پوچھنے لگی کہ ای جوان تو نے یہان کیا دیکھا اور تو آج کیونکر
بچا حاتم نے کہا کہ مین تمھین اس بات سے ہرگز آگاہ نکرونگا پر اسکے

دوسرا سوال

حیف ہے کہ صبح کو یہہ بھی سولی دیا جائیگا دائی نے کہا کہ ایجان مادر عیب
تیرے نہایت بدمعلوم ہوتے ہین ہم کیا کہین اور بہت عزیب وزبا
وعدہ تیرے ہاتھ سے مارے پڑے خون انکا تیری گردن پر رہیگا اور
قسمت تیری ہرچند ایسی نیک نہین لیکن اغلب ہے کہ کام تیرا اسکے
ہاتھ سے نکلے اتنے مین حاتم نے کہا کہ بھلا مین بھی سنون کہ وہ کون
کام ہے کہ جسکے واسطے اتنے مسافر مارے گئے ہین اتنے مین
دائی نے کہا ایجوان خوشرو جب رات ہوتی ہے تب یہہ اُس کی
جنم جلی دیوانی ہو جاتی ہے اور باتین لایعنی بکتی ہے اور سوال کرتی ہے
جو مسافر اسکا جواب نہین دے سکتا اسکو یہہ آپ ہی مار ڈالتی
ہے یا سولی دلواتی ہے اس وقت مین اسکے پاس نہین ہوتی غرض
اسکی یہی اوقات اور عادت ہے حاتم نے اپنے جی مین کہا کہ دیکھے
اب مجھے یہان موت لاتی ہے یا حیات اتنے مین دائی باورچیخانے
مین گئی اور کھانا لاکر کہنے لگی کہ ایسا فراجل گرفتہ کچھ اسمین سے کھا
اسنے کہا کہ کھانا مین جب کھاؤنگا کہ اسکا کام اتمام کو پہنچاؤنگا اب یہہ
کھانا مجھ پر حرام ہے بلکہ یہہ دنیا جی کا ہے کھانا کھانا نہین اور یہہ بات
عقلمندون اور جوانمردون سے دور ہے دائی نے کہا کہ ایجوان معلوم
ہوا کہ اسکا سرانجام تجھ سے ہوگا کیونکہ تو بھی نیک سمجھتا ہے اتنے مین تا

دوسرا سوال

دوسرا سوال

ہ اندر جانے کا کیا دربانون نے روکا کہ کہان جاتا ہے پہلے بادشاہ
پاس چل اور اُس سے جواب وسوال کر پھر جہان چاہتا ہو جا ن
ا حاتم نے اُن سے کہا کہ یہہ کیا دستور ہے تمہارے شہر کا بھائی مسافرونکو
ہر ایک شخص آرام دیتا ہے اور تم لوگ کیسے ہو جو دکھ دیتے ہو
ربانون نے کہا کہ اے مسافر راہ اس شہر کی چلنے سے رہ گئی ہے
اس لئے کہ یہان کے بادشاہ کی ایک لڑکی ہے کہ اُسکے روبرو مسافر
لیجاتے ہین اور وہ اُس سے تین سوال کرتی ہے وہ جواب دے
نہین سکتا آخر صبح کے وقت اُسے سولی دیتے ہین اِس واسطے
اس شہر کا نام بیداد نگر رکھا ہے کیونکہ یہان کوئی مسافر جیتا نہین
بچتا آخر حاتم اُن لوگون کے ساتھ ہو کر بلاچاری بادشاہ کے پاس
گیا اور جی مین یہی کہتا تھا کہ دیکھئے وہ کیا پوچھتا ہے جب یہہ اُسکے
سامھنے گیا تب اُسنے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے
اور کیا نام رکھتا ہے اُسنے کہا کہ مین بنی آدم ہون اور ارادہ چین کے
جانیکا رکھتا ہون میرے نام سے تمھین کیا کام اور کہا کہ اے بادشاہ
سوا تیرے کوئی مسافرون کو دکھ نہین دیتا بلکہ ہر ایک اپنے
حوصلے کے موافق مہمانی کرتا ہے اِسواسطے کہ بھلا کہلاوے اور نام
اُسکا ساتھ نیکی کے تمام عالم مین مانند آفتاب کے روشن رہے

اسی جگہہ چھوڑ کر حاتم کی طرف لپکا حاتم مسافر کے باعث سے غصہ مین
بھرا ہوا تھا دونو ہاتھ سے اسکو پکڑ کے ایسا دبایا کہ وہ چلانے لگا اسکے
شور سے دیو چونک پڑا اور پکارا کہ ای عزیز کیا کرتا ہے یہہ میرا ایک بےچہ
دے حاتم نے کہا کہ جب تک یہہ مسافر کو چھوڑے گا تب تک مین
اسے چھوڑونگا یہہ بات سنکر دیو نے سانپ سے کہا کہ خبردار یہہ کوئی
بڑا ہی زبردست معلوم ہوتا ہے غالب ہے کہ یہی ہمارے طلسم کو توڑے
اور تیرے منہہ مین بیٹھے حاتم یہہ بات سنتے ہی سانپ کے پیٹ مین
گھس گیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک اندھیرا گھر ہے اور سانپ کا کچھ نشان
نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہے یہہ حیران ہوا ادھر ادھر پھر رہا تھا کہ
اتنے مین ایک آواز اسکے کان مین آئی کہ اس تعجب کی گھڑی کہ ای حاتم
جو چیز اس اندھیارے گھر مین تیرے ہاتھ لگے تو تو اسکو بے کھٹ
کے خنجر سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال کہ اس ظلمات سے نکلے تو نہین
تو تا قیامت یہی تیرا گھر ہے اس بات کے سنتے ہی وہ ہر ایک
طرف ہاتھ بڑھا کر ٹٹولنے لگا کہ اتنے مین ایک چیز کلیجے کی وضع کی صورت
اسکے ہاتھ لگی وہین اسنے خنجر تیز سے اسکو چیر پھاڑ ڈالا فی الفور
ایک چشمہ دریا سے زیادہ لہرین لیتا ہوا پیدا ہوا اور حاتم غوطے کھانے
لگا بعد دو تین غوطون کے پاؤن اسکا زمین کی تہہ پر جا پہنچا اور اسنے آنکھین

دوسرا سوال

مار رہا تھا اور ایک خوان بھی اُسکے آگے دھرا تھا پر اُسمین ایک پیالہ
بھوسے کے دودھ اور سنگریزون سے بھرا ہوا اور کوزے مین بجائے
پانی کے پیپ لہو اس حالت کو دیکھکر حاتم سر جھکا کے کھانا کھانے
لگا اور اسکی طرف دیکھنے اتنے مین سبھو نے سب کھانا کھا چکے خوان
خالی اٹھالئے تب حاتم نے متفکر ہوکر اُن سے کہا کہ مین کچھ آپ سے عرض
رکھتا ہون اگر حکم ہو تو کرون انہون نے کہا کہو وہ بولا کہ یہ کیا کہ تم
مسندون پر عزت و وقار سے بیٹھے ہوئے ایسے کھانے لذیذ کھاؤ اور وہ
غریب روتا ہوا بھوسے کا دودھ خاک پر بیٹھا زہر مار کرے انہون نے
کہا کہ ہم اس راز سے آگاہ نہین تو اسی سے پوچھ حاتم وہان سے
اُٹھکر اسکے پاس گیا اور کہنے لگا اے عزیز تو نے ایسا کیا گناہ کیا
جو اس عذاب مین گرفتار ہوا ہے برای خدا کچھ تو کہہ وہ اس بات
کے سنتے ہی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہنے لگا کہ ایجوان مرد نوشرد
مین انہین لوگون کا سردار ہون اور میرا نام یوسف سوداگر ہے سوداگری
کے واسطے شہر خازم کو جاتا تھا اور بخیل بھی ایسا تھا کہ کبھی خدا کی راہ
تری پیسا دانہ پانی کپڑا لتا آپ دیا نہ کسیکو دینے دیا اور اگر کوئی نوکر
چاکر میری چوری سے کسیکو دیتا اور مجھے معلوم ہوتا تو اسے منع کرتا
اپنا مال کیون کھوتا ہے بلکہ اکثر غلامون کو خیرات کرنے پر مار ڈالتا

دوسرا سوال

تو برای خدا اسی صورت سے کام کرتا ہون اور ایک مدت سے اسی کام
پر کمر باندھے مستعد رہتا ہون پھر انھون نے پوچھا کہ حضرت سلامت
آپ کا آنا اسطرف کیونکر ہوا وہ کہنے لگا کہ آج روز جو ہے اور مین نے
یون سُنا کہ ایک آواز اس جنگل کی طرف سے اس ڈھب کی آتی
کہ نکیا وہ کام مین نے جو آج کی رات کام آتا میرے اس بات
کے تحقیق کرنے کو اپنے شہر سے نکلا اور یہان تک آپہنچا ہون ا
نکلا جاؤ نگا رئیس نے کہا کہ صاحب مین ایک مدت سے اس آواز کو
ہین سنتا ہون پر یہہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کسکی آواز ہے اور کہان سے
آتی ہے حاتم اس روز تمام دن وہین رہا جب رات ہوئی تب وہی
آواز پھر آئی وہ اسکے سنتے ہی اسکی طرف روانہ ہوا اور کئی دن چلا
کہ ایک دن سامنے سے ایک ٹیلا نظر آیا اور نیچے اسکے قریب پانچ
سو سوار اور پیادے دکھلائی دئے کہ چلے آتے ہین پھر اسنے
خوب سا غور کرکے دیکھا تو نہ وہ سوار ہے نہ پیادہ ایک قبرستان
تب حاتم نے اپنے دل مین کہا کہ یہہ مزار صاحب کما لونکا ہے
یہہ آواز بھی شاید یہین سے آتی ہے یہین بیٹھا چاہئے اتنے
مین رات ہوئی وہ آواز پھر آئی حاتم یاد خدا مین مشغول رہا جب پہر رات
تب ہر ایک قبر سے ہر ایک شخص بزرگ صورت نکلا فرش ستھرا

دوسرا سوال

خاطر جمع سے بیٹھو رہو اگر کسیکا جی تماشا دیکھنے کو چاہتا ہو وہ میرے ساتھ
رہے کسی نے جواب نہ دیا مگر اس رئیس کے لڑکے نے کہا کہ مین تمہارے
پاس رہونگا تب اسکے باپنے کہا کہ ایجان پدر ایسا قہر مت کر کیونکہ مین
نے ترے واسطے اتنے روپے خرچ کئے اور تو ہی اسکے آگے جاتا ہے
وہ بولا کہ بابا جان تم نے تو مجھکو اسکا نوالا آگے ہی مقرر کیا تھا اب کیا ہے
جو یہہ ارشاد کرتے ہو میری رضامندی اسی مین ہے کہ مین اس جوان
کے ساتھ جاؤن کیونکہ یہہ بچارہ مجھے اس موذی کے چنگل سے چھڑاتا ہے
یہہ عجب مسلمانی ہے کہ یہہ غریب تم سبھون کے واسطے جان بوجھکر اپنے
تئین اژدہے کے منہہ مین ڈالتا ہے اور تم اسکو تنہا چھوڑے جاتے
ہو غرض اسنے ہرگز باپ کی بات نمانی اور بعد خوشی ہمراہی اُسکی قبول کی جب
دن آخر ہوا اور رات ہوئی تب وہ آواز بدستور سابق ان کے کان مین
پڑی سب کے سب ڈر گئے بعد تھوڑی دیر کے حلقہ مانند گنبذ کے نمود
ہوا اس صورت سے کہ نہ ہاتھ نہ پاؤن نہ منہہ بدن مین ہین اور لوٹتا
چلا آتا ہے دھوان اور شعلا اسکے منہہ سے نکلتا ہے رہنے والے اس
گاؤن کے کوس دو کوس کے تفاوت سے کھڑے ہو دیکھتے تھے
ڈرے اور بھاگ گئے حاتم نے جو دیکھا کہ وہ آہی پہنچی فوراً اس چادر کو
آئینہ کے اوپر سے اٹھا دیا اسنے اپنی صورت اسمین جو دیکھی تو دم بخود ہو کر

دوسرا سوال

دوسرا سوال

بچہا حاتم نے جو ہوا اسکی حقیقت سے آگاہ کیا اور کہا کہ ایک شرط مین تیری
بالایا اب دوسری کہہ اسنے کہا کہ جمعہ کی رات کو ایک آواز آتی ہے کہ وہ
کام نہ کیا مین نے جو آج کی رات میرے کام آتا اسکو سنکر حاتم وہان سے
روانہ ہوا اور سربہرا چلا بعد چندروز کے وہ آواز اسکے کان مین پڑی
تب اسکے کھوج مین رات دن پہرنے لگا کہ ناگاہ ایک گاؤن نظر آیا
لوگ وہان کے گریہ وزاری کر رہے تھے یہ آگے بڑہا اور اس خلقت
سے پوچھنے لگا کہ تم سب کے سب کسواسطے روتے ہو اور کیون جانین
کہوتے ہو کسی نے کہا کہ ساتوین تاریخ پنجشنبہ کے دن یک بلاء عظیم آتی
ہے اور ایک آدمی کھا جاتی ہے اگر اس وقت کسیکو نپاوے تو پہر تمام
شہر اجاڑ دے چنانچہ اس مرتبے رئیس کے لڑکے کی باری ہے یہہ
سب اسواسطے آہ وزاری کرتے ہین اس سخن کو سنکر حاتم رئیس کے
پاس گیا اور اُسے دلاسا دیا کہ تو خاطر جمع رکھہ تیرے بیٹے کے
بدلے مین جاؤنگا اس جرأت پر حاتم کی آفرین کرکے بولا ابھی امروز چار
روز اس بلا کے آنے مین باقی ہین حاتم نے کہا کہ اسکی صورت کیسی
ہے اگر کسی نے دیکھی ہے تو مجھے بتلاوے رئیس نے اسکی صورت
زمین پر کھینچ کر دکھلادی حاتم نے کہا کہ اسکا نام حلوق ہے یہہ کسی کی ضرب
سے نہ ماری جائیگی اور نہ کسی کی چوٹ کھائیگی ہان اگر میرا کہنا قبول کرو

اسنے کہا کہ مین انسان ہون اور بہت سے میرے بھائی تیرے یہان
قید مین انہون کو چھوڑ دے تو عین بندہ پروری و احسان ہے اس بات
کے سنتے ہی فروقاش بادشاہ نے ان سبھون کو بلوایا اور خلعت فاخرہ
سے سرفراز کرکے کچھ کچھ خرچ راہ دے ویکر رخصت کیا پھر آپ حاتم سے
کہنے لگا کہ اب ایک عرض اور رکھتا ہون مین اگر اس بات کو قبول کیجے
تب حاتم نے کہا کہ فرماؤ مین جان سے حاضر ہون فروقاش بادشاہ
نے کہا کہ میری لڑکی بہت روز سے بیمار ہے اگر اسکو دیکھو اور کچھ تدبیر
کرو تو مین نہایت احسانمند ہون اس بات کو سنتے ہی حاتم اٹھ کھڑا
ہوا بادشاہ اسکو اپنے ساتھ محل مین لیگیا حاتم نے اس لڑکی کو
دیکھا کہ نہایت دبلی ہو رہی ہے اور رنگ زرد ہوگیا ہے کہا کہ تھوڑا شربت
بنا لاؤ جو نہین وے لائے وہین اس مہرے کو اسمین گھس کر اسے
پلا دیا بعد ایک ساعت کے دست آنے لگے تمام دن تو یونہین گذرا شام
کے وقت کئی مرتبہ قے کی اور غش ہوگئی فروقاش ڈرا اور کہنے لگا
اے عزیز یہ کیا حالت ہے کہین ایسا نہو کہ یہ مرجائے حاتم نے کہا کہ
اندیشہ مت کر خدا اچھا کرےگا تمام رات اس طرح سے گذری صبح
ہوتے ہی اسکو بھوک لگی ماحضر یاد کرکے کچھ نوش جان فرمایا غرض پندرہ روز
کے عرصے مین آزار بالکل جاتا رہا چہرہ چمکنے لگا حاتم نے بادشاہ سے کہا

دوسرا سوال

میں اپنی سب طاقت کے موافق کچھ نہ کچھ خدمت کرونگا اس بات کو سنکر حاتم
نے کہا اس سے بشرطیکہ تو اس سخن کو میرے قبول کرے کہ جب تیری آنکھ
کو میں اچھا کردون تب تو مجھے اپنے بادشاہ کے پاس لیجاوے اور
تعریف میری حکمت کی اُسکے سامنے کرے تو میں اسکو دوا دون اور
اچھا کردون اس دیو نے حضرت سلیمان کی قسم کھا کر کہا بہت اچھا
اگر یہ تیری تدبیر سے اچھی ہوگی تو میں تجھے دربار بادشاہی میں لیجاونگا
اور بادشاہ کی ملازمت کروا دونگا حاتم نے یک مہرہ اپنی پگڑی سے
کھولا اور پانی میں رگڑ کر اسکی آنکھون میں لگا دیا اسنے وہیں شفا پائی
اور اسی گھڑی درد جاتا رہا اسی صورت سے اسنے دو تین بار لگایا وہ آنکھ
کشورا سی کھل گئی اور پانی بند ہوگیا دیوؤنکا سردار بہت خوش ہوا
اور خدمت اسکی بہت سی کی بعد چند روز کے اسکو اپنے ساتھ
بادشاہ کے پاس لیگیا اور تعریف اسکی کر کے عرض کرنے لگا کہ خداوند
یہ شخص دانا ہے اور حکمت میں یکتا ہے چنانچہ میرے قبیلے کی
آنکھیں کئی برس سے دکھتی تھیں اسنے ایک پل میں اچھی کیں اس
احوال کو دریافت کر کے بادشاہ نے جو اسکا نام فرخ فاش تھا اسپر
بہت سی مہربانی کر کے کہا کہ اے شخص میں آزار چشم رکھتا ہون
اور میری قوم سے کوئی میری دوا نہ کر سکا اگر تیرے ہاتھ سے شفا پاؤن تو

دوسرا سوال

جب نزدیک پہنچا تب ہزارون دیو دوڑے اور چاہا کہ اسکے ٹکڑے ٹکڑے
کرکے کھا جاوین استنے مین ایک نے انہین مین سے کہا کہ اے یارو یہہ آدمی
ہے اسکو تم مت مارو کیونکہ گوشت اسکا نہایت لذیذ ہوتا ہے اگر
تم اسکو کھاؤگے اور یہہ خبر کوئی بادشاہ تک پہنچاویگا تو پھر وہ تم سبہون
کو مروا ڈالیگا چاہیئے یونکر اسے یہان نہ چھوڑو بلکہ بادشاہ کے پاس
لیچلو انھون نے کہا کہ وہ ایسا دشمن ہمارا کون ہے جو بادشاہ سے
کہیگا اسنے کہا کہ یہہ کیا کہتے ہو اپنی ہی قوم مین تو مین خوب جانتا ہون
یہہ بات میری یاد رہے بہتر یہی ہے کہ تم سب کے سب اس سے دست
بردار ہو اس بات کو سنکر وہ ڈرے اور اسکو چھوڑ کر اپنے گھر
چلے گئے حاتم نے اس جگہہ سے پاؤن تڑایا اور ایک طرف کا رستہ
پکڑا اتنے مین اسے ایک گاؤن نظر پڑا اسنے معلوم کیا شاید یہہ
بستی آدمیون سے آباد ہوگی اس گمان پر آگے گیا تو بہت سے
دیوون نے آکر ہر ایک طرف سے گھیر لیا اور قصد اسکے کھانے کا
کیا انمین سے بھی ایک دیو نے کہا کہ اسکو تم نکھاؤ بلکہ جیتا ہی بادشاہ
کے پاس پہنچاؤ کیونکہ اسکی بیٹی نہایت بیمار ہے شاید اسی آدمی
سے شفا ہووے تبھی ہوا انھون نے کہا کہ یہہ کیا کہتا ہے ہم تو بیسکر ون،،
آدمیون کو لے گئے اور شرمندہ ہوئے اب یہین ایسی کیا ضرورت

دوسرا سوال

کر چند روز مین شاہ آباد جا پہنچا حسن بانو کے لوگ اسکو ہاتھون ہاتھ اسکی
حویلی تلک لے گئے اور حسن بانو سے عرض کی کہ حاتم صحیح سلامت آیا ہے
اسنے سنتے ہی اسے بلواکر پردے کے پاس بٹھلایا اور پوچھا کہ کیا خبر لایا ہے
یہ اسنے کہا کہ ایک پیر مرد ظلمات مین ایک عورت نازنین پر عاشق ہوکر جنگل
مین آپڑا تھا اور پکارتا پھرتا تھا کہ ایکبار دیکھا مینے دوسرے دفعہ کی ہوس ہے
جو مینے اسکو اسکی معشوق تک پہنچا دیا اب وہ آواز اس جنگل سے نہین
آتی اس احوال کو سنکر حسن بانو نے اور اسکی دائی نے حاتم کی ہمت اور
محنت پر آفرین کی پھر اسنے کہا کہ اے حسن بانو اب دوسری شرط کا بیان کر کہ
مین اسکی بھی سعی کرون اور ڈھونڈھ نکالون اسنے نہایت رحم دلی اور مہربانی
سے کہا کہ اے حاتم تو بہت سے دکھ سہکر آیا ہے قدرے دم لے اور چند روز
آرام کر حاتم نے کہا کہ آرام تو مجھے اسی روز ہوگا جس روز خدا کے فضل سے
تیرے ساتون سوال پورے کرونگا یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور کاروان سرا مین
جاکر آٹھ روز تک منیر شامی شہزادے کے پاس رہا تمام ماجرا اپنا اسکے
آگے ظاہر کیا پھر نوین دن حسن بانو سے جاکر کہا کہ تیرا دوسرا سوال کیا
ہے خدا کے واسطے جلد ہی کہہ

دوسرا سوال

دوسرا سوال حاتم کے جانے کا اور اس شخص کے دروازے پر نیکی کر دریا مین ڈال لکھا تھا اسکی خبر لانے کا

تماشا دیکھنے لگا کہ یک نازنین مہ جبین منہہ پر نقاب ڈالے ہوئے
اس تخت کے پاس آکر کھڑی ہوئی دیکھتے ہی اسکے مین غش کر گیا
اور دل میرا ہاتھ سے جاتا رہا آخر بیقرار ہوکر جو برقع اُٹھاکے مین نے
اسکا مکھڑا دیکھا تو عجب حسن خداداد دکھائی دیا مین نے جو مین ہاتھ
پکڑ کر اسکو اپنی طرف کھینچا وہین یک اور عورت حبشن اس تخت کے
نیچے سے نکلی اور ایک لات اسنے ایسی ماری کہ مین اس مکان سے
بطوح اس جنگل ویران مین آپڑا وہ عشرت کدہ نظرون سے غایب
ہوگیا اسی دن سے اب مین آنکھون پر سوائے گریہ وزاری کے کچھ کام
نہین رکھتا اور چاہتا ہون کہ اسے اپنے دل سے بھلاؤن پر ہرگز فراموش
نہین ہوتی یہہ کہہ کر اسنے ایک نعرا مارا اور آہ سرد بھر کر بگولے کی طرح خاک
بسر اس جنگل مین دوڑنے لگا اور یہی کہنے کہ یک بار دیکھا ہے دوسری
دفعہ کی ہوس ہے تب حاتم نے معلوم کیا کہ یہہ عاشق ہے کہا کہ اے پیر مرد
اگر اس تماشے کو دوبارہ دیکھے تو کچھ خوش ہو اسنے کہا کہ ایسا نصیب
یہہ بات محال ہے اگرچہ **فرد** شب کو کرتا ہون دعائین خاک پر
منت رکھہ جبین دے ملا دلبر کو مجھسے جامع المتفرقین پر کچھ اثر
نہین دیکھا تب حاتم نے کہا اے پیر مرد تو میرے ساتھ آ وہ جلسہ
مین تجھکو دکھاؤنگا اس سخن کو سنکر وہ حاتم کے ہمراہ ہوا بعد چند روز کے

پہلا سوال

سیر نہین ہوتا یہہ کیا سبب ہے القصہ اسی صورت سے تین روز گذر گئے چوتھے
روز اسکے جی مین آیا کہ اگر مین اپنی تمام عمر یہان رہونگا نہ اس میوے
سے سیر ہونگا نہ اس مجلس سے نکلونگا اور میر شامی کو جو منتظر چھوڑ آیا ہون
اگر اسکو کچھ ہو جا ئیگا تو خدا کو کیا جواب دونگا غرض اس نازنین کا ہاتھ
پکڑا وہین ایک اور نازنین مہ جبین اس تخت کے نیچے سے نکلی اور
ایک لات اسنے ایسی ماری کہ حاتم کہین کا کہین جا پڑا اور وہان
سر اٹھا کر جو دیکھا تو نہ وہ نازنین نظر پڑی نہ وہ تخت نہ وہ باغ ہی دکھلائی
دیا مگر ایک جنگل ایسا لق و دق سنسان نظر پڑا کہ جیسا اور پہلے چھوڑا تب
اسنے معلوم کیا کہ دشت ہویدا یہی ہے اور وہ شخص بھی یہین ہوگا جو
کہتا ہے کہ ایکبار دیکھا ہے اور دوسری دفعہ دیکھنے کی ہوس ہے
پس اب اسے ڈھونڈھئے اسی خیال مین وہ ادہر اودہر پھرتا تھا کہ
اتنے مین یہہ آواز اسکے کان مین کسی طرف سے پڑی کہ ایکبار دیکھا
ہے دوسری دفعہ کی ہوس ہے اور اسی صورت سے ان مین
تین تین دفعہ وہ آواز سات روز تک متواتر اسکے کان مین آیا کی
مگر آٹھوین روز شام کے وقت وہ صدا اسکے کان مین پڑی تب
یہہ اس طرف دوڑا کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص خوبرو ریش سفید زمین
پر بیٹھا ہے یہہ اسکے آگے گیا اور سلام کیا اسنے علیک السلام کہکر

چوتھا سوال

آئین اور حاتم کو زبردستی اپنی طرف کھینچنے لگین اسنے ہرگز کسی کی طرف
رغبت نکی اور نکسیکو سر اٹھاکر دیکھا کہ یہہ کون ہین اور کیا کرتی ہین کیونکہ
کہنا اس مرد کا اسکو یاد تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ ایحاتم کہین
ایسا نہو کہ تیرے استقلال کا پاؤن ڈگے اور تو خواہ نخواہ اس مکر و فریب
کے غار مین گرے خبردار رہ کہ ظلمات یہی ہے آخرکار وے نازنینان اسکو
ایک ایسے مکان مین لے گئین جو تمام جواہر و لعل و یاقوت ہی سے بنا تھا اسکی
دیوارون مین تصویرین ہر ایک سمت اسمین لگی تھین اور ایک تخت مرصع بھی ایک دالان
خوش قطع مین نہایت تکلف سے بچھا تھا جب وہ اس تخت کے پاس پہنچا تب
وے سب کے سب بطور تصویر کے نقش دیوار ہو گئین اور ہزارون پریان
اس محل کی دیوارون سے نکلین وہ ہر ایک کی طرف حیرت سے دیکھتا تھا اور اپنے دل
مین کہتا تھا کہ الہی یہہ کیا حکمت ہے یہہ کہان سے آئین اور وے کیون نقش
دیوار ہو گئین غرض اس تخت کے پاس تو کھڑا ہی تھا اور اپنے جی مین کہنے
لگا کہ ایحاتم اگر تو یہان تک پہنچا ہے تو اب اس تخت پر بھی بیٹھ یہہ سوچ کر
جونہین اسنے اس پر پاؤن رکھا وہین اسمین سے ایک آواز طراق کی
آئی اسنے معلوم کیا کہ شاید اسکا پایہ ٹوٹ گیا نیچے جھانکنے لگا تو اس
تخت کو جون کا تون پایا پھر اسپر بیٹھ گیا وہین پھر اسمین سے ویسی ہی آواز
آئی ساتھ اس آواز کے وہ نازنین کہ جو سب سے خوبصورت اور قد و قامت

پہلا سوال

کریگا اسکو قبول کریگی اور وہ شہزادہ اسکے جواب سے عہدہ برہو سکا
تب اسنے اپنے شہر مین نہ رہنے دیا ناچار وہ وہان سے نکلا جنگلون مین
خراب ہونے لگا اور باواز بلند رونے اسی صورت سے باحال تباہ میرے
مکان مین آیا مجھسے ملاقات کی مین نے احوال پوچھا اسنے اپنا ماجرا جو ابتدا
سے تا انتہا قرار واقعی تھا مفصل میرے سامھنے ظاہر کیا اسوقت میرے
جی مین یہہ خیال گذرا کہ اسکا احوال پوچھنا اور اسکی مدد نکرنا یہہ بات جوانمردی
سے دور ہے اسواسطے مین نے کمر سعی کی باندھی اور اس قدر مصیبت اپنے
اوپر لی اس بات کو سنتے ہی اس شخص نے کہا کہ معلوم ہوا تو حاتم بن طی ہے
کیونکہ سواے اسکے اب اس زمانے مین کون ہے جو ایسا کام کرے اور
غیر کے واسطے آپ آفت مین پڑے خیر کچھ اندیشہ نکر خدا کریم و رحیم ہے یہہ
مشکل آسان ہوگی لیکن میرے جی مین یہہ خطرا ہے کہ آج تک کوئی دشت ہویدا
سے پھر نہین آیا اور اگر کوئی پھر آیا بھی ہے تو وہ آپ مین نہین رہا یہہ نصیحت
میری بدل یاد رکھ کہ جسوقت تو اس دشت کے قریب پہنچیگا تو تجھے ظلمات
مین لیجائینگے تو چپکا چلا جانا کسی جگہہ زور کرکے اڑ نہین رہنا اور جو پری
پیکر تیری خواہش کرے تو اسکی طرف ہرگز التفات نکرنا پیچھے ان کے
ایک ایسی نازنین مہ جبین آویگی کہ جسکے دیکھتے ہی تیرا دل ہاتھ سے جاتا
رہیگا اور بے اختیار ہوجائیگا پر خدا کے واسطے کہین استقلال چھوڑنا اور

پہلا سوال

پھر آپ سرتاپا ایک عورت نازنین بن کر ارادہ ہم بستر ہونیکا کیا اسنے اس
بات کو ہرگز نمانا اور کہا کہ مین ایک کام کے واسطے اپنے گھر کو تباہ کر کے
یہان تک پہنچا ہون تو راہی مین راہزنی کر کے چاہتی ہے کہ مجھکو تھوڑ
یہہ مجھسے کب ہوگا کہ تیرے ساتھ اس جگہہ عیش کرون مگر اس
صورت پر کہ جس جگہہ سے تو لائی ہے وہین پہنچاوے تو پھر مین بھی چند
روز تیرے ساتھ اپنی صحبت گرم کرون اور تیرے دل کی بھی آرزو بجا
بر لاؤن اسنے اس بات کو قبول کر کے کہا کہ مین بعد تین روز کے تجھ
جہان سے لائی ہون وہان پہنچا دونگی حاتم خوش ہوا اور برغبت ہمبستر
ملا بعد تین روز کے اسنے کہا کہ اے منچلے اب اپنے وعدے کو تو بھی پورا
اسنے اسکا ہاتھ پکڑ کر پانی مین غوطہ مارا اور کنارے پہنچا دیا پھر کہنے لگی
رعنا تو مجھسے جدا کیون ہوتا ہے حاتم نے کہا کہ مجھے ایک زیبا ہی کا
ضرور ہے نہین تو مین تجھسے کب جدا ہوتا اور اس چین کو چھوڑ کر
دکھ کیون سہتا اس بات کو سنکر وہ چلی گئی اسنے وہان اپنے کپڑے
دھو کر سکھلائے اور رستہ پکڑا بعد ایک مدت کے کسی ایسے بیابان
جا پہنچا کہ جس پر ہزارون درخت سرسبز طرح بطرح کے میوون سے
لدے کوسون تک لہلہاتے تھے اور سیکڑون مکان عالیشان
ستھرے چمکتے تھے ہر ایکطرف آب جو مین جاری اور ہر ایک سمت کو پھول

پہلا سوال

پہلا سوال

ے جاتا وہ اُسے کھا لیتا اور رات دن منزلین طی کیا کرتا کہ ایک
نا مھنے سے ایک اژدہا مانند پہاڑ کے نظر آیا یہہ اسکو دیکھ کر گھبرایا
چلنے سے باز رہا جو نہین اسکے پاس پہنچا وہین اسنے دم کھینچا
ہر چند اپنے تئین سنبھالا پر نہ سنبھل سکا صاف اسکے منہ مین
ب کہ اپنے تئین اسکے پیٹ مین دیکھا تب سجدۂ شکر بجا لایا
ہنا شروع کیا خوب ہوا جو یہہ تن میرا آلودۂ گناہ ایک بندۂ خدا کے
را نہین تو یہہ جامۂ خاکی کسی کام کا نتھا حق تو یہہ ہے کہ جو
ے تئین راہِ خدا مین ڈالے اور اپنا گھر برباد کرے اور آپ
د مین مشغول رہے تو برباد نہین ہوتا مگر وہ اسکے امتحان کے
چھو رنج دیتا ہے اگر وہ اس مصیبت سے بچا اور ثابت قدم رہا
ے گوہر راحت لے نکلا اسی طرح سے اپنے دل کو تسلّی دیتا
ت ایوب کی مصیبتون کو دھیان مین لاتا تھا کہ خدا کریم کارساز
کل بھی آسان کریگا غرض تین روز تک وہ اسکے پیٹ مین پھرا
ھو رستہ ڈھونڈا کیا راہ تو کہین نپائی مگر آپ ہی اسکی
بچو گیا پر سانپ کے زہر نے جو اسکو اثر نکیا اسکا یہہ سبب
ے اسکی جورو نے پگڑی مین ایک مہرہ باندھ دیا تھا اسکے
کے پاس رہے نہ وہ آگ مین جلے نہ پانی مین ڈوبے

پہر کیا طاقت ہے کسی خوس کی جو وہان کا دھیان کرے آنا تو در
کنار حاصل کلام اسنے اپنے ارکان دولت کو جمع کرکے مجلس شادی کی
جمائی مسند شاہانہ بچہائی اور حاتم کو اسپر بتہلا کر اپنے رسوم کے موافق
اس لڑکی کے ساتھ بیاہ دیا اور اسکا ہاتھ اسکے ہاتھ مین پکڑا کر آپ
اپنے لوگون سمیت حجرے سے باہر نکل آیا حاتم نے اسی مسند عروسی
پر اسکے ساتھ آرام فرمایا اور مزا بہت سا اٹھایا اسی صورت سے
ہر روز اس رشک قمر کے ساتھ چین کرتا تھا اور میوے قسم قسم
کے کھاتا تھا غرض یہان تک میوے کھائے کہ جی بھر گیا آخر اسے
ایک دن اپنے خسر کے پاس گیا اور کہنے لگا حضرت سلامت میرا
میوے کھاتے کھاتے گھبرا گیا اگر کچھ اناج کے قسم سے عنایت ہو تو
جی بہرے اور طبیعت لگے اسنے اسیوقت اپنے ریچون کو بلوا کر کہا کہ
ہر قسم کا غلہ اور شکر اور گھی وغیرہ اور پاس گاؤن اور شہرون سے
لے آؤ وے اس بات کے سنتے ہی دوڑے اور ہر ایک شہر
شاہ جہ کے پاس خوش اسلوب اور قسم قسم کے اجناس الغ
ی مرغوب ایک پل مین لے آئے حاتم نے انواع و اقسام کے کھانے
پکوائے اور اپنی بی بی کے ساتھ بیٹھ کر کھائے بلکہ اسی طرح سے
ہر روز کھاتا اور عیش و عشرت مناتا جب تین مہینے گذر گئے تب ایک

پہلا سوال

وہ متفکر ہوا اور جی مین کہنے لگا کہ یہ ظالم مین کس بلا مین پڑا اب کیا کرون
مین ایک کام کے واسطے اپنے شہر سے نکلا ہون اگر بیہان اپنا بیاہ کرکے رنگ
رلیان مناؤنگا تو وہان منیر شامی میرا انتظار کھینچ کے مرجاویگا مین خدا کو
کیا جواب دونگا بادشاہ خرس نے جو اسے سر بزانو دیکھا پوچھا ایجوان
خوش زور اگر اس بات کو قبول نکریگا تو قیامت تک پچھتاویگا بلکہ اسی
بند شدید مین مرجاویگا اسنے اس بات کا بھی جواب ندیا اور سر اُٹھا کر
ندیکھا تب خرس نے غضبناک ہوکر اپنی قوم سے کہا کہ اسکو فلانے
غار مین ڈال دو اور اسکے منہہ پر ایک سِل سنگ خارہ کی رکھو اور خبردار
رہو اس کلام کے سُنتے ہی کتنے ہی دوڑے اور حاتم کو اس اندھیرے
گڑھے مین بند کرکے اسکے منہہ پر ایک بھاری سا پتھر رکھ دیا وہ اس
غار مین بھوکا پیاسا حیران تھا کہ سات دن کے بعد خرس کے بادشاہ
نے پھر اُسے بُلواکر اپنے پاس بٹھلایا اور سمجھا بجھاکر کہا کہ ایحاتم میری لڑکی
کو قبول کر وہ پھر سر بزانو ہوا اور اس سخن کو خاطر مین نہ لایا تب اسنے ایک
خوان میوے کا منگواکر اسکے آگے رکھا وہ بھوکی تھا بے اختیار
کھانے لگا جب خوب سا اسکا پیٹ بھرا اسنے کہا ایجوان اس پری
پیکر کو اپنے نکاح مین لا اور مفت زندگانی کا اُٹھا حاتم نے کہا کہ یہہ مجھسے
ہرگز نہوسکیگا انسان کو حیوان سے کیا نسبت اسنے پھر اپنے ریچھون

پہلا سوال

دشت ہویدا کو چلو نگا اسنے کہا ایسیوان مین ایک بڑے احسان سے
گردن اٹھا ہی نہین سکتا دوسرا بوجھ کیونکر لون اور اپنے واسطے تجھے
وطن سے کس لئے آوارہ کرون برای خدا ان باتون سے باز آ یہہ مجھسے اگر
نہو سکیگا اگر تو ساتھی و نیز پر دم مارتا ہے تو یہی احسان بہت ہے کہ
مجھے راہ راست بتلادے اسنے کہا جو رستہ نزدیک کا ہے اسمین اندیشہ
بہت سی ہین اور دوسری راہ دور دراز ہے پر اسمین اسقدر خطرا نہیں
اسواسطے مین تیرے ساتھ چلنے کا ارادہ کرتا ہون کہ ان کو بتا دون آگے
تیری خوشی اسنے کہا کہ خدا راہ نزدیک کی مشکلین مجھپر آسان کریگا
گیندڑ نے کہا جو راہ کہ تیرے آگے آتی ہے وہی نزدیک ہے اگر سلامت رہیگا
تو دشت ہویدا کو پہنچیگا حاتم اسکو رخصت کر کے آگے چلا بعد ایک مدت
کے ایک چوراہا دکھلائی دیا یہہ وہان کھڑا ہو کر سوچنے لگا کہ اب کدہر جاؤن
اور اس جنگل مین خرس بادشاہت کرتا تھا تمام ریچھ ہی رہتے تھے
اتفاقاً سو دو سو ریچھ اس روز اس جگہہ سیر کرنے آئے تھے حاتم کو
دیکھتے ہی نہایت خوش ہوئے اور پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس
لے گئے وہ دیکھکر خوش ہوا اور کہنے لگا کہ تم ہمارے پاس بیٹھو اور اپنا احوال
کہو کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور کیا نام رکھتے ہو ہمین تو یون معلوم
ہوتا ہے کہ شاید تم یمن کے بادشاہ حاتم ہو اس بات کو سنکر اسنے کہا

پہلا سوال

پہلی شرط بجا لانے کا

القصہ حاتم جب تھوڑی دور گیا تب اپنے جی مین کہنے لگا کہ اب مین کیا کر
اور کس سے کہون بے دیکھے بھالے کدھر جاؤن اور اس عقدے کی گر
کیونکر کھولون مگر برائے خدا یہ مشکل اپنے پر لی ہے وہی آسان کریگا
سے تو کچھ نہین ہو سکتا یہہ کہہ کر توکل بخدا آگے بڑھا تے مین کیا دیکھ
ا ایک بھیڑیا قریب ہے ایک ہرنی کو پکڑے اور پھاڑ کر چیر کر کھا جاو
اس بیکسی مین جو اسنے اُس ہرنی کو دیکھا جلد جا کر ایک آواز سے
سے پکار کر کہا کہ ای نابکار کیا کرتا ہے خبردار یہہ غریب بچے والی
دودھ اسکی چھاتیون سے بہا جاتا ہے وہ اس بات کو سنکر ڈرا اور
کہنے لگا شاید تو حاتم ہی جو ایسے وقت مین اسکے آڑے آیا وہ
تو نے کیونکر جانا اسنے کہا مین نے تیری ہمت و شفقت سے پہچانا
ملک مین یہہ بات مشہور ہے کہ تو ہر ایک مخلوق کے حق مین احسان
کرتا ہے پر یہہ سب معلوم نہین ہوتا کہ تو نے میرا شکار آج میرے منہ
کیون چھڑایا تب حاتم نے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے وہ بولا میری غذا
گوشت ہے جو پاؤن تو کھاؤن حاتم نے کہا بہتر جہان کا گوشت
ؤں میرے بدن سے کاٹ کر کھا اور اپنا پیٹ بھر کر چلا جا
سر ہین کا گوشت بے ہڈی ہوتا ہے اگر وہ تو خوب سا چکھو

پہلا سوال

کیا تو اب ہے جو احوال اسکا ایسا ہوگیا ہے غرض اپنے گھوڑے سے اترا اور
اسکے سرہانے جاکر کھڑا ہوا اور ترحم سے پوچھنے لگا اے جوان رعنا تجھ پر ایسی
کیا مصیبت پڑی جو تیری یہہ حالت ہے اسنے سر اٹھاکر جو دیکھا تو ایک
شخص نوجوان مہر جبین سرو قد بازلف مشکین بادشاہوں کی سی پوشاک
پہنے ہوئے احوال پوچھتا ہے جب اسنے اس الفت و شفقت کے ساتھ
اسے دیکھا بے اختیار بول اٹھا ای بھائی کیا کہوں نہ طاقت تقریر کی ہے
نہ قدرت تحریر کی سوائے اسکے ایسا کوئی نہیں نظر آتا جو میرا درد دل
سنے اور اسکا علاج کرے حاتم نے کہا تو خاطر جمع رکھو کیونکہ مین نے خدا
کی راہ پر کمر باندھی ہے بڑے بھی کام کرنے مین مقدور تا مقدور نکرونگا اگر
دولت دنیا درکار ہے تو ابھی لے اور اگر کسی دشمن نے ستایا ہے تو
اسکو میرے سامنے کردے یا مارونگا یا آپ ہی مر رہونگا اگر معشوقہ
کے ملنے کی آرزو رکھتا ہے تو وہ بے سعی نہیں مل سکتا اسکی تدبیر
کرونگا خدا کے فضل سے اسکو بھی تجھ سے ملا دونگا اگر سر کا طالب ہے
تو یہہ بھی حاضر ہے منیر شامی نے جو اس شخص کی باتیں سنیں آفرین
و مرحبا کہہ کر دعائیں دیں اور کہا اے جوان صاحب وفا تو سلامت رہ
جو ہم غریبوں کو دلاسے دیتا ہے یہہ کہہ کر وہ تصویر اپنی بغل سے نکال
اسے دکھا کر پوچھا اب تو ہی بتا کہ میں دیکھ اسکے کیونکر جیوں اور

شروع قصے کا

کیا تو اب جو احوال اسکا ایسا ہو گیا ہے غرض اپنے گھوڑے سے اترا اور اسکے سرہانے جاکر کھڑا ہوا اور ترحم سے پوچھنے لگا اے جوان رعنا تجھ پر ایسی کیا مصیبت پڑی جو تیری یہہ حالت ہے اسنے سر اٹھاکر جو دیکھا تو ایک شخص نوجوان مہر جبین سرو قد با زلف مشکین بادشاہون کی سی پوشاک پہنے ہوئے احوال پوچھتا ہے جب اسنے اس الفت و شفقت کے ساتھ اسے دیکھا بے اختیار بول اٹھا ای بھائی کیا کہون نہ طاقت تقریر کی ہے نہ قدرت تحریر کی سوائے اسکے ایسا کوئی نہین نظر آتا جو میرا درد دل سُنے اور اسکا علاج کرے حاتم نے کہا تو خاطر جمع رکھ کیونکہ مین نے خدا کی راہ پر کمر باندھی ہے یہ سے بھی کام کرنے مین مقدور تا مقدور نکرونگا اگر دولت دنیا درکار ہے تو ابھی لے اور اگر کسی دشمن نے ستایا ہے تو اسکو میرے سامنے کر دے یا مارونگا یا آپ ہی مر رہونگا اگر معشوق کے ملنے کی آرزو رکھتا ہے تو وہ بے سعی نہین مل سکتا اسکی تدبیر کرونگا خدا کے فضل سے اسکو بھی تجھ سے ملا دونگا اگر سر کا طالب ہے تو یہہ بھی حاضر ہے منیر شامی نے جو اسنے یہہ باتین سنین آفرین و مرحبا کہہ کر دعائین دین اور کہا اے جوان صاحب وفا تو سلامت رہے جو ہم غریبون کو دلاسے دیتا ہے یہہ کہہ کر وہ تصویر اپنی بغل سے نکال اور اسے دکھا کر پوچھا اب تو ہی بتلا کر ذرا دیکھ اسکے کیونکر جیون اور اپنا

شروع قصے کا

کی قسم ہے وسے سوال کون سے ہین مجھسے کہو تب حسن بانو بولی پہلا
سوال تو یہہ ہے کہ یکبار مین نے دیکھا ہے اور دوسری دفعہ کی ہوس ہے
اسکا جواب وسے اسنے کہا کہ وہ کہان ہے اور کب سے یہہ سخن کہتا ہے یہہ
بات سنکر وہ ہنسی اور کہنے لگی کہ کیا خوب اگر مین جانتی تو تجھسے کیون
پوچھتی شہزادہ اس بات کو سنکر اپنے گریبان مین سر ڈال کر رہ گیا اور
جی مین کہنے لگا اب کیا کرون بن دیکھے ہوئے مکان کی طرف کیونکر جاؤن
تب حسن بانو بولی ای عزیز اگر یہی اندیشہ ہے تو میرے دیکھنے کے خیال کو
دل سے اٹھا دے اور جہان چاہے وہان چلا جا یہ اسنے کہا ای سراپا ناز
میرے حق مین تیرے شہر ہی کا رہنا اچھا ہے اور یہین کے کوچون کا مرنا
مبارک ہے یہہ سنکر اسنے کہا ہم ایسے یاوہ گو کو اپنے شہر مین رہنے نہین
دیتے اگر آپ سے جاتا ہے تو جا نہین تو بے حرمت ہو کر نکلے گا شہزادہ
اس گفتگو سے مایوس ہوا اور ایک برس کا اسنے وعدہ کر چلنے کا قصد
کیا تب سوداگر بچی نے جانا کہ یہہ اپنا نقد دل یہان کھو چکا ہے تھوڑے بہت
روپیہ خرچ راہ دئے اور نام پوچھا اسنے کہا منیر شامی نہ دان روتا پیٹتا سر
پھرا ہوا کسی جنگل مین جا کر کبھو ہنس دیتا اور کسی پہاڑ سے سر ٹکرا کر کبھو رو دیتا
پر قدم بڑھائے ہوئے جاتا تھا اور یہی اس فتنہ انگیز کے یہان اسی صورت
سے کتنے ہی شہزادے وزیرزادے آئے اور انھین ساتون سوال مین

شروع قصے کا

سنکر اسنے نوکر رکہا بعد تہوڑے دنون کے جی مین یہہ خیال گذرا کہ
تصویر کہنچوانے اور اسکو دیکھئے اسکا جہوٹہہ سچ معلوم ہو جائیگا ایک
اسکو بلوایا اور کہا ای مصوّر میری تصویر بے دیکھے کہینچ اسنے کہا کہ
کوٹہے پر چڑہین اور ایک لگن پانی سے بہروا کر زیر دیوار رکہوا دین
پانی مین سے ذرہ عکس دیکہو لون تو تمہاری تصویر ہو بہو کہینچون ؟
فرمایا ایک طشت پانی سے بہر کر جلد دیوار کے تلے رکہدو نوکرون نے
کیا تب وہ اوپر گئی اور پرچہائین اسکی اسمین پڑی مصور نے ایک نظر
مین اسکی شبیہ دیکہو لی اور اپنے گہر آکر دو تصویرین کہینچین جو تصویر کہ
اچہی سو تو اسنے اپنے پاس رکہی اور ایسی ویسی حسن بانو کو حوالے
اسنے اسکو بہی پسند کرکے لے لیا اور انعام دیکر رخصت کیا مصور تہوڑے
دنون مین منیر شامی کے پاس جا پہنچا اور وہ تصویر اسکو دکہلا کر ام
انعام کا ہوا وہ اسکو دیکہتے ہی غش ہو گیا جب ہوش مین آیا تب آہ
سرد دل پر درد سے کہینچنے لگا ندان یہہ بات جی مین ٹہرائی کہ بہتر یہی
اب نکل چلیے گو مرضی ماباپ کی نہین آخر کار آدہی رات کو فقیرون کا س
احوال بنا کر اپنے گہر سے تن تنہا نکلا اور شاہ آباد کی طرف راہی ہوا بعد ایک
مدت کے اذیتین کہینچتا اور مصیبتین اٹہاتا اس شہر مین جا پہنچا پر کچہہ نکہ
خبر دارون نے یہہ خبر حسن بانو کو پہنچائی کہ ایک مسافر اس شہر مین ایسا

شروع قصے کا

اسکو نہ ملے سکیگا اسس تسلی آمیز باتون سے خوشش ہوئی اور آداب
بجا لاکر عرض کرنے لگی کہ اگر حکم ہو تو یہہ لونڈی اسس دولت بیقیاس کو
راہ خدا مین صرف کرے بادشاہ نے پروانگی دی اور اسس سے رخصت
ہوکر دولت خانہ کو تشریف لے گئے تھوڑے لوگ سپاہ کے اسکی حفاظت
کے واسطے وہان چھوڑے اسنے اسس دولت سے ایک مسافر خانہ عالیشان
بنواکر ہر ایک مسافر کو کھانا کپڑا نقد جنس دیتی اور رخصت کرتی چنانچہ جو کوئی
کہین کا ارادہ کرکے اسکے شہر مین آتا تھا یہہ اسکو موافق اسکی قدر کے خرچ
دیکر رخصت کردیتی تھی کتنے دنون مین مسافرون نے یہہ چلن اور وصف اسکا
جہانک گاؤن بگاؤن مشہور کیا کہ ایکنئے شہر مین ایسی ایک لڑکی
پیدا ہوئی ہے اور سخاوت اور مروّت اسس قدر رکھتی ہے کہ ہر ایک خدا
کے بندے کا سر اپنے بار احسان سے جھکا دیتی ہے اور اپنی شیرین
سخنی سے ہر ایک بشر کو غلام کرلیتی ہے حق تو یہہ ہے کہ نہ ایسی سنی ہے
نہ دیکھی اور نوکر بھی اسکے امانت دار اور دیانت دار ہین کہ ہر ایک محتاج
غریب کو روپے اور اشرفیون سے نہال کردیتے ہین نام اسکا اب
اسس زمانے مین سخاوت و رحم کے باعث چاند اور سورج سے بھی زیادہ
ہے یہہ خبر رفتہ رفتہ شہر خارزم مین پہنچی وہان کا بادشاہ بھی لشکر
عظیم اور ملک وسیع رکھتا تھا ایک بیٹا اسکا منیر شاہ نام چودہ برس کا

شروع قصے کا

سیان نکلین بلکہ ارزق کی بھی کمر مین سے طاوس مرصع اور کئی
تھیلیان ہاتھ آئین بادشاہ اس حال کو دیکھکر متعجب ہوا اور غضب سے
کہنے لگا کہ ابھی انکو سولی دو کہ پھر کوئی ایسی دغا بازی نکرے وہان زبان
ہی ہلانے کی دیر تھی جلادون نے ہر ایک کا کام تمام کیا حسن بانو نے دیکھا کہ دشمن
اپنے ساتھیون سمیت مارا پڑا کرسی سے اتھی اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے
کہ جہان پناہ یہہ لونڈی خانہ زاد موروثی برزخ سوداگر کی بیٹی ہے حضرت
نے اسی فقیر بے حیا کے واسطے اس لونڈی کو شہر بدر کیا تھا تب
بھی اس عاجزہ کی تقصیر نتھی چنانچہ میرے باپ کا تمام مال اسی کے
گھر مین ہے اگر خداوند اسکو کھدوا دین تو نکلے ہی نکلے اور جھوٹ سچ
اس باندی کا حضور پر نور مین ظاہر ہووے بادشاہ حیرت سے انگلیان
کاٹتے اور فرمایا کہ ارزق کا گھر کھدوا دین اور حسن بانو کو تحسین و آفرین :
بہت سی کی آخر کار جب اسکا مکان کھدوا تو تمام مال برزخ سوداگر کا
نکلا حسن بانو نے اسکو بادشاہی کی نذر کیا اور عرض کی کہ خداوند یہہ
مین امیدوار اس بات کی ہے کہ اگر آپ اس بیکس کے گھر قدم رنجہ
فرماوین تو یہہ باندی بہت کچھ رکھتی ہے سب کا سب حضور مین گذرانے اور
اپنی حقیقت ظاہر کرے بادشاہ نے اسکی عرض قبول کی وہ حضور سے رخصت
ہو کر اپنے مکان مین آئی اور تمام شہر کو آئینہ بندی کروا کے محل کو بھی فرش

کی رات تڑا کا ٹرنے کی خبر ہے تم تہوڑے سے لوگ لیکر جلد آؤ اور ایک
کونے مین چہپے گہات مین رہو جسوقت اس حویلی سے شور و غل کی آواز
بلند ہو اسی گہڑی تم آن پہنچیو اور چورون کو باندہ لینا کوتوال اس خبر کے
سُنتے ہی سو دو سو پیادون سے اسکی حویلی کے داہین باہین آکر چہپ رہا اتنے
مین وہ اجل گرفتہ ایک دہاڑ بکا دہاڑا لیکر اسکی حویلی مین پہنچا اور اسباب غارت
کرنے لگا غرض ہر ایک نے ہر ایک طرح کے اسباب کا گٹہر باندہ کر اپنے
اپنے سر پر رکہا وہ درویش بہی اس تاؤس مرصع کو لیکر حویلی سے
باہر نکلا پیادے تو اسی تاک پر لگ رہے تہے اپنی اپنی جگہہ سے کودے
اور انکو باندہنے لگے نداں ان سبھونکی چڑہالین اور گٹہریان اُن کے
گلے مین ڈال دین غرض اسقدر شور و غل ہوا کہ کوتوال خود چلا آیا انہون نے
عرض کی کہ اب آپ بہی ان سے خبردار رہین صبح کو حضور معلّی مین لے چلین
وہان سے جو حکم ہوگا سو کیا جاویگا حسن بانو ان دشمنون کو گرفتار دیکہہ کر
نہایت خوش ہوئی اور اپنے نوکرون کو انعام دیکر نچنت ہی سے پاؤن
پہیلا کر سو رہی اتنے مین صبح ہوئی بادشاہ برآمد ہوکر تخت سلطنت پر
جلوس فرمایا وزیر امیر خان و نواب مجرا کرکے اپنے اپنے پایے پر کہڑے
ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ آج کی رات شہر مین کیا شور و غل تہا اتنے
مین کوتوال ان سبھون کو باندہے ہوئے آپہنچا اور آداب بادشاہی سے

شروع قصے کا

تیاری کی پھر ایک آدمی سے کہا کر تو جاکر اس تغیر کر اسے کی خدمت
مین اس عاجز کی طرف سے بندگی عرض کر کر کہکہ اگر تشریف ارزا
فرماؤ تو گویا اس کمترین کو بے دا سون مول لو عرض وہ گیا اور اسے
کہنے کے موجب عرض کی اسنے اس بات کو قبول کیا صبح کو اسے
اپنی عادت سے فقیرون کو ساتھ لئے سونے روپے کی اینٹون پر
پانون رکھتا ہوا چلا ماہ روشاہ سے فرش و فروش مکاف وسنہ
شاہانہ سے ایک مکان .... آگے ہی تیار رکھا تھا اس
مین داخل ہوا شہزادے نے اسکو مسند شاہانہ پر بٹھلایا خوان زر
جواہر مع طاؤس مرصع نذر گذرانے فقیر نے قبول نہ کئے تب
اسنے تمام جواہر لپنے طاقون پر چنوا دئے اسلئے کہ جسوقت نظر
فقیر کی اس پر پڑے طمع اسکی زیادہ بڑھے پھر کئی خوان میوے
کے منگوائے اور ایک دسترخوان زربفت کا بچھوایا جڑاؤ سنگ
یشمی کے باسنون مین طرح بطرح کے اور قسم قسم کے کہانے نکال کر
چنے اور گنگا جمنی چلپچی آفتابے سے ہاتھ دھلا کر عرض کی کہ پیر و مرشد
کچھ نوش کرین اور اس کمترین کو سرفراز فرمائین اس بات کو سنکر
الحسن کوتہ اندیش نے ہاتھ بڑھایا اور اپنے چالیسون فقیرون کے ساتھ
کہانا کہانا شروع کیا دو چار ہی لقمے کہا کر کہا کہ بس زیادہ کرو فقیرون

شروع نقصے کا

شروع قصے ۵

چاہے وہان رہ کچھ اندیشہ خاطر مین نلا جو چاہے سولیجا حسن بانو آداب

بجا لاکر عرض کرنے لگی کہ ایخداوند اِس غلام کو شہزادون مین شمار کی

تو کسی عُمدہ خطاب سے سرفراز فرماے تا حرمت وعزت زیادہ بڑ

کہ بہرام نام میرا لایق ہنین جہان پناہ نے اِس سخن کو پسند کیا او

اُسکا نام ماہ روشاہ رکھا پہر فرمایا ایفرزندارجمند وہ جنگل یہان

سے بہت دور ہے جی چاہتا ہے کہ ایک شہر اپنے نام سے تو اِس

کے قریب آباد کرے اور اسمین بخوبی رہے اُسنے پہر عرض کی کہ جہان

پناہ وہ نہایت دلچسپ ہے سواے اِسکے نزدیک دارالسلطنت کے

دوسرا شہر آباد کرنا ترک ادب ہے امیدوار فضل وکرم کا ہون

معمارون کو حضور سے ارشاد ہو جاوے جلد اُس جنگل مین شہر

تب وہین بادشاہ نے انکو حکم کیا بلکہ فرمایا کہ ہر ایک کارکن جاوے اور

اُس شہر کے آباد کرنے مین مشغول ہووے وہ بہی ایک مہینے مین دو

تین بار حضور مین مجرے کے لئے آیا جایا کرتی تہی اور ہر روز راج

مزدورون کو انعام دے دیکر تقید کرتی تہی کہ جلد نہ کرو معطل نہ ہو

وے رات دن اِسکے بنانے مین لگے رہتے تہے بعد دو برس کے

ایک شہر عظیم آباد کیا نام اسکا شاد آباد رکہا کاریگرون کو بہت سا

انعام وخلعت دیکر رخصت کیا پہر تو حسن بانو اکثر بادشاہ کی خدمت مین حاضر

وہ سب کے سب حسن بانو کو دیکھ کر خوش ہوئے اور ایک خیمہ بہت بڑا
لگوا کر کے آپس مین رہنے لگے بعد اُس کاروبار کے جب اُسنے فرصت
پائی تب وہ پھر شہر مین آیا اور ایک سردار معمار سے مُلاقات کر کے
کہنے لگا کہ تم تھوڑے کاریگرون کو اپنے ساتھ لیکر فلانے جنگل مین
چلو مجھے کچھ تم سے کام ہے اُسنے یہہ بات قبول کر کے اپنے عملے سمیت
ہمراہی اُسکی اختیار کی وہ ان کو اپنے ساتھ لئے ہوئے حسن بانو کے
پاس آیا اُسنے بہت سی مُنشی اور انعام دیکر حکام کے واسطے بلوایا تھا
اُس جنگل مین لگا دیا بعد چھ مہینے کے جب ایک حویلی شتھری سی
بنوا چکی تب معمارون سے کہنے لگی کہ اب تم اِسکے گرد شہر عالیشان
کا ڈول ڈالو اور اُسے آباد کرو اُنھون نے عرض کی کہ بادشاہ کی بے
مرضی اِتنا بڑا شہر یہان بسانا اچھا نہین اِس بات کے سُنتے ہی حسن
بانو لباس مردانہ سج سجا ایک عربی گھوڑے پر سوار ہو تھوڑے پیادون
کو آگے رکھ ایک خوان جواہر اور ایک مور یاقوت کا اپنے ساتھ لے
شہر کے طرف روانہ ہوئی یہہ خبر بادشاہ کو پہنچی کہ ایک سوداگر بچہ نہایت
عمدہ حضور کی قدمبوسی کی آرزو رکھتا ہے اور دردولت تک آ پہنچا ہے
بادشاہ نے فرمایا کہ اُسکو نہایت عزت و حُرمت سے حضور مین حاضر
کرو لوگ اُسکو ہاتھون ہاتھ ساتھ امتیاز کے حضور مین لے آئے وہ مجرہ

شروع قصے کا

یہان تک پہنچا اب امیدوار اِس بات کا ہون کہ باقی ہم ...

شروع قصے کا

نیچے خاک ہی پر سو رہی کیا خواب دیکھتی ہے کہ ایک شخص بزرگ صورت
نیک خصلت سفید کپڑے پہنے عصا ہاتھ میں لئے گلے میں تسبیح
ڈالے کھڑا اون پہنے سرہانے کہتا ہے کہ بابا غم نہ کھا اور اندیشہ مت
کر وہ کریم کارساز ہے اس سے کچھ عجب نہیں جو تجھے پھر اسی مرتبے
پر پہنچا وے چنانچہ اس درخت کے نیچے سات بادشاہت کی دولت
گڑی ہے سو حق تعالی نے تیرے ہی واسطے چھپا رکھی ہے اب تو اٹھ اور
اس خزانے کو اپنے تصرف میں لا دل کو یاد خدا میں لگا اسنے کہا کہ
میں ایک عورت ناتوان کیونکر اس زمین کو کھودوں اور کیونکر اس
دولت بیشمار کو اپنے قبضہ میں لاؤں اسنے کہا کہ تو ایک لکڑی سے
قدرے کھود اور قدرت خدا دیکھ کہ وہ اس مشکل کو کیونکر آسان کرتا ہے
اس بات کے سنتے ہی حسن بانو چونک اٹھی اور اپنی دائی سے یہ حقیقت
کہنے لگی غرض کہ اسنے اور اسکی دائی نے جو اس درخت کی جڑ جو اپنے
ایسے خواب کے موافق پائی اور قدرے ایک لکڑی سے کھودی تو سات
کوٹھے اشرفیوں سے بھرے اور صندوق ہر طرح کی جواہر سے معمور
نمودار ہوئے جو مرتبہ ملک کے خزانے کے برابر تھا دکھائی دئے حسن بانو
اس دولت خداداد سے نہایت خوش ہوئی اور سجدہ شکر کا ادا
کر کے اپنی دائی سے کہنے لگی کہ اے انا جان تم اسی گھڑی شہر کی طرف

آپ کیا ارشاد کرتے ہین **بیت** اسکو کس طرح سے کہین انسان
ہے یہہ ملعون زادۂ شیطان ۔۔ اِس بات کے سنتے ہی وہ اور بھی غضب ہوا
اور تاؤ پیچ کھاکر کہنے لگا ارے کوئی ہے اِس بدبخت لڑکی کو میرے سامھنے
ہی سنگسار کرے کہ یہہ اپنے سزا کو پہنچے تا اورون کو عبرت ہووے کہ
پھر کوئی ایسی حرکت نکرے کہ اپنے بزرگ کو اِس وضع کی بات کہے اتنے
مین ایک وزیر نیک خو اپنی جگہہ سے اٹھا اور پایہ تخت بادشاہی چوم کر
عرض کرنے لگا کہ جہان پناہ یہہ وہی برزخ سوداگر کی بیٹی ہے کہ جسکے سر پر
خداوند ہمیشہ شفقت کا ہاتھ اسکے بچپنے ہی سے پھیرتے تھے اور پیار کرکے
اپنے پاس بٹھلاتے تھے آج اسکو سنگسار کرتے ہو اگر اسکو مارو گے تو دل
سے ان غلامون کے اعتماد خداوندی کی مہربانی کا اور بندہ پروری کا اپنے
فرزندون کے حق مین اٹھ جائیگا بلکہ ہر ایک اسی اندیشہ سے ہلاک ہوگا کہ
جہان پناہ بعد ہمارے ہمارے فرزندون سے یہی سلوک کرینگے جو آج
اِس لڑکی کے ساتھ کرتے ہین اِس خیال کو اپنے اپنے جی مین جگہہ
دیکر کنارہ کش ہونگے اور فرصت پاکر بھاگ بھاگ جاوینگے اغلب
ہے کہ غنیمون سے ملین اور خداوند سے دشمنی کرین یہہ حقیقت عرض
کرنی واجب تھی عرض کی آگے جو مرضی خداوندی اِس بات کو سنکر
بادشاہ نے کہا کہ اے دانشمند مین نے تیری سفارش سے اور برزخ

شروع قصے کا

شروع قصے کا

کے سب جڑاؤ عطردان لے آئے اسنے وہ عطر اپنی داڑھی و پوشاک مین ملا اور وہ ہر ایک باسن مینا کاری کا آنکلا تھا ہر دین حسن بانو کو دعائین دے دیکر رخصت ہوا اتنے مین رات ہوگئی اور اسکے لوگ تمام دن اس کمبخت کی ضیافت کے کام و کاج سے تھک رہے تھے رات کے ہوتے ہی بے اختیار پانون پھیلا پھیلا کر سو رہے ۰ انھون نے دروازے کوٹھون کے بند کئے ۰ اس اسباب جواہر کو ٹھکانے سے رکھا بعد پہر رات کے وہ دکیت انسان صورت شیطان خصلت اپنے انھین چالیسون چورون کے ساتھ اسکی حویلی مین آپڑا اور تمام زر و جواہر مال و متاع غارت کرنے لگا اس عرصے مین جو تھوڑے بہت لوگ کہ جاگ اٹھے ان ظالمون کے ہاتھون سے زخمی ہوئے اور کچھ مارے پڑے حسن بانو اپنے کوٹھے کی کھڑکی سے جھانک کے دیکھتی تھی اور ان کو پہچان پہچان کر ہاتھ مل مل کے کہتی تھی کہ افسوس یہہ مُوا تو وہی خانہ خراب درویش ہے اور اسکے ساتھی اسکا علاج کوئی کیا کرے غرض رات تو جون تون اسی پچتاوے مین کاٹی پر صبح کو چارپائیون پر ان مردون کو اور ان زخمیون کو ڈلوا کر بادشاہ کے در دولت پر لے گئی بطور فریادون کے جا کھڑی ہوئی اور بآواز بلند دوہائی دے دیکر کہنے لگی کہ مین لوٹی گئی بادشاہ نے پوچھا کہ یہہ کون ہے اور کس کے ظلم سے بلبلا رہی

شروع قصے کا

کھانے پکوائے اور کئی خوان میوون اور مٹھائی کے تیار کئے اور کئی کشتیان
شاہ صاحب کی نذر کے واسطے ابریشمی زربافی زر و جواہر اور روپی شہرفیون
کی بھی درست کر رکھین اس امید پر کہ درویش زمانہ کل آوینگے تو مین انکو
ان کے آگے دھرونگی اور عجز وانکسار سے پاون پر گر پڑونگی کہ اتنے
مین صبح ہوئی کہ وہ درویش انھین چالیسون فقیرون کے ساتھ اپنی
عادت قدیم سے سونے روپے کے اینٹون پر پاون رکھتا ہوا حسن بانو
کے گھر تک آپہنچا **مثنوی** کہون وصف اسکی مین اب تم سے کیا
وہ ظاہر مین انسان تھا مسخرا جو باطن پہ اسکے کرون مین نظر تو شیطان
سے بھی تھا ابلیس تر نہ بالے کا خطرہ نہ بوڑھے کا غم وہ بے قتل کرتے مین
تیغ دو دم اور حسن بانو نے دروازے سے لیکر نشست گاہ تک فرش
دری باف پہلے ہی سے کروا کر رکھا تھا وہ اسکو روندتا ہوا مسند
شاہانہ پر آ بیٹھا اور خواجہ سرا زر و جواہر کی کشتیان اسکے آگے لے آئے
اُسنے ہرگز کسی کشتی کو قبول نہ کیا بلکہ کہا کہ یہہ اسباب میرے کس
کام کا پھر وے اندر گئے اور کئی خوان پوشاک کے لے آئے اُسنے
انکو بھی پسند نہ کیا پھر محل مین گئی اور بہت سے خوان شیرنی اور
میوے کے لے آئے اور ایک دسترخوان پاکیزہ و کلان بچھا کر
اس پر چُنتے تھے وہ ہر ایک خوان سونے روپے ہی کے باسنون

باو یگا چوتہا سوال یہہ ہے کہ سچ کہنے والے کے ہمیشہ راحت آگے آتی ہے

سوال یہہ ہے کہ کوہ ندا کی خبر لاوے چھٹا سوال یہہ ہے کہ وہ موتی جو مرغابی

برابر بالفعل موجود ہے اسکی جوڑی پیدا کرے ساتوان سوال یہہ ہے کہ

حمام بادگرد کی خبر لاوے حسن بانو نے اس دائی کی اس بات کو پسند کیا

اور خوش ہوکر اپنے جی میں کہا کہ وہ شخص ایسا کونسا ہے جو ان ساتون

سوالون کے جواب بہم پہنچا ویگا اسی گمان پر وہ اپنے تئین آٹھون وقت

نازروزے میں مشغول رکھتی تھی اتفاقاً ایک دن اپنے کوٹھے پر

ہوئی بازار کا تماشا دیکھ رہی تھی کہ اتنے میں ایک فقیر نہایت بزرگ

صورت ظاہر درست چالیس خادمون کو ساتھ لئے ہوئے اسکی

طرف گذرا اور پاؤن بھی زمین پر رکھتا تھا چنانچہ وہی اسکے ساتھی

تی سونے روپے کے اینٹین قدم کے تلے دھر دھر دیتے تھے

وہ ان پر پاؤن رکھتا ہوا چلا جاتا تھا اس احوال سے جو حسن بانو

اسے آتے دیکھا تو نہایت اپنا جی خوش کیا اور دائی سے کہا کہ ای

اماجان یہہ فقیر کوئی بڑا صاحب کمال معلوم ہوتا ہے جو اس شان

وشوکت سے راہ چلتا ہے اسنے کہا اماواری یہہ بادشاہ کا پیر ہے

ہر مہینے میں دو چار بار بادشاہ اسکے یہان جاتا ہے اور یہہ بھی کبھی

اسکے پاس آتا ہے اسکے برابر دنیا میں کوئی گروہ درویش نہوگا

شروع قصے کا

کھانے پکوائے اور کئی خوان میؤن اور مٹھای کے تیار کئے اور کئی کشتیان
شاہ صاحب کی نذر کے واسطے ابریشمی زربافی زر و جواہر اور روپی اشرفیون
کی بھی درست کر رکھین اس امید پر کہ درویش زمانہ کل آوینگے تو مین انکو
ان کے آگے دھرون گی اور عجز و انکسار سے پاؤن پر گر پڑون گی کہ اتنے
مین صبح ہوی کہ وہ درویش انھین چالیسون فقیرون کے ساتھ اپنی
عادت قدیم سے سونے روپے کے اینٹون پر پاؤن رکھتا ہوا حسن بانو
کے گھر تک آپہنچا **مثنوی** کہون وصف اسکی مین اب تم سے کیا
وہ ظاہر مین انسان تھا مسخرا جو باطن پہ اسکے کرون مین نظر تو شیطان
سے بھی تھا ابلیس تر نہ بالے کا خطرہ نہ بوڑھے کا غم وہ بھی قتل کرتے مین
تیغ دودم اور حسن بانو نے دروازے سے لیکر نشست گاہ تک فرش
زری باف پہلے ہی سے کروا کر رکھا تھا وہ اسکو روندتا ہوا مسند
شاہانہ پر آبیٹھا اور خواجہ سرا زر و جواہر کی کشتیان اسکے آگے لے آئے
اُسنے ہرگز کسی کشتی کو قبول نہ کیا بلکہ کہا کہ یہہ اسباب میرے کس
کام کا پھر وے اندر گئے اور کئی خوان پوشاک کے لے آئے اُسنے
انکو بھی پسند نہ کیا پھر محل مین گئی اور بہت سے خوان شیرنی اور
میوے کے لے آئے اور یک دسترخوان پاکیزہ و کلان بچھا کر
اسپر چننے لگے وہ ہر یک خوان سونے روپے ہی کے باسنون

شروع قصے کا

پا دیگا چوتھا سوال یہہ ہے کہ سچ کہنے والے کے ہمیشہ ہی راحت آگے پانچوان
سوال یہہ ہے کہ کوہ ندا کی خبر لاوے چھٹھا سوال یہہ ہے کہ وہ موتی جو مرغابی
برابر بالفعل موجود ہے اُسکی جوڑی پیدا کرے ساتوان سوال یہہ ہی کہ
حمام بادگرد کی خبر لاوے حسن بانو نے اس دائی کی اس بات کو پسند کیا
اور خوش ہوکر اپنے جی مین کہا کہ وہ شخص ایسا کون ہے جو ان ساتون
سوالون کے جواب بہم پہنچا دیگا اسی گمان پر وہ اپنے تئین آٹھون وقت
نماز روزے مین مشغول رکھتی تھی اتفاقاً ایک دن اپنے کوٹھے پر بیٹھی
ہوئی بازار کا تماشا دیکھہ رہی تھی کہ اتنے مین ایک فقیر نہایت بزرگ
صورت ظاہر درست چالیس خادمون کو ساتھہ لئے ہوئے اسیکی
طرف گذرا اور پاؤن بہی زمین پر نرکھتا تھا چنانچہ وہی اسکے ساتی رر
سنگاتی سونے روپے کے اینٹین قدم کے تلے دھر دھر دیتے تھے
وہ ان پر پانون رکھتا ہوا چلا جاتا تھا اس احوال سے جو حسن بانو
نے آتے دیکھا تو نہایت اپنا جی خوش کیا اور دائی سے کہا کہ ای
انا جان یہہ فقیر کوئی بڑا صاحب کمال معلوم ہوتا ہے جو اس شان
و شوکت سے راہ چلتا ہے اُسنے کہا انا واری یہہ بادشاہ کا پیر ہے
ہر مہینے مین دو چار بار بادشاہ اُسکے یہان جاتا ہے اور یہہ بھی کبھی کبھی
اسکے پاس آتا ہی اسکے برابر دنیا مین کوئی عمدہ درویش نہوگا